

امام ابن تیمیہ کی مشہور زمانہ کتاب

الصبارم المسلول علی شاتم الرسول

کا

اختصار اور اس کا اردو ترجمہ

گستاخ رسول کی سزا

الصبارم المسلول میں موجود تمام آیات احادیث و آثار صحابہ و تابعین

اور ان سے استدلال و استنباط کو حسن ترتیب کے ساتھ پیش کیا گیا

ہے

جس سے استفادہ کرنا ہر خاص و عام کیلئے آسان ہو گیا ہے

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب

مختصر

الصارم المسلول

علی شاتم الرسول

لشیخ الإسلام ابن تیمیة

اختصار

علامہ محمد بن علی محمد البعلی الحنبلی

مترجم

محمد خبیب احمد

اشاعت اول اپریل 2011ء

تعداد ایک ہزار

کمپوزنگ ابوسفیان غزنوی

ناشر

اداره تحقیقات سلفیہ

آبادی محبوب عالم نوشہرہ روڈ گوجرانوالہ 0300-7453436

الصبارم المسلول علی شاتم الرسول

بسم الله الرحمن الرحيم

جو رسول اللہ ﷺ کی ذات اور بات (حدیث اور سنت) سے پیار و محبت کرے ہماری اس سے محبت ہے، ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے امت کو یہی سبق دیا ہے۔

واقعہ افک سے مداح رسول سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ بھی متاثر ہوئے۔ یوں ان کا نام بھی اہل افک میں شامل تھا جو ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی نسبت منفی پروپیگنڈے کی رو میں بہہ گئے تھے۔ اس امر کی سنگینی اپنی جگہ ایک معنی رکھتی ہے اور افک میں ملوث ہونے والوں کے بارے میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے جو شدید جذبات ہو سکتے ہیں اس کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ مگر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں جب سیدنا حسان رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازیبا الفاظ کہے جاتے تھے تو سیدہ ایسے الفاظ سننے کی بھی روادار نہیں ہوتی تھیں۔ فوراً فرماتی تھیں کہ حسان تو وہ شخصیت ہیں جنہوں نے نبی کریم ﷺ کا دفاع کرتے ہوئے یہ اشعار کہے تھے

ۛ

هَجَوْتَ مُحَمَّدًا فَأَجَبْتُ عَنْهُ وَعِنْدَ اللَّهِ فِي ذَلِكَ الْجَزَاءُ

هَجَوْتَ مُحَمَّدًا بَرًّا تَقِيًّا رَسُولَ اللَّهِ شَيْمَتُهُ الْوَفَاءُ

فَإِنَّ أَبِي وَوَالِدَهُ وَعِرْضِي لِعِرْضِ مُحَمَّدٍ مِنْكُمْ وَقَاءُ

”[اے کافر و مشرک!] تو نے ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ کی ہجو کی اور میں نے آپ ﷺ کا دفاع کرتے ہوئے آپ ﷺ کی طرف سے جواب دیا ہے اور اس پر ہمیں اللہ سے اجر و ثواب ملے گا۔

[اے كافر و مشرك!] ءو نے همارے نبى ءضرت محمد ﷺ كى هجو كى جو انتھائى نىك و صالح اور
مءقى و پارسا هىں اور آپ ﷺ ءوالله كے فرستاده و رسول هىں اور عهء كى پاسءارى و وفا شعارى آپ
ﷺ كى فطرت مىں

الصبارم المسلول علی شاتم الرسول

داخل ہے۔ میرے باپ و دادا کی عزت اور خود میری آبرو، سب حضرت محمد ﷺ کی عزت و ناموس کا تم سے تحفظ کرنے کے لیے قربان ہیں۔“

اور جو رسول اللہ ﷺ کی ذات اور بات (حدیث اور سنت) سے عداوت رکھے ہماری بھی اس سے عداوت ہے۔

حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

وَقَالَ اللَّهُ: قَدْ أَرْسَلْتُ عَبْدًا يَقُولُ الْحَقَّ لَيْسَ بِهِ خَفَاءُ

وَقَالَ اللَّهُ: قَدْ يَسَّرْتُ جُنْدًا هُمُ الْأَنْصَارُ عُرْضَتُهَا اللَّقَاءُ

لَنَا فِي كُلِّ يَوْمٍ مِنْ مَعَدٍّ سِبَابٌ أَوْ قِتَالٌ أَوْ هِجَاءُ

”اللہ کا ارشاد ہے: میں نے ایک بندہ بھیجا ہے جو حق و سچ بات کرتا ہے جس میں کوئی خفا و پردہ اور شک و شبہ نہیں، اور اللہ کا فرمان ہے: میں نے انصارِ مدینہ کا ایک لشکر تیار کر دیا ہے جن کا کام ہی [کفار و مشرکین سے] مقابلہ کرنا ہے، ہمیں ہر روز بنی معد سے گالی گلوچ سننا، جنگ کرنا یا بجو سننا پڑتا ہے۔“

مزید فرمایا:

فَمَنْ يَهْجُو رَسُولَ اللَّهِ مِنْكُمْ وَيَمْدَحْهُ وَيَنْصُرْهُ سَوَاءٌ

وَجِبْرِيلُ رَسُولُ اللَّهِ فِينَا وَرُوحُ الْقُدُسِ لَيْسَ لَهُ كَفَاءُ

”تم میں سے اگر کوئی رسول اللہ ﷺ کی ہجو و توہین کرے تو وہ اس شخص کے برابر کیسے ہو سکتا ہے جو آپ ﷺ کی مدح سرائی و نعت گوئی کرے اور آپ ﷺ کی مدد و نصرت میں لگا رہے؟ اللہ کے بھیجے ہوئے حضرت جبریل علیہ السلام ہمارے مابین موجود ہیں اور حضرت جبریل علیہ السلام کا تو کوئی ہمسرو مد مقابل ہی نہیں ہے۔“

فہرست

- ❀ مقدمہ 14
- ❀ صاحب المختصر کا مختصر تعارف 17
- ❀ تمہید 19
- ❀ کتاب میں چار مسائل ہیں 20
- پہلا مسئلہ
- ❀ گستاخ رسول خواہ وہ مسلمان ہو یا کافر واجب القتل ہے 21
- ❀ اجماع کا بیان 22
- ❀ مزید توضیح 23
- ❀ امام مالک اور امام احمد کا مذہب اور اس کی تحقیق 24
- ❀ امام شافعی اور امام ابو حنیفہ کا مذہب 26
- ❀ گستاخ رسول کے واجب القتل ہونے کے دلائل 27
- ❀ قرآن مجید سے دلائل 27
- ❀ پہلی دلیل 27

- ❀ دوسری دلیل 28
- ❀ تیسری دلیل 29
- ❀ اس استدلال کی چھ نوعیتیں 29

فہرست

- چوتھی دلیل 34
- پانچویں دلیل 34
- فصل: ایسی آیات جو گستاخ رسول کے قتل اور کفر پر دلالت کرتی ہیں
- اگر وہ حلیف نہ ہو 36
- پہلی دلیل 36
- دوسری دلیل 38
- تیسری دلیل 39
- چوتھی دلیل 40
- پانچویں دلیل 41
- اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اذیت اور مومنوں کی اذیت میں فرق 42
- اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جن لوگوں کو ملعون قرار دیا ہے یا وہ کافر ہے یا پھر رائیگاں خون والا 42
- ایک اشکال اور اس کے دو جواب 43
- چھٹی دلیل 49
- ساتویں دلیل 50

- آٹھویں دلیل 52
- فصل: احادیث سے ثبوت 54
- پہلی حدیث 54
- دوسری حدیث 55
- تیسری حدیث 56
- چوتھی حدیث 58

فہرست

- پانچویں حدیث
- چھٹی حدیث
- ساتویں حدیث
- آٹھویں حدیث
- نویں حدیث
- دسویں حدیث
- گیارہویں حدیث
- بارہویں حدیث
- تیرہویں حدیث

• چودھویں حدیث

• پندرہویں حدیث

• جس مسئلہ پر یہ احادیث دلالت

• فصل: اجماع صحابہ

• اجماع کے ثابت ہونے کی

• کسی جزئی مسئلہ میں صحابہ

• ان دو عورتوں کا واقعہ جس

گستاخی کی اور دوسری نے

• گستاخ رسول کو حضرت

• حضرت ابن عباس کا قول

• حضرت عمر کا نبطی کو فرما

ہمارے دین میں مداخلت

فہرست

- ❀ پانچویں حدیث 59
- ❀ چھٹی حدیث 59
- ❀ ساتویں حدیث 61
- ❀ آٹھویں حدیث 62
- ❀ نویں حدیث 64
- ❀ دسویں حدیث 71
- ❀ گیارہویں حدیث 72
- ❀ بارہویں حدیث 73
- ❀ تیرہویں حدیث 78
- ❀ چودھویں حدیث 83
- ❀ پندرہویں حدیث 85
- ❀ جس مسئلہ پر یہ احادیث دلالت کرتی ہیں 88
- ❀ فصل: اجماع صحابہ 90
- ❀ اجماع کے ثابت ہونے کی کیفیت 90
- ❀ کسی جزئی مسئلہ میں صحابہ کے اجماع ثابت کرنے کا مؤثر ذریعہ 90

• ﴿ ان دو عورتوں کا واقعہ جس نے اپنے گانے میں رسول اللہ ﷺ کی

گستاخی کی اور دوسری نے مسلمانوں کی ہجو کی 92

• ﴿ گستاخ رسول کو حضرت عمر نے قتل کروا دیا 92

• ﴿ حضرت ابن عباس کا قول: جو کسی بھی نبی کی گستاخی کرے 92

• ﴿ حضرت عمر کا نبطی کو فرمانا: ہم نے تجھے اس وجہ سے امان نہیں دی کہ تو

ہمارے دین میں مداخلت کرے 93

فہرست

- ❀ گستاخ رسول کے قتل کے بارے میں صحابہ کے مختلف فیصلے 93
- ❀ اقدار کا تحفظ - مختلف انداز سے 95
- ❀ پہلا انداز 95
- ❀ دوسرا انداز 95
- ❀ تیسرا انداز 96
- ❀ چوتھا انداز 96
- ❀ پانچواں انداز 96
- ❀ چھٹا انداز 97
- ❀ ساتواں انداز 97
- ❀ آٹھواں انداز 97
- ❀ نواں انداز 98
- ❀ دسواں انداز 98
- ❀ معاہدہ (ذمہ) کی پاس داری اللہ تعالیٰ اور مسلمانوں کا حق ہے - یہ
- ❀ کیسے فسخ ہوسکتا ہے 98
- ❀ اعتراض اور اس کا جواب 100

دوسرا مسئلہ

• ❁ گستاخ رسول کا قتل ناگزیر ہے، تھوڑی سی مہلت بھی روا نہیں۔ اس پر

نہ رحم کیا جائے گا اور نہ ہی فدیہ قبول کیا جائے گا 102

• ❁ اکثر اہل علم کا اس پر اجماع کا بیان کرنا 102

• ❁ اس کے قتل کی دو وجوہات ہیں 102

فہرست

- دیگر مسالک میں اس کے قتل میں اختلاف اور اس کی تحقیق 103
- عہد شکن کے بارے میں حاکم کے اختیار کا ذکر، کیا گستاخ بھی اس
- عمومی قاعدہ میں شامل یا مستثنیٰ ہے 106
- کسی کا مطلق موقف قبول کرنا غلطی کی طرف لے جاتا ہے، ضروری
- ہے کہ ان کا تفصیلی کلام قبول کیا جائے 106

تیسرا مسئلہ

- وہ بغیر توبہ کروائے قتل کیا جائے گا چاہے مسلمان ہو یا کافر 108
- اس کو امام احمد کا بالصراحت بیان کرنا اور حنابلہ کا کلام 108
- امام شافعی امام ابو حنیفہ اور امام کا موقف 109
- گستاخ کی توبہ کے بارے میں ان اصحاب کے ہاں تین روایات ... 110
- امام سامری نے جو ذکر کیا اس کے برعکس دیگر اصحاب کا قول اور اس
- کی تخریج 111
- امام مالک اور شافعی کا موقف 113

چوتھا مسئلہ

- مذکورہ گستاخی اور محض کفر کے مابین فرق 115
- پیش لفظ جس کا بیان کرنا ضروری ہے 116
- گستاخ کے کفر پر اجماع کا بیان کرنا 117
- بعض فقہاء کا یہ کہنا: جو گستاخی حلال سمجھے اسے کافر قرار دیا جائے گا، ان پر رد، انہوں نے یہ نظریہ بعض فلسفیوں (متکلمین) سے لیا ہے

فہرست

- ان پر شیخ الاسلام کے رد کی تفصیل جو مقدمۃ التحقیق میں گزر چکی ہے 117
- فصل: دوبارہ مسئلہ کا ذکر: 117
- یہ ثابت ہو چکا ہے کہ ہر گستاخ اور توہین کرنے والے کا خون حلال ہے اور وہ کافر ہے
- اس مسئلہ میں بعض علماء کی تصریحات
- بغیر توبہ کروائے قتل کرنے کے بارے میں فقہاء کے جوابات کا ذکر
- رسول کو اذیت دینے کی صورتوں کا ذکر جن کی وجہ سے کفر اور قتل لازم ہو جاتا ہے 118
- اس آدمی کا واقعہ جس نے حضرت زبیر سے کھیت کی سیرابی میں جھگڑا کیا اور اس مسئلہ میں علما کا نزاع 122
- فصل: اس گستاخی، جس میں توبہ قبول نہیں کی جاتی اور اس کفر میں فرق جس میں توبہ قبول کی جاتی 124
- ایسا نام جس کے بارے میں لغت اور شریعت میں حدود و قیود مقرر نہ ہوں تو عرف کا اعتبار کیا جائے گا..... 125

- نبوت کی گستاخی میں مخصوص الفاظ کا ذکر 125
- بعض الفاظ کے بارے میں فقہاء کا تردد 125
- گستاخ روپوش ہو جائے تو اس کا حکم 125
- فصل: محض ذمی کے کفر اور رسول اللہ ﷺ کی گستاخی میں فرق کرنا
- واجب ہے 126
- صحابہ کرام کے آثار کہ وہ گستاخ کی گستاخی میں تفریق نہیں کرتے تھے .. 126

.....	مقدمۃ التحقیق میں گزر چکی 117
117	 دین کرنے والے کا خون
.....	حلال میں فقہاء کے جوابات کا ذکر و جن
.....	کی وجہ سے کفر اور قتل لازم 118
.....	کھیت کی سیرابی میں جھگڑا کیا 122
.....	کی جاتی اور اس کفر میں فرق 124
.....	میں حدود و قیود مقرر نہ 125
.....	125
.....	125
.....	125 کی گستاخی میں فرق کرنا
.....	126 میں تفریق نہیں کرتے تھے .. 126

فہرست

- ❁ قاضی اور ابن عقیل کا ذکر کرنا کہ جو ایمان باطل کر دے وہ امان بھی باطل
- کر دیتا ہے..... 127
- ❁ گستاخی وغیرہ کی وجہ سے عہد کے ٹوٹنے میں امام احمد کی صراحت.... 127
- ❁ گستاخی کی وجہ سے معاہدہ ٹوٹ جانے میں شوافع کے اختلاف کی دو
- نوعیتیں ہیں..... 129
- ❁ اس کے دلائل کہ گستاخی خواہ وہ اس کے بارے میں دین کا عقیدہ رکھیں

یا نہ رکھیں دونوں برابر ہیں، ان میں فرق کرنا انتہائی کمزور پہلو ہے .. 130

• گستاخی کی مثال اور کیفیت کا بیان زبان اور دل پر انتہائی گراں گزرتا ہے .. 130

• گستاخی دو اقسام کی ہے 130

• ۱۔ دعا۔ اس کی مثالیں 130

• اگر وہ بظاہر دعا کرے مگر باطن میں بددعا کرے تو اس میں دو اقوال ہیں ... 131

• ۲۔ خبر۔ اس کی مثالیں 132

• اگر وہ اپنے عقیدہ کے بارے میں خبر دے، بغیر تنقید کیے 132

• جب وہ کہے: کہ ”وہ رسول اور نبی نہیں“ تو یہ صراحتاً تکذیب ہے 133

• فصل: جو اللہ تعالیٰ کی گستاخی کرے 133

• اس کے قتل پر اجماع 133

• اس کی توبہ کے قبول کرنے میں اختلاف 134

• پہلا قول: یہ مرتد کے قائم مقام ہے 134

• دوسرا قول: اس سے توبہ کروائی جائے گی اور توبہ قبول بھی کی جائے گی .. 134

• اس قول کا مأخذ 134

• فصل: گستاخ اگر ذمی ہو 135

فہرست

- یہاں دو مسئلے ہیں: پہلا مسئلہ 135
- اللہ کی گستاخی کی دو قسمیں ہیں 136
- ۱۔ ایسی گستاخی جسے وہ دین نہیں سمجھتا، بلکہ وہ اسے تحقیراً کرتا ہے ... 136
- ۲۔ جسے وہ دین سمجھتا ہے 136
- دوسرا مسئلہ: ذمی کو توبہ کروانا اور علما کے اس بارے میں اقوال 136
- گستاخی کے تین مراتب ہیں 136
- پہلا مرتبہ: جسے وہ دین سمجھتا ہے، جیسے عیسائی کا حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں قول 136
- دوسرا مرتبہ: جسے وہ دین سمجھتا ہے مگر وہ مسلمانوں کے دین کے لیے گالی ہے .. 137
- تیسرا مرتبہ: وہ ایسی چیز سے گستاخی کرتا ہے جسے وہ دین نہیں سمجھتا ... 137
- اس قسم میں فقہاء کے اختلاف کی وجہ سے تین اقوال ہیں 138
- فصل: جب وہ کسی موصوف یا مسمی (جس کا نام رکھا جائے) کو گالی دے اور وہ گالی پس پردہ اللہ تعالیٰ یا اس کے بعض رسولوں کو پہنچے، جیسے وہ زمانے کو گالی دے، یا پھر کسی آدمی کے باپ کو حضرت آدمؑ تک گالی دے 139

• فصل: دیگر انبیاء کی گستاخی کا حکم وہی جو ہمارے نبی کی گستاخی کا ہے .. 140

• فصل: جو ازواج النبی کو گالی دے 140

• جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگاتا ہے اس کے کفر پر اجماع کا بیان .. 140

• بقیہ بیویوں کے بارے میں دو اقوال ہیں 140

• جو کسی ایک صحابی کی گستاخی کرے 141

• یہاں دو فصلوں میں اس مسئلہ کو زیر بحث لایا گیا ہے 141

فہرست

- ❀ ان میں سے پہلے یہ ہے کہ مطلق طور پر ان کی گستاخی کا حکم اور وہ درج
- ذیل دلائل کی وجہ سے حرام ہے 142
- ❀ قرآن مجید 143
- ❀ احادیث 143
- ❀ آثار 149
- ❀ جو ان کی گستاخی کرتا ہے ، یقیناً وہ ان کے بارے میں اس کا بغض زیادہ
- ہو چکا ہے جس کا تقاضا یہ ہے کہ یہ منافق ہو 151
- ❀ روافض کے بارے میں تفصیلی تبصرہ اور ان کے اقوال کی حیثیت 152
- ❀ جو صحابی کی ایسی گستاخی کرتا ہے جو ان کے دین اور عدالت میں باعث
- جرح نہیں ہے 157
- ❀ اس کا حکم جو مطلق طور پر لعنت کرتا ہے اور مذمت کرتا ہے 157
- ❀ اس کا حکم جس کا یہ خیال ہے کہ وہ ماسوائے چند کے سبھی مرتد ہو گئے تھے .. 157

..... ❀❀❀

مقدمہ

شیخ الاسلام ابن تیمیہ ان اعظم رجال میں سے ہیں جو صدیوں بعد پیدا ہوتے ہیں اور ایک دنیا کو متاثر کر جاتے ہیں، وہ متعدد خویوں عظیم کمالات اور گوناگوں اوصاف کے حامل تھے، ان کی متنوع خدمات کا دائرہ بہت وسیع ہے، وہ داعی اور مبلغ بھی تھے اور مجاہد بھی تھے، امت مسلمہ میں جن کی قلم اور تلوار نے کفر پر یلغار کی ہے ان میں ابن تیمیہ کا نام روشن چمکتا ہوا ستارہ ہے۔

شیخ الاسلام اس شعر کے مصداق تھے ۛ

وَلَيْسَ عَلَى اللَّهِ بِمُسْتَنْكَرٍ

أَنْ يَجْمَعَ الْعَالَمَ فِي وَاحِدٍ

شیخ الاسلام ۶۶۱ھ سے لے کر ۷۲۸ھ تک اس دارالعدم میں قیام پذیر رہے لیکن ایسے کاربائے نمایاں سرانجام دے گئے کہ ہمیشہ کی جاودانی پا گئے، ربتی دنیا تک اپنے نام کی حیاتی کے ساتھ دارالحوان میں نبیین، صالحین، صدیقین اور شہداء کا ساتھ پا گئے۔

شیخ الاسلام کی مساعی جمیلہ میں سے ایک خوبصورت کارنامہ ”الصارم المسلول علی شاتم الرسول“ ہے، ایک عساف نصرانی نے نبی ﷺ کی شان میں نازیبا کلام کیا، ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اس کا جواب دینے کے لیے اپنے قلم کو حرکت دیا تو ایک ضخیم کتاب مرتب کر دی۔ اس واقعہ کی تفصیل کے لیے دیکھیے (البدایة والنهاية: ۱۳ / ۳۹۶)

مقدمہ

الصارم المسلول میں شیخ نے اپنے استدلالات استنباطات اور استشادات پیش کیے ہیں جو ان محققین، متخصصین کے لیے ہیں جو دقائق اور لطائف کو جاننے کا شوق رکھتے ہیں اور طویل مباحث کو پڑھنے کا شوق رکھتے ہیں کتاب میں کئی مقامات پر تکرار بھی ہے اور ایک عنوان کی تفصیل کئی مقامات پر بکھری پڑی ہے۔ اس لیے اس کتاب کے اختصار اور ترتیب کی ضرورت تھی جس پر کئی علما نے محنت کی اور اس کا اختصار پیش کیا یہ اختصار جو آپ کے پیش خدمت ہے، علامہ محمد بن علی بن محمد البعلی الحنبلی متوفی (۷۷۸ھ) نے کیا ہے۔ جنہوں نے شیخ الاسلام کا زمانہ پایا ہے۔

علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اس کتاب میں بنیادی چار مسائل پر گفتگو کی ہے۔

پہلا مسئلہ: گستاخ رسول ﷺ واجب القتل ہے خواہ وہ مسلمان ہو یا کافر۔

دوسرا مسئلہ: ذمی کو بھی قتل کیا جائے گا۔

تیسرا مسئلہ: گستاخ کی توبہ کا کیا حکم ہوگا؟

چوتھا مسئلہ: گستاخی کیا ہے؟

اور ان پر کتاب وسنت کے دلائل پیش کیے، استنباط و استدلال کی قوت سے عنوان کو ثابت کیا ہے جو کہ پوری کتاب میں بکھرے پڑے ہیں۔

اس اختصار میں ان چار بنیادی مسائل کے تمام دلائل، استدلالات، استنباط، اجتہادات کو چن لیا گیا ہے۔

يه ءتاب اس لائق هے كه اسے هر عالم؁ محقق؁ مجتهد؁ عامى؁ طالب علم اپنے پاس ركھے اور ابن تيميه كى قوت استدلال كا استحضار كرے اور خود ميں ايسا ملكه پيدا كرنے كى كوشش كرے كه جب كبهى جو كوئى ميرے پيغمبر ﷺ كى شان ميں گستاخى كا سوچنے لگے اس كے دماغ كو وبيں پهوڑ دے-

﴿بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهُ فَإِذَا هُوَ زَاهِقٌ وَلَكُمُ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُونَ﴾ [الأنبياء: ۱۸]

”بلکہ ہم حق کو باطل پر پھینک مارتے ہیں تو وہ اس کا دماغ کچل دیتا ہے، پس اچانک وہ مٹنے والا ہوتا ہے اور تمہارے لیے اس کی وجہ سے بربادی ہے جو تم بیان کرتے ہو۔“

محمد حبیب احمد حفظہ اللہ نے اس کو اردو قالب میں ڈھالا ہے، ان کا نام محققین علماء میں شمار ہوتا ہے، ترجمہ کرتے وقت بھی انہوں نے عربی و اردو ادب کو ملحوظ رکھتے ہوئے پوری محنت سے کام کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے اور ان کے اعمالِ حسنہ کو قبول فرمائے۔ آمین

والسلام محمد طیب محمدی ادارہ تحقیقات سلفیہ

الصارم المسلول علی شاتم الرسول

صاحب المختصر کے حالات زندگی

نام:

محمد بن علی بن محمد بن علی بن یعلی البعلی الحسینی۔

لقب و کنیت:

بدر الدین، ابو عبد اللہ، المعروف: بابن اسباسلار۔

پیدائش:

ملک شام ۷۱۴ھ

اساتذہ:

الشیخ المحدث المؤرخ قطب الدین ابو الفتح الیونینی (متوفی ۷۲۶ھ) والحجار المسند (متوفی ۷۳۰ھ) و ابن عبد الہادی (متوفی ۷۴۴ھ) والامام ابن القیم (متوفی ۷۵۱ھ)۔

توصیف و ثناء:

ابن ظہیرہ (متوفی ۷۸۱ھ) فرماتے ہیں وہ تمام علاقہ بعلبک شہر کے حنابلہ کے امام عالم تھے، ان کے شہر کے باشندے انہی کے فتویٰ پر اعتماد کرتے تھے، اسی طرح کی مدح و تعریف حافظ ابن حجر، ابن المبرد، ابن قاضی شہبہ مجیر الدین العلیمی وغیرہ نے کی ہے۔

الصارم المسلول على شاتم الرسول

تصانيف :

- ١ - التسهيل -
- ٢ - شفاء العليل فى اختصار 'ابطال التحليل' لابن تيميه -
- ٣ - القواعد النورانية مختصر الدرّة المضیة من فتاوى شيخ الاسلام ابن تيميه -
- ٤ - مختصر الصارم المسلول على شاتم الرسول لابن تيميه -
- ٥ - المنهج القويم فى اختصار الصراط المستقیم لابن تيميه -

وفات :

آپ کی وفات ربیع الاول ٧٧٨ھ کو ہوئی۔ انا لله وإنا إليه راجعون۔

تمہید

ہر قسم کی تعریف اس اللہ رب العزت کے لیے خاص ہے جو جسے چاہے سیدھے راستے کی ہدایت عطا فرما دیتا ہے، وہ کتنے ہی اچھے ہدایت دینے والے ہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ اس کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں وہ معبود برحق ہے، ایسی گواہی جو اپنے قائل کو کجی سے منزہ کر دیتی ہے۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ اس کے بندے، رسول اور بندوں میں سے معزز ترین ہیں۔ اس نے آپ کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تاکہ وہ اسلام کو سبھی ادیان پر غالب کر دیں، اگرچہ دشمن اسے ناپسند سمجھیں، اسی کے لیے ہر قسم کی برتری، وسیلہ اور مقام محمود اور تعریفوں کا جھنڈا ہے۔ جس پرچم تلے سبھی مداح اکٹھے ہوں گے، درود ہوں اس پر، اس کی آل پر، سب سے افضل، سب سے پاکیزہ، سب سے خوبصورت، بڑھنے والا درود، قیامت تک ان پر مسلسل ہوتا رہے۔

حمد و ثنا کے بعد: اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی حضرت محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا اور انہی کی بدولت ہمیں ہدایت دی اور انہی کی بدولت ہمیں اندھیروں سے اجالوں میں لا کھڑا کیا اور ان کی رسالت اور عہدہ سفارت کی برکت سے ہمیں دنیا اور آخرت کی بھلائیاں عنایت فرما دیں۔ جو شخص ان کے اعلیٰ و ارفع مقام پر انگشت نمائی

ہے کہ جہاں ریاست اور جہاں یہ ہدایت دی جا رہی ہے کہ عمل روکو۔" (مسٹر مارشل بیریز کے بیان اور انٹرویو کی ماہنامہ "الفاروق" کراچی ص ۱۱-۱۲ ذیقعدہ ۱۴۱۳ھ)

اور گھناؤنا طریقہ:

عورتوں کی قدر و قیمت جاتی رہی ہے: امریکی ٹیلی ویژن نے خبروں کے دوران اپنے ایک تبصرے سے جنگ نہیں لڑی جاتی بلکہ غیر انسانی سلوک سے عورتوں کی ایک خاص مقصد کے تحت عصمت دری کی جاتی

الصبارم المسلول علی شاتم الرسول

کرتا ہے اس شخص کے بارے میں جو حکم ہے اس کا اظہار واجب ہے اور جس سزا کا وہ مستحق ہے اس کو بیان کرنا ضروری ہے۔

یہاں ایسا حکم شرعی بیان کرنا مقصود ہے جس پر فتویٰ دیا جائے اور جس کے مطابق فیصلہ کیا جائے اور ہر بندہ جتنی وہ استطاعت رکھتا ہے اس کے مطابق اس کا اہتمام ضروری ہے۔ اللہ رب العزت ہی سیدھے راستے کی طرف ہدایت دینے والے ہیں۔ یہ بحث چار مسائل پر مشتمل ہے۔

مسائل اربعہ:

• پہلا مسئلہ: گستاخ رسول ﷺ واجب القتل ہے خواہ وہ مسلمان ہو یا کافر۔

• دوسرا مسئلہ: ذمی کو بھی قتل کیا جائے گا۔

• تیسرا مسئلہ: گستاخ کی توبہ کا کیا حکم ہوگا؟

• چوتھا مسئلہ: گستاخی کیا ہے؟

گستاخ رسول ﷺ واجب القتل

اجماع امت:

جمہور علماء کا یہ مذہب ہے ”اکثر علماء کا اس بات پر کرمے گا وہ واجب القتل ہے امام احمد، امام اسحاق اور ثابت سے منقول ہے کہ امام ابوبکر الفارسی ^① الشافعی ہونے میں مسلمانوں کا اجماع اور کی گستاخی کرمے تو اسے کون اس اجماع سے مراد

① الصبارم (۱۳/۲)۔

② الأوسط (۶۸۲/۲) الاشراف

(ص: ۷۶)

③ یہ احمد بن الحسین بن سہل ہیں،

ایک کتاب ”الاجماع“ ہے۔ یہ قول

پہلا مسئلہ ①

گستاخ رسول ﷺ واجب القتل ہے خواہ وہ مسلمان ہو یا کافر۔

اجماع امت:

جمہور علماء کا یہ مذہب ہے۔ امام ابن المنذر فرماتے ہیں: ② ”اکثر علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ جو رسول اللہ ﷺ کی گستاخی کرے گا وہ واجب القتل ہے، یہی مذہب امام مالک، امام لیث، امام احمد، امام اسحاق اور امام شافعی کا ہے۔ امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت سے منقول ہے کہ ذمی قتل نہیں کیا جائے گا۔“

امام ابو بکر الفارسی ③ الشافعی نے بھی گستاخ رسول ﷺ کے واجب القتل ہونے میں مسلمانوں کا اجماع نقل کیا ہے، جیسے کوئی رسول اللہ ﷺ کے علاوہ کسی اور کی گستاخی کرے تو اسے کوڑے لگائے جائیں گے۔

اس اجماع سے مراد ابتدائی دور میں صحابہ اور تابعین کا اجماع ہے، جیسا

① الصارم (۱۳/۲)

② الأوسط (۶۸۲/۲) الاشراف (۲۴۴/۲) الاقناع (۵۸۴/۲) دیکھیے: الإجماع

(ص: ۷۶)

③ یہ احمد بن الحسین بن سہل ہیں، جو شافعیہ کے امام ہیں متوفی ۳۵۰ھ ہیں، ان کی کئی تصانیف ہیں

ایک کتاب ”الاجماع“ ہے۔ یہ قول بھی اسی سے ماخوذ ہے۔ دیکھیے: فتح الباری (۱۲/ ۲۹۳)

الصبارم المسلول علی شاتم الرسول

کہ شیخ الاسلام (ابن تیمیہ) نے فرمایا ہے۔

اس اجماع سے مراد اس کے واجب القتل ہونے میں اجماع ہے۔ جب وہ مسلمان ہوگا، جیسا کہ قاضی عیاض نے بھی یہی موقف اختیار کیا ہے۔^①

امام اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ نے فرمایا:

”مسلمانوں کا اجماع ہے کہ جو اللہ تعالیٰ، رسول اللہ ﷺ کی گستاخی کرے گا یا وہ کسی ایسی چیز کو بٹائے گا جسے اللہ تعالیٰ نے نازل کیا ہوگا یا وہ کسی نبی کو قتل کرے گا تو وہ کافر ہوگا، اگرچہ وہ ہر اس چیز کا اقرار کرنے والا ہو جسے اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے۔“

امام خطابی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ^②

”مجھے نہیں معلوم کہ کسی نے گستاخی رسول ﷺ کے واجب القتل ہونے میں اختلاف کیا ہو۔“

امام محمد بن سحنون فرماتے ہیں:

”علماء کا اجماع ہے کہ گستاخ رسول ﷺ آپ کی شان میں نقص بیان کرنے والا کافر ہے۔ اور جو اس کے کافر ہونے میں شک کرے وہ کافر ہے۔“

خلاصہ کلام یہ ہے کہ مسلمان گستاخ رسول ﷺ کے واجب القتل ہونے میں کوئی اختلاف نہیں، یہ ائمہ اربعہ (امام ابوحنیفہ، امام شافعی، امام مالک، امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ) اور دیگر کا مذہب ہے۔ یہی امام احمد اور فقہائے حدیث کا

① الشفا بتعريف حقوق المصطفى (٢ / ٣٨٦ مع شرح الملا علی قاری)

الصبارم المسلول علی شاتم الرسول

مذہب ہے، امام احمد نے مختلف مقامات پر اس کی صراحت فرمائی ہے۔ امام حنبل، امام ابو الصقر **①**، امام الخلال، امام عبداللہ اور امام ابو طالب نے ان (احمد) سے نقل کیا ہے کہ گستاخ رسول ﷺ خواہ وہ مسلمان ہو یا کافر واجب القتل ہے۔

امام احمد سے پوچھا گیا کہ اس مسئلہ میں کوئی حدیث بھی ہے؟ فرمایا: متعدد احادیث ہیں، جن میں سے نابینے صحابی والی حدیث ہے جنہوں نے اپنی بیوی کو اس وجہ سے قتل کر دیا کہ اس نے اسے رسول ﷺ کی گستاخی کرتے ہوئے سنا۔ **②** اور حضرت حصین (بن عبدالرحمن السلمی) کی حدیث ہے۔ **③** امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا:

• **①** یہ یحییٰ بن یزید الوراق ابوالصقر، وراق الامام ہیں انہوں نے امام احمد سے مسائل نقل

کیے ہیں، دیکھیے: طبقات الحنابلة (۲ / ۵۴۲)

• **②** یہ حدیث آگے آ رہی ہے۔

• **③** اسے حضرت ابن عمر روایت کرتے ہیں کہ وہ ایک پادری کے پاس سے گزرے آپ کو

بتلایا گیا کہ یہ گستاخ ہے! فرمایا: اگر میں اسے گستاخی کرتا سُن لیتا تو اس کی گردن اڑا دیتا، ہم نے ان سے معاہدہ اس وجہ سے نہیں کیا کہ وہ ہمارے نبی کی گستاخی کریں، اسے مسدّد نے بیان کیا ہے۔ بحوالہ (المطالب، حدیث: ۲۰۴۷)

اور الحارث بن ابی اسامہ نے مسند میں جیسا کہ بغیہ حدیث ۵۱۰ میں ہے اور الخلال نے الجامع (رقم: ۷۳۲ احکام اهل الملل) سبھی نے حصین بن عبدالرحمن السلمی عن رجل لم یسم یعنی اس راوی کا نام مذکور نہیں۔ خلال کے ہاں شیخ ہے، اُن ابن عمر بہ کہ عبداللہ بن عمر نے یہ فرمایا:

الحارث كى روائى مىں حصىن عن ابن عمر هے؁ بغير دوسرے راءى كے واسطے كے حصىن نے ابن عمر سے نهى سنا- ديكهىے (تهذيب التهذيب: ٢ / ٣٨١)

الصبارم المسلول علی شاتم الرسول

اسے توبہ نہیں کروائی جائے گی۔“

امام ابوبکر نے یہ قول ”الشافی“^① میں نقل کیا ہے، لہذا امام احمد سے اس کے واجب القتل ہونے میں اور اس کے ذمہ کے ٹوٹ جانے میں کوئی اختلاف منقول نہیں۔ البتہ قاضی^② سے ذمی کے بارے میں ایک روایت مروی ہے کہ اس کا ذمہ نہیں ٹوٹے گا۔ قاضی صاحب کی اتباع ایک جماعت نے کی ہے جن میں الشریف، ابن عقیل، ابو الخطاب اور الحلوانی^③ شامل ہیں۔ ان فقہاء نے وہ سبھی اعمال ذکر کیے ہیں جن میں مسلمانوں کے خلاف ذلت کا پہلو موجود ہے اور جس میں ان کی جان و مال یا دین کا نقصان موجود ہے جیسے رسول اللہ ﷺ کی گستاخی کے حکم کے بارے میں دو روایتیں ہیں۔ مگر اس کے باوجود ان کا اس پر اتفاق ہے کہ حنبلی مذهب میں ذمی کا ذمہ ٹوٹ جائے گا۔ پھر انہی لوگوں نے یہ بھی ذکر کیا گستاخ رسول ﷺ قتل کیا جائے گا، اگرچہ وہ ذمی ہو اور اس کا عہد (ذمہ) بھی ٹوٹ جائے گا۔

شیخ الاسلام فرماتے ہیں:

- ① یہ ابو بکر عبدالعزیز بن جعفر ہیں جو غلام الخلال کے نام سے معروف ہیں ۳۶۳ھ کو وفات پائی، دیکھیے: طبقات الحنابلة (۲/۲۱۴) اور ان کی کتاب الشافی ”جو کہ فقہ میں ہے اس کے اسی اجزا ہیں جیسا کہ ابو یعلیٰ نے ذکر کیا ہے اور خطیب نے ان سے تاریخ (۱۵/۴۵۹) میں نقل کیا ہے۔
- ② یہ ابو یعلیٰ ابن الفراء ہیں جو حنابلہ کے شیخ ہیں، جب مطلقاً قاضی بولا جائے تو یہی مراد ہوتے ہیں، ان کا ذکر بہت زیادہ آئے گا۔
- ③ الشریف سے مراد ابو جعفر عبدالخالق بن عیسیٰ ہاشمی متوفی ۴۷۰ھ ہیں اور ابن عقیل سے

مراد ابو الوفاء صاءب ”الفنون“ متوفى ٥١٣هـ ٲرے۔ ابو الخطاب سرے مراد محفوظ بن اءمء الكلوزانى
متوفى ٥١٠هـ ٲرے اور الءلوانى سرے مراد مءمء بن على ابو الفءء مءوفى ٥٠٤هـ ٲرے۔

یہاں سے ترجیح دی جا رہی ہے مذکورہ رپورٹ میں میٹرز کے بیان اور ”الفاروق“ کراچی ص ۱۱-۱۲ ذیقعدہ ۱۴۱۴ھ) کا شرمناک طریقہ: جن کی قدر و قیمت جاتی رہی ہے: ٹیلی ویژن نے خبروں کے دوران اپنے ایک تبصرے سے جنگ نہیں لڑی جاتی بلکہ غیر انسانی سلوک سے کی ایک خاص مقصد کے تحت عصمت دری کی جا

گی۔“ الشافعی میں نقل کیا ہے، لہذا امام احمد سے اس کے ذمہ کے ٹوٹ جانے میں کوئی اختلاف منقول نہیں۔ کے بارے میں ایک روایت مروی ہے کہ اس کا کی اتباع ایک جماعت نے کی ہے جن میں اور الحلوانی شامل ہیں۔ ان فقہاء نے وہ سبھی وں کے خلاف ذلت کا پہلو موجود ہے اور جس مان موجود ہے جیسے رسول اللہ ﷺ کی گستاخی ہیں۔

ن پر اتفاق ہے کہ حنبلی مذہب میں ذمی کا ذمہ نے یہ بھی ذکر کیا گستاخ رسول ﷺ قتل کیا عہد (ذمہ) بھی ٹوٹ جائے گا۔

ام الخلال کے نام سے معروف ہیں ۳۶۳ھ کو وفات (۲۶) اور ان کی کتاب الشافعی، جو کہ فقہ میں ہے نے ذکر کیا ہے اور خطیب نے ان سے تاریخ (۱۵)/

مے شیخ ہیں، جب مطلقاً قاضی بولا جائے تو یہی مراد۔ بن عیسیٰ ہاشمی متوفی ۲۷۰ھ ہیں اور ابن عقیل سے ۵۱۱ھ ہوں۔ ابو الخطاب سے مراد محفوظ بن احمد سے مراد محمد بن علی ابو الفتح متوفی ۴۶۴ھ ہیں۔

الصارم المسلول علی شاتم الرسول ”یہی موقف سب سے عمدہ ہے۔“ اور جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ گستاخی کی وجہ سے اس کا عہد (ذمہ) نہیں ٹوٹے گا۔ یہ اس شکل میں ہے جب ان کے ساتھ معاہدے میں یہ چیز (گستاخی) شامل نہ ہو گی اگر یہ بھی شامل ہو گی تو پھر دو آرا ہیں۔

پہلی رائے:

ذمہ ٹوٹ جائے گا۔ فقیہ الخرقی کا یہ قول ہے اور علامہ آمدی نے اس کو صحیح قرار دیا ہے۔

دوسری رائے :

ذمہ نہیں ٹوٹے گا قاضی (ابو یعلیٰ ابن الفراء) کا قول ہے جس موقف پر ہمارے اکثر متقدمین ہیں اور متاخرین نے ان کی پیروی کی ہے وہ یہ کہ نصوص (قرآنی آیات، احادیث نبویہ ﷺ) کو ان کی حالت میں برقرار رکھا جائے گا اور نص میں یہ بات موجود ہے کہ گستاخ رسول ﷺ واجب القتل ہے اور اس کا ذمہ ٹوٹ جائے گا، اسی طرح جو مسلمانوں کی جاسوسی کرے یا کسی مسلمان عورت سے بدکاری کا ارتکاب کرے یا کسی مسلمان کو (ناحق) قتل کرے یا راہ زنی کرے اور اس بات کی بھی صراحت موجود ہے۔ کہ جو مسلمان پر زنا کی تہمت لگائے گا یا اس پر جادو ٹونہ کرے گا تو اس ذمی کا ذمہ ٹوٹے گا نہیں۔

شیخ الاسلام رحمہ اللہ فرماتے ہیں: نصوص (شرعی دلائل) کو برقرار رکھنا واجب ہے ان میں سے کسی چیز کو خارج نہیں کیا جائے گا، اگرچہ شرعی دلائل میں فرق موجود ہے۔ ①

① الصارم (۲/ ۳۵) میں عبارت یوں ہے: یہ واجب ہے کیونکہ دو مسئلوں میں سے ایک کا دوسرے کی طرف اخراج اور دو مسئلوں کو دو روایتیں بنانا باوجود کہ ان دونوں میں نص ←

الصبارم المسلول علی شاتم الرسول

امام شافعی کا موقف:

امام شافعی سے یہ صراحت ثابت ہے کہ گستاخی رسول ﷺ ① سے ذمہ ٹوٹ جائے گا اور اس کا مرتکب قتل کیا جائے گا، مگر دیگر شوافع نے ذکر کیا ہے کہ جب وہ اللہ تعالیٰ، رسول اللہ ﷺ اور قرآن مجید کی توہین کرے گا تو اس میں دو آراء ہیں۔ بعض شوافع نے یہ فرق کیا ہے کہ معاہدہ کی رو سے ان چیزوں کی پاسداری ضروری ہے یا نہیں؟ بعض نے اس مسئلہ میں مختلف متعدد اقوال نقل کیے ہیں۔ مگر ان کی اختلافی مسائل پر مشتمل کتب میں یہ صراحت موجود ہے کہ گستاخ رسول ﷺ کا ذمہ ٹوٹ جائے گا اور وہ واجب القتل ہوگا۔

احناف کا موقف:

امام ابو حنیفہ اور احناف کا نظریہ یہ ہے کہ گستاخی سے ذمہ نہیں ٹوٹتا اور نہ ہی اس وجہ سے اسے قتل کیا جائے گا لیکن برے اعمال کی بدولت انہیں تعزیر لگائی جائے گی، ان کے ہاں یہ اصول ہے جس میں سزا قتل نہیں ہے، مثال کے طور پر کوئی آدمی کسی کو بوجھ تلے دے کر قتل کر دیتا ہے یا پھر بار بار اندام نہانی کے علاوہ کسی اور جگہ جماع کرتا ہے۔ (ان دونوں صورتوں میں اس کے مرتکب کو قتل نہیں کیا جائے) مگر امام (حکمران، قاضی) اسے قتل کر سکتا ہے اور مصلحت کے پیش نظر اس مقرر کردہ شرعی حد پر اضافہ بھی کر سکتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ایسے جرائم کی صورت میں بطور سزا جو قتل کا حکم ہے وہ مصلحت کے پیش نظر تھا، اسی لیے احناف ایسی صورت کا نام سیاسی قتل رکھتے ہیں۔

• اور استدلال میں فرق ہو یا پھر کسی ایسے معنی کا وجود جس میں تفریق کی دلیل ممکن

ہو سکے جائز نہیں ہے۔

❶ دیکھیے: الأم (۴ / ۲۰۸-۲۱۱)

گستاخ رسول ﷺ کے واجب القتل ہونے کے دلائل:

اللہ تعالیٰ، رسول اللہ ﷺ، دین اسلام، قرآن مجید کو دشنام دینے والے کے واجب القتل ہونے کی دلیل اور اگر ذمی ہے تو اس کا ذمہ ٹوٹنے کی دلیل قرآن مجید، سنت رسول اللہ ﷺ، صحابہ اور تابعین کا اجماع اور ائمہ کا اتفاق ہے۔

قرآن مجید میں مختلف مقامات ہیں:

پہلا مقام: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿فَاتِلُوا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلَا يُحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَلَا يَدِينُونَ دِينَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حَتَّى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَدٍ وَهُمْ صَاغِرُونَ﴾

[التوبة: ٢٩]

”لڑائی کرو ان لوگوں سے جو اللہ پر ایمان نہیں لاتے اور نہ ہی آخرت کے دن پر اور نہ ان چیزوں کو حرام سمجھتے ہیں جو اللہ اور اس کے رسول نے حرام کی ہیں اور نہ دین حق کو اختیار کرتے ہیں، ان لوگوں میں سے جنہیں کتاب دی گئی ہے، یہاں تک کہ وہ ہاتھ سے جزیہ دیں اور وہ حقیر ہوں۔“

اللہ تعالیٰ نے ان کافروں سے جنگ کرنے کا حکم دیا ہے تا آنکہ وہ ذلیل ہو کر ٹیکس (جزیہ) دیں۔ لہذا ان کو اسی صورت میں چھوڑنا چاہیے کہ وہ ٹیکس دے کر ذلت کی زندگی گزاریں۔ اور یہ بات معلوم ہے کہ جب وہ جزیہ پابندی سے ادا کریں گے اور جب وہ اسے (مسلمانوں کے) سپرد کریں گے تو اس ساری مدت میں وہ ذلت کے عالم میں ہی رہیں گے اور جو اللہ تعالیٰ یا رسول

الصبارم المسلول علی شاتم الرسول

اللہ ﷻ کی گستاخی کرے وہ حقیر نہیں ہو سکتا کیونکہ صاغر حقیر کو کہا جاتا ہے اور گستاخی طاقت ور اور علیحدگی اختیار کر کے دشمنی پر اترنے والے کا فعل ہے۔

دوسرا مقام: ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

﴿كَيْفَ يَكُونُ لِلْمُشْرِكِينَ عَهْدٌ عِنْدَ اللَّهِ وَعِنْدَ رَسُولِهِ﴾

[التوبة: ۷]

”مشرکوں کا عہد اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے نزدیک عہد نہیں ہے۔“

﴿وَإِنْ نَكَثُوا أَيْمَانَهُمْ مِّنْ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعْنُوا فِي

دِينِكُمْ فَقَاتِلُوا أَيْمَةَ الْكُفْرِ﴾ [التوبة: ۱۲]

”اور اگر عہد کر کے یہ لوگ اپنی قسمیں توڑ ڈالیں اور تمہارے دین پر طعنہ زنی کریں تو کفر کے اماموں کو قتل کرو۔“

اللہ تعالیٰ نے ان کافروں کے معاہدہ کی نفی کی ہے مگر جب تک وہ مسلمانوں سے صحیح برتاؤ کریں۔ اس سے معلوم ہوا کہ مشرک سے معاہدہ اسی شرط پر اتنی دیر تک قائم رہے گا۔ جتنی دیر تک وہ سیدھا رہے گا یہ بھی معلوم ہے کہ جو اعلانیہ طور پر ہمارے رب، ہمارے نبی، ہماری کتاب، ہمارے دین پر طنز کرے گا تو وہ ہماری استقامت کو کھوکھلا کرنے کے درپے ہے۔ جیسے اگر وہ ہم سے جنگ کرے بلکہ ہم مومن ہوں تو یہ گستاخی ہم پر بڑی ناگوار گزرے، لہذا ہمارے ذمہ ہے کہ ہم اپنے لہو اور اموال کا نذرانہ پیش کریں تاکہ اللہ کا کلمہ (دین) سر بلند ہو جائے اور ہمارے گھروں

(شہروں) میں کوئی علانیہ طور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی گستاخی کی جرأت نہ کر سکے اس کی وضاحت اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ہے:

﴿كَيْفَ وَإِنْ يَظْهَرُوا عَلَيْكُمْ لَا يَرْقُبُوا فِيكُمْ إِلَّا وَلَا

ذِمَّةً﴾ [التوبة: ۸]

الصارم المسلول علی

”ان کا عہد کس تمہاری رشتہ دا یعنی ان کا عہ کریں گے اور نہ ہ ہو کہ اگر وہ غالب ہو پیمان نہیں اور جو شخص کی دلیل ہے کہ اگر ذلت کی زندگی میں ای حکم اس آدمی کا نہیں تیسرا مقام: الل

﴿وَإِنْ نَكْثُ

دِينَكُمْ فَقَاتِلُوا

”اور اگر یہ لوگ کریں تو ان کے یہ آیت کئی سط پر) دلالت کرتی ہیں۔

پہلی دلالت :

محض عہد و پیمان طعن کو ذکر کرنا اس حکم اسباب میں سے ایک

... صلی اللہ علیہ وسلم ... الفاروق ص ۱۴۱-۱۴۲ مطبوعہ ۱۳ ... طریقہ: کی قدر و قیمت جاتی رہی

ہے: ٹیلی ویژن نے خبروں کے دوران اپنے ایک تبصرے سے جنگ نہیں لڑی جاتی بلکہ غیر انسانی سلوک

سے بھی ایک خاص مقصد کے تحت عصمت دری کی جا

الصبارم المسلول علی شاتم الرسول

”ان کا عہد کس کام کا؟ اگر وہ تم پر غالب ہوں تو نہ وہ لحاظ رکھیں تمہاری رشتہ داری کا اور نہ اپنے عہد کا۔“

یعنی ان کا عہد کیسا ہوگا اگر وہ تم پر غالب آجائیں تو وہ رشتہ داری کا پاس کریں گے اور نہ ہی عہد و پیمان کا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جس کی یہ فطرت ہو کہ اگر وہ غالب ہو تو پھر باہمی عہد و پیمان کی کوئی پاسداری نہیں، کوئی عہد و پیمان نہیں اور جو شخص اعلانیہ طور پر ہمارے دین کو تنقید کا نشانہ بنائے یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اگر وہ کبھی غالب آگیا تو وہ عہد کا وفا نہیں کرے گا، کیونکہ وہ ذلت کی زندگی میں ایسا کر رہا ہے جب وہ باعزت ہوگا تو اس کا عالم کیا ہوگا؟ یہ حکم اس آدمی کا نہیں جو اعلانیہ طور پر طعن و تنقید نہیں کرتا۔

تیسرا مقام: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَإِنْ نَكَثُوا أَيْمَانَهُمْ مِّنْ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوا فِي دِينِكُمْ فَقَاتِلُوا أُمَّةَ الْكُفْرِ﴾

[التوبة: ۱۲]

”اور اگر یہ لوگ اپنی قسمیں توڑ ڈالیں اور تمہارے دین میں طعن کریں تو ان کے سرداروں کو قتل کرو۔“

یہ آیت کئی سمتوں سے (گستاخ رسول ﷺ کے واجب القتل ہونے پر) دلالت کرتی ہیں۔

پہلی دلالت:

مءض عهء و پيمان ءوڑنا ءنگ كا مءقاضى هے اور اس كے ساءه ءين ميں طعن كو ذكر كرنا اس ءكم
كى مزىء ءءصيص كر ءىءا هے كه يه (ءين ميں طعن) ان قولى اسباب ميں سے ايك هے - ءس كى
ءءولء ءنگ لازم هوچكى هے كيونكه اس

الصبارم المسلول علی شاتم الرسول

آیت سے قتال واجب ہو جاتا ہے۔

﴿فَقَاتِلُوا أُمَّةَ الْكُفْرِ﴾ [التوبة: ۱۲] ”کفر کے اماموں سے لڑو۔“

اور

﴿أَلَا تُقَاتِلُونَ قَوْمًا نَكَثُوا أَيْمَانَهُمْ وَهَمُّوا بِإِخْرَاجِ الرَّسُولِ﴾ [التوبة: ۱۳]

”تم ان لوگوں سے کیوں جنگ نہیں کرتے جنہوں نے اپنے معاہدے توڑ ڈالے اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو نکالنے کا پروگرام بنایا۔“

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ جو صرف قسم توڑے اس سے دوبارہ معاہدہ کیا جا سکتا ہے اور اسے امن بھی دیا جا سکتا ہے، مگر جو دین میں طعن (تنقید) کرے اس کا قتل کرنا متعین ہو گیا یہی رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے کہ آپ ہر اُس آدمی کا خون رائیگاں قرار دیتے جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو تکلیف دیتا اور دین میں طعن کرتا۔

ایک اشکال:

اگر کوئی اعتراض کرے کہ جو دین میں طعن کرے اور اپنی قسم توڑے اس سے جنگ کرنا واجب ہے اور جو صرف دین میں تنقید کرتا ہے تو آیت کا مفہوم یہ ہے کہ یہ اکیلا عمل اس حکم کے وجوب کا سبب نہیں بنتا کیونکہ حکم (جنگ کا) دو صفتوں (نقض عہد، دین میں طعن) پر مشتمل ہے۔ لہذا ایک صورت کے فقدان کی وجہ سے حکم کا بھی فقدان ہوگا۔

حل:

همارا ءواب يه هے كه بلاشبه هر صفت ءكم ميں مؤثر هوتى هے ، اس ليے ءكم

الصبارم المسلول علی شاتم الرسول

کو کسی ایسی صفت سے معلق نہیں کیا جاسکتا، جس صفت میں کوئی تاثیر نہ ہو پھر کبھی کبھار ہر صفت اپنی تاثیر کے اعتبار سے مستقل ہوتی ہے۔

مثال مشہور ہے :

”يُقْتَلُ زَيْدٌ لِأَنَّهُ مُرْتَدٌّ زَانٌ.“

”زید قتل کیا جائے گا کیونکہ وہ مرتد اور بدکار ہے۔“

اور کبھی کبھار مجموعی بدلہ مجموعہ پر مرتب ہوتا ہے اور ہر صفت کی بعض میں تاثیر ہوتی ہے، جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے :

﴿وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ﴾ [الفرقان : ۶۸]

”وہ لوگ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پکارتے۔“

اور کبھی یہ صفات جو کچھ اس میں ہوتا ہے اس کو مستلزم ہوتی ہیں اگر بالفرض اسے علیحدہ کیا جائے تو وہ مستقل ہوگی یا مشترک تو وہ واجب کرنے کے لیے وضاحت اور بیان ہوگا، جیسے کہا جاتا ہے :

”كَفَرُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ“

انہوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے کفر کیا۔“

یا: ”عَصَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ“

”کہ اس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کی۔“

اور کبھی کبھار بعض بعض کو مستلزم ہوتا ہے، جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَ يَقْتُلُونَ النَّبِيَّ بِغَيْرِ حَقٍّ﴾ [آل عمران : ۲۱]

”وہ جو اللہ تعالیٰ کی آیات سے کفر کرتے ہیں اور انبیاء کو ناحق قتل کرتے ہیں۔“

الصبارم المسلول علی شاتم الرسول

یہ آیت جو کسی قسم سے متعلق ہو، فرض کی گئی ہے اس میں دلالت ہے۔ کیونکہ ہمارا مقصود یہ ہے کہ نقض عہد ہی جنگ کو جائز قرار دیتا ہے اور دین میں تنقید اس کی تاکید مزید ہے اور اس کے وجوب کا متقاضی ہے، اسی لیے ہم یہ کہتے ہیں کہ جب طعن (دین میں تنقید) کی وجہ سے ان لوگوں سے جنگ واجب ہوتی ہے جن کا ہم سے معاہدہ نہیں تو وہ لوگ جن کا ہم سے معاہدہ ہے ان لوگوں کا واجب القتل ہونا بالاولیٰ ہے۔

دوسری دلالت:

ذمی جب رسول اللہ ﷺ یا اللہ تعالیٰ کو گالی دے گا یا پھر اعلانیہ اسلام کی عیب جوئی کرے گا تو اس کا معاہدہ ٹوٹ جائے گا کیونکہ اس نے ہمارے دین پر تنقید کی ہے۔ مسلمانوں کا اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ وہ جرم کی وجہ سے سزا کا مستحق ہوگا اور اسے سبق سکھا دیا جائے گا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سے کوئی معاہدہ نہیں لہذا قرآنی آیت کی رو سے وہ واجب القتل ہے، یہ دلالت قوی اور عمدہ ہے کیونکہ یہ ثابت ہو چکا ہے کہ اس نے اپنا معاہدہ توڑ دیا ہے اور دین پر تنقید کی ہے اور قرآن مجید اسے واجب القتل قرار دیتا ہے جو عہد توڑے اور دین پر تنقید کرے۔

تیسری دلالت:

قرآن مجید نے ان کا نام ائمة الکفر ”کفر کے امام“ اس لیے رکھا ہے کہ وہ دین پر تنقید کرتے ہیں دوسرے یہ کہ یہ بتلایا ہے ان کا کوئی ایمان نہیں۔ یہ حکم ان سبھی لوگوں کو شامل ہے، جنہوں نے معاہدہ توڑا اور تنقید کی۔ کفر کا امام اپنے کفر کی طرف دعوت دیتا ہے اور وہ کفر کا امام دین میں طعن و تشنیع کی وجہ سے بنا۔ اور وہ

الصَّارِمِ الْمَسْلُوعِ عَلَى شَاتِمِ الرَّسُولِ

اسلام کے خلاف دعوت دیتا ہے، یہ امام کی شان ہے لہذا دین میں طعن کرنے والا ہر شخص کفر کا امام ہے اور اس سے جنگ کرنا قرآن مجید کی اس آیت کی رُو سے واجب ہے کہ ﴿فَقَاتِلُوا أُمَّةَ الْكُفْرِ﴾ ”کفر کے اماموں سے جنگ کرو۔“

چوتھی دلالت:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿أَلَا تُقَاتِلُونَ قَوْمًا نَكَثُوا أَيْمَانَهُمْ وَهَمُّوا بِإِخْرَاجِ

الرَّسُولِ وَهُمْ بَدَءُوكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ﴾ [التوبة: ۱۳]

”تم کیوں نہیں لڑتے ان لوگوں سے جنہوں نے اپنی قسمیں توڑ ڈالیں اور انہوں نے قصد کیا رسول اللہ ﷺ کو نکالنے کا اور انہوں نے ہی پہلے تم سے چھیڑ خانی کی۔“

اللہ تعالیٰ نے رسول ﷺ کو نکالنے کو ان چیزوں میں شمار کیا جو جنگ پر ابھارتی ہیں یہ اس وجہ سے اس میں رسول ﷺ کے لیے اذیت کا پہلو موجود ہے اور رسول ﷺ کو گالی دینا اس کو باہر نکالنے کے ارادہ سے زیادہ خطرناک ہے کیونکہ فتح مکہ کے سال آپ ﷺ نے لوگوں سے چشم پوشی کی جنہوں نے آپ ﷺ کو نکالنے کا پروگرام بنایا اور آپ نے گستاخان کو معاف نہیں کیا۔

پانچویں دلالت:

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

﴿قَاتِلُوهُمْ يُعَذِّبُهُمُ اللَّهُ بِأَيْدِيكُمْ وَ يُخْزِيهِمْ وَ يَنْصُرْكُمْ

عَلَيْهِمْ وَ يَشْفِ صُدُورَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِينَ ﴿التوبة: ١٤﴾

”ان سے جنگ کرو، اللہ تعالیٰ تمہارے ہاتھوں انہیں رسوا کرے گا اور ان

...الفاروق“ کراچی ص ۱۱-۱۲ ذیقعدہ ۱۴۱۲ھ) ... طریقہ: کی قدر و قیمت جاتی رہی ہے: ویژن نے خبروں کے دوران اپنے ایک تبصرے سے جنگ نہیں لڑی جاتی بلکہ غیر انسانی سلوک سے ایک خاص مقصد کے تحت عصمت دری کی جاتی

الصبارم المسلول علی شاتم الرسول کے خلاف تمہاری مدد کرے گا اور مومنوں کے سینوں کو ٹھنڈا کرے گا۔“ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے حکم دیا کہ جو عہد شکن ہیں، دین پر تنقید کرتے ہیں ان سے جنگ کرو اور ساتھ ہی ضمانت دی کہ جس وقت ہم یہ سرانجام دیں گے وہ انہیں عذاب دے گا، رسوا کرے گا اور ان کے خلاف ہماری مدد کرے گا اور ان مومنوں کے سینوں کو ٹھنڈا کرے گا، جنہوں نے اس معاہدہ کو ٹوٹنے سے زک اٹھائی، اللہ تعالیٰ ان کے دلوں سے غیظ و غصہ کو لے جائے گا، یہ اس بات کی علامت ہے کہ عہد شکن، طعن کرنے والا ان سب چیزوں کا مستحق ہے اور گستاخی رسول ﷺ وعدہ خلاف، طعن کے نشتر چبھونے والا ہے لہذا وہ قتل کا بھی مستحق ہے۔

چھٹی دلالت:

یہ فرمان: ﴿وَيَشْفِ صُدُورَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِينَ﴾ وَيُذْهِبْ غَيْظَ قُلُوبِهِمْ ﴿[التوبة: ۱۴، ۱۵] ”اور وہ مومنوں کے سینوں کو ٹھنڈا کرے گا اور ان کے دلوں کے غصہ کو لے جائے گا۔“ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ دلوں نے جو تکلیف عہد شکنی اور دین پر تنقید کی شکل میں برداشت کی، اللہ تعالیٰ اس سے سینوں (دلوں) کو شفا یاب فرمائے گا۔ اور مسلمانوں کا غصہ دور کرنا یہ ایسا معاملہ ہے جو شارع کو مطلوب ہے۔ لہذا جو رسول ﷺ کو گالی دے وہ مومنوں کو غضب میں مبتلا کرتا ہے اور انہیں زک پہنچاتا ہے اور یہ زک قتل کرنے، مال لوٹنے کی زک سے بھی زیادہ ہے لہذا یہ طرز عمل اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے غضب کو بڑھاتا ہے۔ ①

چوتھا مقام: اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا ارشاد ہے:

① شیخ الاسلام نے ذکر کیا کہ یہ غیظ و غضب اس وقت ختم ہوگا جب گستاخ قتل کیا جائے گا، اس کی چار وجوہات ہیں، پھر انہیں شیخ الاسلام نے ذکر کیا۔

الصَّارِمُ الْمَسْلُوبُ عَلَى شَاتِمِ الرَّسُولِ ﴿أَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّهُ مَنْ خَالِدًا فِيهَا ذَلِكَ الْخِزْرُ﴾ ”کیا وہ نہیں جانتے کرے گا تو بے شک رہنے والا ہے، یہی بہ یہ آیت دلالت کر رسول ﷺ سے دشمنی ہے کیونکہ ﴿وَمِنْهُمْ الَّذِينَ يُؤْذُونَ﴾ ”ان میں سے بعض اس آیت کا سب منافقوں کو جھاڑ پلائی ہے

پانچواں مقام: ا

﴿إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ الْآخِرَةَ﴾ [الأحزاب] ”یقیناً وہ لوگ ج دنیا اور آخرت میں اس آیت سے دے وہ واجب القتل اللہ اور اس کے رس اللہ ﷺ کا یہ فرمان ”کعب بن ا

کی سزائیں دی ہیں کہ جن سے انسانیت شرماتی ہے (مودودی، کراچی ص ۱۱-۱۲، طبع ۱۴۱۳ھ) سزا کا طریقہ: کی قدر و قیمت جاتی رہی ہے: جنہوں نے خبروں کے دوران اپنے ایک تبصرہ سے جنگ نہیں لڑی جاتی بلکہ غیر انسانی سلوک سے ایک خاص مقصد کے تحت عصمت دری کی جاتی

ن کے سینوں کو ٹھنڈا کرے گا۔“ عہد شکن ہیں، دین پر تنقید کرتے ہیں کہ جس وقت ہم یہ سرانجام دیں گے ان کے خلاف ہماری مدد کرے گا اور انہوں نے اس معاہدہ کو توڑنے سے رُک و غصہ کو لے جائے گا، یہ اس بات کی ان سب چیزوں کا مستحق ہے اور گستاخی کرنے والا ہے لہذا وہ قتل کا بھی مستحق ہے۔

قَوْمٌ مُّؤْمِنِينَ ﴿۱۱﴾ وَيُذْهِبْ غَيْظَ مَوْمِنُونَ کے سینوں کو ٹھنڈا کرے گا اور ان یہ اس بات کی دلیل ہے کہ دلوں نے جو ان میں برداشت کی، اللہ تعالیٰ اس سے اور مسلمانوں کا غصہ دور کرنا یہ ایسا معاملہ کہ رسول ﷺ کو گالی دے وہ مومنوں کو پہنچاتا ہے اور یہ زک قتل کرنے، مال کی طرف عمل اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے

ارشاد ہے: اس وقت ختم ہوگا جب گستاخ قتل کیا جائے گا، کلام نے ذکر کیا۔

الصَّارِمِ الْمَسْلُوعِ عَلَى شَأْنِ الرَّسُولِ

﴿۱۱﴾ أَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّهُ مَنْ يُحَادِدِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَأَنَّ لَهُ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيهَا ذَلِكَ الْخِزْيُ الْعَظِيمُ ﴿۱۲﴾ [التوبة: ۶۳]

”کیا وہ نہیں جانتے کہ جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے دشمنی کرے گا تو بے شک اس کے لیے جہنم کی آگ ہے، اس میں ہمیشہ رہنے والا ہے، یہی بہت بڑی رسوائی ہے۔“ یہ آیت دلالت کرتی ہے کہ رسول ﷺ کو تکلیف دینا اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے دشمنی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ فرمان اس آیت کے بعد ارشاد فرمایا:

﴿وَمِنْهُمْ الَّذِينَ يُؤْذُونَ النَّبِيَّ﴾ [التوبة: ۶۱] ”ان میں سے بعض ایسے ہیں جو رسول اللہ ﷺ کو تکلیف پہنچاتے ہیں۔“ اس آیت کا سبب نزول یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ان مشرکوں اور منافقوں کو جھاڑ پلائی ہے جو آپ ﷺ پر گالم گلوچ کرتے تھے۔

پانچواں مقام: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ﴾ [الأحزاب: ۵۷] ”یقیناً وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو اذیت دیتے ہیں دنیا اور آخرت میں ان پر لعنت ہے۔“ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو اذیت دے وہ واجب القتل ہے اور ہم ان سے قطعاً اس پر معاہدہ نہیں کر سکتے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو اذیت پہنچائیں، اس بات کی وضاحت رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان بھی کرتا ہے: ”کعب بن اشرف کا کام کون تمام کرے گا؟ یقیناً اس نے اللہ اور

الصّارم المسلول علی شاتم الرسول

اس کے رسول ﷺ کو اذیت دی ہے۔ ①

فصل ②

وہ آیات جو گستاخ کے کفر اور قتل پر دلالت کرتی ہیں بہت زیادہ ہیں جب وہ (گستاخ) معاہد (حلیف) نہ ہو، اگرچہ وہ ظاہری طور پر اسلام کا لبادہ اوڑھے رکھے، اس کے کفر اور قتل پر اجماع ہو چکا ہے۔ ③

انہی آیات میں سے ایک آیت یہ ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿وَمِنْهُمْ الَّذِينَ يُؤْذُونَ النَّبِيَّ وَيَقُولُونَ هُوَ أُذُنٌ﴾

[التوبة: ٦١]

”ان میں سے بعض ایسے ہیں جو نبی کو اذیت دیتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ وہ کان کا کچا ہے۔“

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ رَسُولَ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾

[التوبة: ٦١]

”اور جو لوگ رسول اللہ ﷺ کو اذیت دیتے ہیں ان کے لیے درد ناک عذاب ہے۔“

﴿أَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّهُ مَنْ يُحَادِدِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَأَنَّ لَهُ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيهَا ذَلِكَ الْخِزْيُ الْعَظِيمُ﴾

[التوبة: ٦٣]

”کیا انہوں نے نہیں جانا کہ بے شک حقیقت یہ ہے کہ جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کا مقابلہ کرے

تو بے شک اس کے لیے جہنم کی آگ ہے، اس میں ہمیشہ رہنے والا ہے، یہی بہت بڑی رسوائی ہے۔“

• ① یہ حدیث بخاری و مسلم کی ہے اور عنقریب آ رہی ہے۔

• ② الصارم (۵۸ / ۲)

• ③ متاکل فی النسخة والاکمال من ”الصارم“

الصبارم المسلول علی شاتم الرسول

اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کو زک پہنچانا اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے دشمنی رکھنا ہے کیونکہ ایذا کا ذکر دشمنی کے ذکر کا متقاضی ہے لہذا ضروری ہے کہ ایذا دشمنی میں داخل ہو یہ دخول اس پر دلالت کرتا ہے کہ ایذا اور دشمنی کفر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے باخبر کیا کہ ایسے شخص کے لیے جہنم ہے وہ ہمیشہ ہمیش اس میں رہے گا۔ بلکہ دشمنی ہی عداوت ہے اور یہ کفر اور لڑائی ہے، رسول اللہ ﷺ کو ایذا دینے والا کافر، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا دشمن، اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے جنگ کرنے والا ہے۔

حدیث میں آتا ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کو گالی دی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ((مَنْ يَكْفِينِي عَدُوِّي)) ① ”میرے دشمن کے بارے میں کون مجھے کفایت کرے گا۔“

① • اسے عبدالرزاق نے مصنف (۵/ ۲۳۷، ۳۰۷) میں عکرمہ مولیٰ ابن عباس سے مرسلًا

بیان کیا ہے، اس میں ایک راوی کا نام مذکور نہیں ہے۔ ابو نعیم نے حلیۃ (۸/ ۴۵) میں ابراہیم بن ادھم از مقاتل بن حیان از عکرمہ از ابن عباس سے ذکر کیا ہے۔ ابو نعیم اس کے بعد فرماتے ہیں: ”ابراہیم یہ حدیث غریب ہے ہم اسے اسی سند کے ساتھ لکھتے ہیں۔“ اسے عبدالرزاق (۵/ ۳۰۷) اور ان کی سند سے ابن حزم نے المحلی (۱۱/ ۴۱۳) میں سماک بن الفضل کی سند سے اور وہ از عروہ بن محمد السعدی از رجل من بلقین اسی طرح روایت کی ہے، اس میں قاتل کا نام خالد بن ولید مذکور ہے اور پہلی حدیث میں زبیر بن العوام ہے۔ اس حدیث سے علی بن المدینی نے بطور دلیل پیش کیا ہے، ابن حزم نے اس کی تصحیح کی ہے کہ یہ حدیث سنداً صحیح ہے۔ اس میں عروہ بن محمد السعدی کی توثیق ابن حبان کے علاوہ کسی اور نے نہیں کی۔ حافظ نے التقریب میں فرمایا: مقبول

الصبارم المسلول علی شاتم الرسول

اسی طرح اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد بھی ہے :

﴿ لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ ﴾ [المجادلة: ۲۲]

”آپ ایسی قوم نہیں پائیں گے جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھے وہ ان لوگوں سے محبت کی پینگیں بڑھائے جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے دشمن ہیں۔“

جب وہ انسان مومن نہیں ہو سکتا جو کسی ایسے شخص سے محبت کرے جو دشمن ہے؟ تو جو خود دشمنی کرے گا اس کا عالم کیا ہوگا؟ کہا گیا ہے کہ اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ ابو قحافہ نے رسول اللہ ﷺ کو گالی دی تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنے والد کو قتل کرنا چاہا۔^① اس سے ثابت ہوتا ہے کہ دشمن کافر ہے اس کا خون حلال ہے۔

دوسری دلیل ② :

﴿ يَحْذَرُ الْمُنَافِقُونَ أَنْ تُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ سُورَةٌ تُنَبِّئُهُمْ بِمَا فِي قُلُوبِهِمْ قُلِ اسْتَغْفِرُوا ﴾ [التوبة: ۶۴]

”منافقین کو اندیشہ ہے کہ ان کے خلاف کوئی سورت نازل نہ ہو جائے جو ان کے دلوں کی خبر دے دے۔“

اللہ فرماتے ہیں :

① ابن المنذر نے ابن جریج حدثت أن أبا قحافة سے بیان کیا ہے ، دیکھیے : الدر المنثور (۶ / ۲۷۴) اسباب النزول (ص: ۴۷۸) للواحدی۔ اس آیت کے شان نزول میں اور اقوال بھی ہیں۔

② الصبارم (۲ / ۷۰)

الصّارم المسلول علی شاتم الرسول

﴿ قُلْ أِبَاللّٰهِ وَآيَتِهِ وَرَسُولِهِ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُونَ ۚ لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُمْ ۚ ﴾ [التوبة: ۶۵ ، ۶۶] ”اے نبی! فرما دیجیے: کیا تم اللہ تعالیٰ، اس کی آیات اور اس کے رسول ﷺ سے ٹھٹھا کرتے ہو؟ اب معذرتیں پیش نہ کرو تم یقیناً کافر ہو چکے ہو۔“

یہ آیت اس مسئلہ میں صریح نص ہے کہ اللہ تعالیٰ، اس کی آیات اور اس کے رسول ﷺ کا مذاق اڑانا صریح کفر ہے، آیت اس پر بھی دلالت کرتی ہے ہر وہ شخص جو سنجیدگی کے عالم میں یا بطور مذاق رسول اللہ کا استہزا کرے۔ یقیناً اس نے کفر کا ارتکاب کیا ہے۔

تیسری دلیل:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَلْمِزُكَ فِي الصَّدَقَاتِ ﴾ [التوبة: ۵۸] ”اور ان میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو صدقات و خیرات میں طعن کرتے (مذاق اڑاتے) ہیں۔“

”لمز“ کے معنی عیب جوئی اور طعنہ زنی کے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿ وَمِنْهُمْ الَّذِينَ يُؤْذُونَ النَّبِيَّ ... ﴾ [التوبة: ۶۱] ”کچھ ایسے ہیں جو رسول ﷺ کو ایذا دیتے ہیں۔“

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان اس پر دلالت کرتا ہے ہر وہ شخص جو طعنہ زنی کرے، ایذا کوشی کا ارتکاب کرے یہ بھی انہی (منافقین) میں سے ہے، جب اللہ تعالیٰ

... کی تباہی میں ۱۱-۱۲ کروڑ کا... طریقہ: ... در حقیقت جاتی رہی ہے: ... عورتوں نے تجربوں کرے دوران اپنے ایک ممبر... جنگ میں لڑی جاتی بلکہ غیر انسانی سلوک سے... ایک خاص مقصد کے تحت عصمت دری کی جا...

الصبارم المسلول علی شاتم الرسول

نے خبر دی کہ جو رسول اللہ ﷺ کے خلاف عیب جوئی کرتے ہیں اور آپ ﷺ کو اذیت پہنچاتے ہیں وہ منافق ہیں ثابت ہو گیا کہ یہ (ایذا) نفاق کی دلیل ہے۔

چوتھی دلیل:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ﴾

[النساء: ۶۵]

”تیرے پروردگار کی قسم! وہ برگز مومن نہیں ہو سکتے یہاں تک کہ وہ آپ کو اپنے جھگڑوں میں منصف مان نہ لیں۔“

اللہ تعالیٰ نے بذات خود قسم اٹھائی کہ وہ اتنی دیر تک مومن نہیں ہو سکتے۔ جتنی دیر تک وہ باہمی جھگڑوں میں آپ کو فیصلہ نہ مان لیں، پھر آپ کے فیصلے میں کسی قسم کی اپنے دلوں میں تنگی محسوس نہ کریں، بلکہ آپ کے حکم کو خوب اچھی طرح ظاہراً و باطناً تسلیم کر لیں۔

اس آیت سے پہلے ارشاد فرمایا:

﴿أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُمْ آمَنُوا بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيدُونَ أَنْ يَتَحَاكَمُوا إِلَى

الطَّاغُوتِ﴾ [النساء: ۶۰]

”کیا آپ نے ان لوگوں کی طرف نہیں دیکھا جن کا خیال ہے کہ وہ اس پر ایمان لائے جو آپ ﷺ پر اور جو آپ ﷺ سے پہلے انبیاء پر نازل کیا گیا، وہ چاہتے ہیں کہ اپنے فیصلے طاغوت کے پاس لے جائیں۔“

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

الصَّارِمُ الْمَسْلُوبُ عَلَى شَاتِمٍ

﴿وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ الْمُؤْمِنِينَ يُصْدُونَ﴾

”اور جب ان سے نازل کیا اور رسول ﷺ کو دیکھیں گے وہ ا

اس آیت سے م اللہ ﷺ کی طرف بلا ہے، اسی آیت کے ساتھ

﴿إِنَّمَا كَانَ لِيُحْكَمَ بَيْنَهُمْ أَنْ﴾

”مومنوں کا قول طرف بلایا جائے

ہم نے سن لیا اور لہذا جو شخص رسو موڑ لیا وہ منافق ہے، نے سن لیا اور ہم نے م سے معلوم ہو گیا تو جو مومن

پانچویں دلیل:

ارشاد باری تعا

الصبارم المسلول علی شاتم الرسول

﴿وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا إِلَىٰ مَا أَنزَلَ اللَّهُ وَإِلَىٰ الرَّسُولِ رَأَيْتَ الْمُنافِقِينَ يَصُدُّونَ عَنْكَ صُدُودًا﴾ [النساء: ٦١]
 ”اور جب ان سے کہا جائے کہ آؤ اس کی طرف جو اللہ تعالیٰ نے نازل کیا اور رسول ﷺ کی طرف جو نازل ہوا ہے آپ ﷺ منافقوں کو دیکھیں گے وہ اعراض کریں گے، آپ سے سخت اعراض کرنا۔“

اس آیت سے معلوم ہوا ہے کہ جسے فیصلے کے لیے قرآن مجید اور رسول اللہ ﷺ کی طرف بلایا جائے اور وہ رسول ﷺ سے اعراض کرے وہ منافق ہے، اسی آیت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان بھی موجود ہے:

﴿إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَنْ يَقُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا﴾ [النور: ٥١]
 ”مومنوں کا قول جب انہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف بلایا جائے کہ وہ ان کے درمیان فیصلہ فرمائیں تو وہ کہتے ہیں ہم نے سن لیا اور ہم نے سر تسلیم خم کر لیا۔“

لہذا جو شخص رسول ﷺ کی اطاعت سے پھر گیا اور اس کے حکم سے منہ موڑ لیا وہ منافق ہے، مومن نہیں ہو سکتا بلکہ مومن کی نشانی یہ ہے کہ وہ کہے ”ہم نے سن لیا اور ہم نے مان لیا۔“ نفاق محض رسول ﷺ کے حکم سے اعراض کرنے سے معلوم ہو گیا تو جو رسول ﷺ کی تنقیص کرے اور گالی گلوچ بکے وہ کیسا ہو گا؟

پانچویں دلیل ①:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

① الصبارم (٢/ ٨٥)

الصّارم المسلول علی شاتم الرسول

﴿ إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ﴾ [الأحزاب: ٥٧]

”یقیناً وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کو اذیت دیتے ہیں وہ دنیا اور آخرت میں ملعون ہیں۔“

اللہ تعالیٰ نے رسول ﷺ کی ایذا کو اپنی ایذا کے ساتھ ذکر کیا ہے جیسے ان کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا ہے اور یہ فضیلت کئی دلائل سے ثابت ہو چکی ہے، جو اللہ تعالیٰ کو ایذا دے گا وہ کافر ہو گا اس کا خون حلال ہوگا، اس کی مزید توضیح اس سے بھی ہوتی ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی رضا مندی، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کو ایک ہی چیز قرار دیا ہے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی عداوت، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی دشمنی، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اذیت، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی معصیت کو ایک ہی چیز قرار دیا ہے، اس آیت میں دو حقوق کا باہمی تلازم ہے، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی جہت ایک ہی ہے، لہذا جس نے رسول ﷺ کو اذیت دی گویا اس نے اللہ کو اذیت دی اور جس نے رسول ﷺ کی اطاعت کی یقیناً اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی کیونکہ اللہ اور اس کی مخلوق کے مابین کوئی واسطہ نہیں، کسی ایک کے لیے رسول اللہ ﷺ کے علاوہ کوئی اور راستہ نہیں، اسی بنا پر اللہ تعالیٰ نے اوامر اور نواہی، عقائد اور ان کے بیان کے لیے اپنا مقام رسول اللہ ﷺ کو قرار دیا۔ لہذا یہ جائز نہیں کہ ہم ان امور میں اللہ اور ان رسولوں کے درمیان تفریق کریں۔

الصبارم المسلول علی شاتم الرسول

اسی طرح اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کو اذیت دینے میں اور مومن مردوں اور عورتوں کو اذیت دینے میں تفریق بتلائی اور اسے بہتان اور کھلم کھلا گناہ قرار دیا اور اپنی اور اپنے رسول ﷺ کی ایذا کے بارے میں فرمایا کہ اس کے مرتکب پر دنیا و آخرت میں لعنت ہے اس کے لیے انتہائی رسوا کن عذاب تیار کر رکھا ہے، یہ بھی معلوم ہے کہ جو مومنین کو اذیت دے گا اسے کوڑے لگائے جائیں گے کیونکہ یہ اذیت کبیرہ گناہوں میں شامل ہے اور اس سے زیادہ کفر اور قتل ہے، اسی طرح یہ بھی کہ وہ ملعون ہیں۔ ❶ اور لعنت کے معنی ہیں رحمت سے دوری اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دنیا اور آخرت میں صرف کافر ہی دھتکارا جائے گا، لہذا اس کے خون کو گرنے سے بچایا نہیں جا سکتا، بلکہ اس کا خون مباح (رائیگاں) ہے کیونکہ اس کے خون کا تحفظ عظیم رحمت ہے، اس کی تائید اس ارشادِ باری سے بھی ہوتی ہے:

﴿مَلْعُونِينَ أَيْنَمَا ثُقِفُوا أُخِذُوا وَقُتِلُوا تَقْتِيلًا﴾

[الأحزاب: ۶۱]

”ملعون ہیں، جہاں بھی وہ پائے جائیں انہیں پکڑا جائے اور زبردست انداز میں ان کا کشت و خون کیا جائے۔“

یہ آیت اس بات کی تائید کرتی ہے کہ جو لوگ بھی قرآن مجید میں ملعون قرار دیے گئے ہیں یا تو وہ کافر ہیں یا پھر مباح الدم (رائیگاں خون والے)۔

اعتراض:

اگر کوئی اعتراض کرے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ إِنَّ الَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ لَعُنُوا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ﴾

[النور: ۲۳]

❶ کذا والاصح: فإنه كما في ”الصارم“

الصبارم المسلول علی شاتم الرسول

”وہ لوگ جو پاکباز، بے خبر، مومن عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں وہ دنیا اور آخرت میں ملعون ہیں۔“
لہذا صرف زنا کی تہمت سے کفر لازم نہیں آتا۔

جواب:

یہ آیت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں نازل ہوئی جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عباس وغیرہ کا قول ہے۔ ❶

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگانے میں رسول ﷺ پر طعن ہے اور آپ کو اذیت میں مبتلا کرنا ہے، اسی بنا پر امام احمد کا رجحان ایک روایت میں اس طرف گیا ہے کہ جو کسی غیر آزاد عورت پر تہمت لگاتا ہے، مثلاً وہ لونڈی ہے یا ذمیہ، اور اس کا آزاد خاوند یا آزاد بیٹا ہے، اس غیر آزاد عورت پر تہمت لگانے کی وجہ سے اس کے مرتکب کو حد لگائی جائے گی، کیونکہ اس پر تہمت لگنے کی وجہ سے اس کے آزاد خاوند یا آزاد بیٹے کو شرمندگی کا سامنا کرنا پڑا ہے، لہذا یہ آیت ان لوگوں کے لیے خاص ہے جو نبی ﷺ کی بیویوں پر تہمت تراشتے ہیں، اگر وہ ان بیویوں کے عیب سے نبی ﷺ کا عیب مراد لے تو وہ منافق ہوگا اور جو کسی مسلمان عورت پر تہمت لگائے وہ فاسق ہوگا باستثنائے کہ وہ توبہ تائب ہو جائے، اللہ رب العزت کے کلام ﴿يَرْمُوزَ الْمُحْصَنَاتِ الْغُفْلَتِ الْمُؤْمِنَاتِ﴾ میں الف و لام عہدی ہے، جو معہود (ذہن میں موجود چیز) کی طرف لوٹتا ہے اور وہ

❶ اسے ابن ابی حاتم اور الحاکم ابن مردویہ نے بیان کیا ہے، حاکم نے تصحیح بھی کی ہے، بحوالہ الدر المنثور (۶۴ / ۵) مستدرک حاکم کی سند میں سعید بن مسعود المروزی ہے، اسے ابن حبان نے الثقات (۲۷۱ / ۸) میں ذکر کیا ہے، اس میں یہ بھی مذکور ہے کہ یہ یزید بن مروان سے روایت کرتا ہے حالانکہ یہ یزید بن ہارون سے تصحیف ہے۔

الصبارم المسلول علی شاتم الرسول

معہود نبی اکرم ﷺ کی بیویاں ہیں کیونکہ یہ آیتیں واقعہ افک کے بارے میں ہیں، یا پھر عام لفظ کو اس کے خاص سبب کی وجہ سے لوٹایا جائے گا، اس دلیل کے پیش نظر جو یہ واجب کرتی ہے۔ کیونکہ ازواج النبی ﷺ کے ایمان کی گواہی موجود ہے اور وہ مومنوں کی مائیں ہیں اور وہ دنیا اور آخرت میں رسول اللہ ﷺ کی بیویاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَالَّذِي تَوَلَّى كِبْرَهُ مِنْهُمْ لَهُ عَذَابٌ عَظِيمٌ﴾ [النور: ۱۱]

”اور جس نے اس (طوفان) کا بیڑا اٹھایا اس کے لیے سخت عذاب ہوگا۔“

اس سے معلوم ہوا کہ جو امہات المومنین پر تہمت تراشتا ہے وہ اس کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی عیب جوئی کرتا ہے اور وہ قصہ افک کا بہت بڑا سرغنہ بنا۔ یہ عبداللہ بن ابی منافق کی صفت ہے، اس نے اپنے نفاق کی بدولت ازواج مطہرات پر تہمت تراشی کی اگر اس کا ارادہ رسول اللہ ﷺ کو اذیت پہنچانے کا ہے تو یہ مباح الدم ہے، یا پھر اس کا دوسرا مفہوم یہ ہے کہ بات معلوم ہونے کے بعد کہ وہ آخرت میں بھی نبی اکرم ﷺ کے نکاح میں رہیں گی، انہیں تہمت بازی کا سامنا کرنا پڑا کیونکہ کسی بھی نبی کی کسی بیوی نے کبھی سرکشی (زنا) نہیں کی۔ اسی لیے تو آپ ﷺ نے فرمایا جیسا کہ صحیح بخاری اور مسلم میں ہے: ”کون مجھے الزام سے بری کرے گا۔“ جس نے میرے اہل بیت میں مبتلا کر کے مجھے زک پہنچائی، اللہ کی قسم! مجھے صرف اپنے اہل و عیال کے بارے میں نیکی ہی معلوم ہے۔“ ①

اسی حدیث میں ہے: حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”میں آپ ﷺ کو اس کے الزام سے بری کروں گا اگر اس کا تعلق

❶ صحیح البخاری، رقم الحدیث (۲۶۳۷، ۴۱۴۱ وغیرہا) و صحیح مسلم، رقم الحدیث (۲۷۷۰) من حدیث عائشۃ رضی اللہ عنہا.

الصبارم المسلول علی شاتم الرسول

قبیلہ اوس سے ہوا تو ہم اس کی گردن تن سے جدا کر دیں گے۔“ رسول اللہ ﷺ نے حضرت سعدؓ کی یہ مشاورت کہ ان کی گردنوں کو اڑا دیا جائے، سُن کر انکار نہیں فرمایا، اگرچہ قصہ افک میں حضرت مسطح، حضرت حسان، حضرت حمہ شامل تھے مگر ان کے بارے میں ایسی سزا وارد نہیں ہوئی، بلکہ انہیں منافقین کی فہرست میں بھی شامل نہیں کیا گیا اور نہ ہی اس جرم کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے ان سے کسی کو قتل کروایا بلکہ اس میں بھی اختلاف ہے کہ ان کو کوڑے لگائے گئے یا نہیں کیونکہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو اذیت پہنچانے کا ارادہ نہیں کیا تھا اور نہ ہی ان سے کوئی ایسی علامت ظاہر ہوئی جس سے معلوم ہوتا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو تکلیف پہنچانا چاہتے تھے اور عبداللہ بن ابی کا معاملہ تو ان سے یکسر مختلف تھا وہ تو ارادہ ہی تکلیف پہنچانے کا رکھتا تھا۔

اسی طرح یہ بات بھی ہے: صحابہ کرامؓ کے ہاں یہ متعین نہیں تھا کہ آپ ﷺ کی دنیا والی بیویاں ہی آخرت میں بیویاں بنیں گی، لہذا ان بیویوں سے زنا کا صدور عقلی طور پر ممکن تھا اسی بنا پر تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت عائشہؓ کے قصہ میں توقف کیا۔

آیت کا دوسرا رخ:

آیت عمومی ہے مگر کئی سندوں سے یہ مروی ہے کہ ”پاکباز عورتوں پر تہمت بازی کرنا کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔ ①“ پھر یہ بھی کہا گیا ہے۔ ② کہ مکہ

• ① بہت سی احادیث سے ثابت ہے جن میں بخاری و مسلم کی احادیث بھی ہیں کہ حضرت

ابوہریرہؓ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ ارشاد فرمایا: ”سات برباد کرنے والی چیزوں سے بچو“، اور ان میں پاکباز عورتوں پر تہمت بازی کو بھی ذکر کیا ہے۔ (صحیح البخاری، حدیث: ۲۷۶۶ و صحیح مسلم، حدیث: ۸۹)

• ۲ یہ ابو حمزہ ثمالی کوفی تابعی کا قول ہے۔

الصبارم المسلول علی شاتم الرسول

کے مشرکوں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی جب کوئی عورت ہجرت کر کے رسول اللہ ﷺ کی طرف جانے کا قصد کرتی تو مشرکین مکہ اس پر تہمت تراشتے تھے، اس اعتبار سے مومن عورتوں پر تہمت اس وجہ سے کی جاتی تاکہ ان کے قبول ایمان کے سلسلے کو مسدود کیا جا سکے اور مشرکین مکہ اس تہمت کی وجہ سے مومنوں کو اذیت پہنچانا چاہتے تھے تاکہ انہیں اسلام سے متنفر کیا جا سکے جیسے کہ کعب بن اشرف (یہودی) کا طرز عمل تھا۔

اس بنا پر جو یہ کام سرانجام دیتا ہے وہ کافر ہے اور یہ اذیت رسول اللہ ﷺ کی گستاخی کے مترادف ہے۔ ایک قول یہ بھی ہے، یہ آیت عام اور مطلق ہے: مگر اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان: ﴿لُعِنُوا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ﴾ ﴿النور: ۲۳﴾ ”دنیا اور آخرت میں ان پر لعنت کی گئی ہے۔“

”لُعِنُوا“ مفعول ما لم یسم فاعله ہے۔ لعنت کرنے والا مذکور نہیں، اس لیے ممکن ہے اس لعنت کا فاعل اللہ تعالیٰ کے علاوہ فرشتوں اور لوگوں کو قرار دیا جائے، یہ بھی ممکن ہے کہ ایک وقت میں اللہ تعالیٰ ان پر لعنت کریں، یا پھر ان کے کچھ لوگوں پر لعنت کریں اور دوسرے وقت میں دوسری مخلوق ان پر لعنت کرے، اللہ تعالیٰ اس پر لعنت کرتے ہیں جس کی تہمت تراشی دین میں تنقید کا باعث بنتی ہے اور مخلوق کا دوسرے لوگوں پر لعنت کرنے کا مقصد یہ ہے کہ وہ ان کے خلاف بد دعا کرتے ہیں اور کبھی کبھار اس کا یہ معنی بھی ہوتا ہے کہ وہ ان مرتکبین کو اللہ کی رحمت سے دور رکھتے ہیں اور اس کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے جب خاوند اپنی بیوی پر زنا کی تہمت لگائے تو وہ دونوں لعان کریں گے (ایک دوسرے پر لعنت بھیجیں گے)۔

الصبارم المسلول علی شاتم الرسول

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

﴿فَنَجْعَلُ لَّعْنَتَ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ﴾

[آل عمران: ۶۱]

”ہم لعنت بھیجتے ہیں جھوٹوں پر۔“

تہمت تراشنے والے پر لعنت کا مطلب یہ ہے کہ اسے کوڑے لگائے جائیں اس کی گواہی کو رد کر دیا جائے اور اسے فاسق و فاجر قرار دیا جائے، یہ اس کی سزا ہے، اسے امن مقبولیت کے مقامات سے دور کر دیا جائے گا، حالانکہ یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے اور یہ اس آدمی کے خلاف ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے باخبر فرمایا کہ وہ دنیا اور آخرت میں ملعون ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی لعنت ہر قسم کی مدد کے ختم کرنے کا ذریعہ قرار پاتی ہے اور اسے رحمت کے اسباب سے دور لے جاتی ہے، اس کی تائید اس فرمان باری تعالیٰ سے ہوتی ہے :

﴿وَاعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا﴾

[الأحزاب: ۵۷]

”اور اس نے ان کے لیے رسوا کن عذاب تیار کر رکھا ہے۔“

اور رسوا کن عذاب قرآن مجید میں صرف کافروں کے لیے ہی مذکور ہوا ہے، جس طرح ارشاد ہے :

﴿وَاللَّكَفْرِينَ عَذَابٌ مُّهِينٌ﴾

[البقرة: ۹۰]

”اور کافروں کے لیے رسوا کن عذاب ہے۔“

رہا اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد:

﴿وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَتَعَدَّ حُدُودَهُ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيهَا وَلَهُ عَذَابٌ مُهِينٌ﴾

[النساء: ۱۴]

”اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کرے اور اس کی حدوں سے بڑھ جائے تو اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ میں لے جائے گا وہ

الصبارم المسلول علی شاتم الرسول

ہمیشہ اس میں رہے گا اور اس کے لیے ذلیل کرنے والا عذاب ہے۔“ یہ وہ شخص ہوگا جو فرائض کا انکار اور استخفاف کرے گا مگر اس کے باوجود یہ ارشاد نہیں فرمایا کہ عذاب اس کے لیے تیار کر رکھا ہے، عذاب تو کافروں کے لیے تیار کر رکھا ہے، جہنم انہیں کے لیے پیدا کی گئی کیونکہ یہ لازمی طور پر اس میں داخل ہوں گے اور کبھی اس سے نکل نہ سکیں گے۔ اور جو مومن کبیرہ گناہوں کا ارتکاب کریں گے ان کے لیے گنجائش ہوگی کہ ان کو معاف کر دیا جائے اور جہنم میں داخل نہ کیا جائے اور اگر وہ داخل ہو بھی گئے تو وہ اس سے نکل جائیں گے اگرچہ تھوڑی مدت بعد۔

چھٹی دلیل:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ﴾

[الحجرات: ۲]

”نہ بلند کرو تم اپنی آوازوں کو نبی ﷺ کی آواز سے۔“

اس آیت کی دلالت یہ ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے انہیں اپنی آوازوں کو نبی ﷺ کی آواز سے بلند کرنے سے منع کیا اور اس طرح پکارنے سے بھی منع کیا ہے جیسے ایک دوسرے کو پکارتے ہیں کیونکہ بسا اوقات یہ رویہ اعمال کی بربادی کا سبب بھی بن جاتا ہے اور اس کے فاعل کو اس کا شعور ہی نہیں ہوتا اور جو چیز اعمال کو اکارت کر دے اس کا ترک کرنا واجب ہے، اسی طرح کفر کی وجہ سے بھی نیک اعمال برباد ہو جاتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَمَنْ يَكْفُرْ بِالْإِيمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ﴾

[المائدة: ۵]

الصبارم المسلول علی شاتم الرسول

”اور جو کفر کرے ایمان کے ساتھ یقیناً اس کے عمل ضائع ہو گئے۔“

کفر کے بغیر اعمال ضائع نہیں ہوتے کیونکہ جو ایمان کی حالت میں فوت ہو وہ لازماً جنت میں داخل ہوگا اور اگر اس کے سارے عمل ضائع ہو جائیں تو وہ جنت میں داخل نہیں ہو سکے گا۔ ہاں! بسا اوقات بعض ایسے اسباب بھی بعض اعمال ضائع کر دیتے ہیں، جیسے احسان جتلانا، یا کسی کو اذیت پہنچانا۔

جب یہ ثابت ہو گیا کہ آواز کو بلند کرنا اور زور سے گفتگو کرنا یہ ایسا عمل ہے جس کے مرتکب کو کافر قرار دینے کا اندیشہ اور اسے اس کا ادراک بھی نہ ہو سکے گا کیونکہ اس میں بے ادبی اور تحقیر ہے حالانکہ اسے اس کا شعور ہی نہیں، اس انسان کا کیا ہوگا جو گالی گلوچ کرتا ہے، آپ ﷺ کی تحقیر کرتا ہے، اراداً آپ ﷺ کو تکلیف پہنچاتا ہے اور جان بوجھ کر ایسا طرزِ عمل اپناتا ہے، وہ تو بالاولیٰ کافر ہوگا۔

ساتویں دلیل:

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا﴾

[النور: 63]

”تم رسول ﷺ کو اپنے درمیان اس طرح نہ بلاؤ جیسے تمہارا ایک دوسرے کو بلانا ہے۔“

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾

[النور: 63]

”پس چاہیے کہ ڈر جائیں وہ لوگ جو اس کے حکم کی مخالفت کرتے

الصبارم المسلول علی شاتم الرسول

ہیں کہ پہنچے انہیں فتنہ یا پہنچے انہیں دردناک عذاب۔“

اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے جو رسول اللہ ﷺ کے حکم کی مخالفت کریں وہ فتنہ سے ڈر جائیں اور فتنہ سے مراد ارتداد (مرتد ہونا) یا کفر ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ﴾

[البقرة: ۱۹۳]

”ان سے لڑائی کرو یہاں تک کہ فتنہ ختم ہو جائے۔“

امام احمد فرماتے ہیں ❶:

”فتنہ سے مراد شرک ہے۔ ممکن ہے کہ جب کوئی شخص کسی فرمان کو رد کر دے تو اس کے دل میں ٹیڑھ پن واقع ہو جائے اور وہ (کجی) اسے ہلاک کر دے اور پھر یہ آیت تلاوت کی:

﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ﴾

[النساء: ۶۵]

”تیرے رب کی قسم وہ ایمان دار نہیں ہو سکتے یہاں تک کہ وہ اپنے جھگڑوں میں آپ کو منصف تسلیم کریں۔“

نیز فرمایا ❷:

میں ان لوگوں پر تعجب کرتا ہوں جنہوں نے اسانید اور ان کی صحت کو پہچانا اور پھر وہ فلاں، فلاں کی رائے کی جانب اپنا میلان رکھتا ہے، امام احمد نے فرمایا۔

- ① الفضل بن زیاد کی روایت ہے۔
- ② امام احمد سے ابو طالب احمد بن حمید المشکانی روایت کرتے ہیں۔

الصبارم المسلول علی شاتم الرسول

﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ﴾

[النور: ۶۳]

”پس ڈرنا چاہیے ان لوگوں کو جو آپ ﷺ کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں کہ انہیں فتنہ نہ آ گھیرے۔“

تم جانتے ہو فتنہ کیا ہے؟ وہ کفر ہے وہ حدیث کی طرف بلائے جاتے ہیں اور ان کی خواہشات انہیں ”رائے“ کی طرف بلاتی ہیں۔ جب رسول اللہ ﷺ کے حکم کی مخالفت کرنے والے کو کفر یا دردناک عذاب سے ڈرایا گیا اور اسے کفر تک پہنچایا گیا ہے۔ جب اس کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ کے حق کا استخفاف ہوگا تو یہ ابلیس کا فعل ہوگا۔

اور وہ انسان کیسا ہوگا جو اس (استخفاف) سے گھناؤنا جرم کرتا ہے، جیسے وہ گستاخی کرتا ہے یا شان اقدس کی توہین کرتا ہے؟ یہ موضوع انتہائی وسیع ہے اور اس پر اجماع بھی ہوچکا ہے۔
الحمد لله!

آٹھویں دلیل:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُؤْذُوا رَسُولَ اللَّهِ وَلَا أَنْ تَنْكِحُوا أَزْوَاجَهُ مِنْ بَعْدِهِ أَبَدًا...﴾ [الأحزاب: ۵۳]

”اور تمہارے لائق نہیں کہ تم رسول اللہ ﷺ کو اذیت پہنچاؤ اور نہ تم اس کی وفات کے بعد کبھی بھی ان کی بیویوں سے نکاح کرو۔“

الله ءعالىٰ نهى امت محمدیه پر یہ حرام قرار دیا هے كه رسول الله ﷺ كى وفاء كے بعد ان كى بیویوں سے نكاح كیا جائے كیونكه یہ عمل آپ ﷺ كو

الصبارم المسلول علی شاتم الرسول

اذیت دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی یہ بہت بڑا ہے، پھر جو شخص آپ ﷺ کی بیویوں سے نکاح کرے یا پھر آپ ﷺ کی مملوکہ لونڈیوں سے نکاح کرے اس کی سزا قتل ہے کیونکہ اس نے حرمت کو پامال کیا ہے، گستاخ رسول ﷺ تو بالاولیٰ واجب القتل ہوگا اور اس کی دلیل صحیح مسلم کی حدیث ہے۔^①

حضرت انسؓ بیان فرماتے ہیں کہ ایک آدمی پر رسول اللہ ﷺ کی مملوکہ لونڈی سے بدکاری کا الزام تھا، آپ ﷺ نے حضرت علیؓ کو حکم فرمایا کہ اس کی گردن تن سے جدا کر دی جائے، حضرت علیؓ جب اس کے پاس پہنچے تو وہ کنویں میں پانی سے ٹھنڈک حاصل کر رہا تھا۔ حضرت علیؓ نے اسے کہا: باہر نکل، اس نے اپنے ہاتھ حضرت علیؓ کو تھمایا تو حضرت علیؓ نے اسے باہر نکالا تو اچانک کیا دیکھا کہ وہ تو خواجہ سرا ہے اس کا عضو تناسل ہی نہیں، حضرت علیؓ یہ منظر دیکھ کر رک گئے اور پھر رسول اللہ ﷺ کو آکر اطلاع دی کہ وہ تو مخنث ہے اس کا عضو تناسل نہیں، اسی طرح جب رسول اللہ ﷺ نے قبیلہ^② بنت قیس، جواشعث کی ہمشیرہ تھیں، سے نکاح کیا اور آپ ﷺ اس سے دخول کیے بغیر فوت ہو گئے اور وہ عورت بھی آپ ﷺ کے پاس آنہ سکی۔^③

ایک قول یہ بھی ہے کہ اسے اختیار دیا گیا کہ وہ پردہ کر کے امہات المومنین میں شامل ہو جائے یا پھر وہ طلاق لے کر جس سے مرضی نکاح کر لے تو اس نے نکاح کو اختیار کیا، رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد حضرت عکرمہ نے

① صحیح مسلم، رقم الحدیث (۲۷۷۱) ② اس کا نام قتیلہ بھی مذکور ہوا ہے۔ ③ اسے ابو نعیم نے معرفة الصحابة (۳۲۴۵/۶) میں ابن عباس سے بیان کیا ہے۔ حافظ ابن حجر نے ”الاصابة“ میں کہا ہے:

موصول قوی الاسناد

الصبارم المسلول علی شاتم الرسول

ان سے نکاح کر لیا، جب حضرت ابوبکرؓ کو اس معاملہ کی خبر ہوئی تو انہوں نے ان دونوں (قیلہ اور حضرت عکرمہ) کو قتل کرنے کا پروگرام بنایا، یہاں تک کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا: یہ امہات المومنین میں سے نہیں ہے تو حضرت ابوبکرؓ نے اسے چھوڑ دیا۔^①

فصل ②

یہی مسئلہ کئی احادیث سے ثابت ہوتا ہے:

پہلی حدیث:

امام شعبی حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک یہودن رسول اللہ ﷺ کی گستاخی اور الزام تراشی کرتی تھی، ایک آدمی (خاوند) نے اس کا گلا گھونٹ دیا یہاں تک کہ وہ مر گئی تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے خون کو رائیگاں قرار دیا، اسے ابو داود^③، ابن بطہ^④ نے روایت کیا ہے، امام احمد نے اس سے استدلال کیا ہے^⑤، یہ بھی مروی ہے کہ یہ آدمی نابینا تھا^⑥، یہ عمدہ حدیث ہے اور

① اسے ابن جریر نے تفسیر (۳۶۷ / ۱۰) میں عامر شعبی سے مرسلً بیان کیا ہے۔

② الصبارم (۱۲۵ / ۲)

③ رقم (۴۳۶۲)

④ سنن ابن بطہ جیسا کہ شیخ الاسلام نے ذکر کیا ہے، یہ کتاب طبقات الحنابلة (۲۷۰ / ۳) میں ان کے سوانح عمری میں موجود ہے۔ یہ کتاب گم شدہ کتب کے زمرہ میں ہے۔

⑤ عبداللہ نے ان سے (احمد) سے بیان کیا ہے، جیسا کہ الخلال نے الجامع (۲ / ۳۴۱) میں ذکر کیا ہے۔

⑥ خلال نے الجامع لأحكام أهل الملل (۲ / ۳۴۱) میں شعبی سے مرسلًا بیان کیا ہے۔

الصبارم المسلول علی شاتم الرسول

متصل ہے کیونکہ شعبی نے حضرت علیؓ کو دیکھا ہے۔ ❶ اگرچہ یہ مرسل ہے مگر مکمل طور پر حجت ہے، کیونکہ محدثین کے ہاں شعبی صحیح المراسیل ہے۔ اس کی ہر مرسل صحیح ہے۔ ❷ یہ قصہ گستاخ رسول ﷺ کے قتل میں صریح ہے۔ اور یہ اس کی بھی دلیل ہے کہ ذمی واجب القتل ہے، مسلمان مرد و عورت اگر گستاخی کریں گے تو وہ بالاولیٰ واجب القتل ہوں گے۔

دوسری حدیث ❸ :

حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں: ایک نابینے آدمی کی لونڈی تھی، جس کے بطن سے اس کا بیٹا بھی تھا، رسول اللہ ﷺ کو دشنام دیتی اور آپ ﷺ پر تنقید کے نشتر چلاتی تو اس نابینے نے باریک نوک دار نیزے والی چھڑی پکڑی اور اسے اس عورت کے پیٹ پر رکھ کر اس پر اتنا زبردست دباؤ ڈالا کہ اسے قتل کر ڈالا، پھر یہ قصہ نبی اکرم ﷺ سے ذکر کیا گیا تو آپ ﷺ نے اس کے خون کو رائیگاں قرار دیا۔ اُسے امام ابو داود اور امام نسائی نے روایت

❶ دیکھیے: جامع التحصیل (ص: ۲۰۴) و تحفة التحصیل (۱: ۱۶۸ ب) شعبی کی حضرت علی سے روایت صحیح بخاری (۶۸۱۲) میں ہے، بعض محدثین نے اس کی تردید کی ہے۔ امام دارقطنی نے صراحت کی ہے کہ شعبی نے حضرت علی سے صرف یہی حدیث سنی ہے۔ دیکھیے: فتح الباری (۱۲/۱۲۱)

❷ اسے عجللی نے ذکر کیا ہے، ابن المدینی نے قوت میں شعبی کی مراسیل کو ابن المسیب کی مراسیل سے ملایا ہے۔ دیکھیے: شرح علل الترمذی لابن رجب (۱/۵۴۳)

❸ الصبارم (۲/۱۴۰)

الصبارم المسلول علی شاتم الرسول

کیا ہے۔ امام احمد نے اس سے استدلال کیا ہے۔ ❷ ممکن ہے کہ یہ قصہ پہلی حدیث والا ہی ہو کیونکہ یہ عورت بھی یہودن تھی، قاضی ابو یعلیٰ وغیرہ کا یہی قول ہے اور انہوں نے ان دونوں حدیثوں میں مذکور قصہ کو ایک ہی قرار دیا ہے اور یہ بھی ممکن ہے یہ دوسرا قصہ ہے۔ امام خطابی فرماتے ہیں: ❸ ”اس میں یہ دلیل موجود ہے کہ گستاخ رسول ﷺ واجب القتل ہے کیونکہ گستاخی ارتداد ہے۔“

یہ اس بات کی دلیل ہے کہ امام خطابی کے ہاں یہ عورت مسلمان تھی مگر حدیث میں اس کا ثبوت نہیں ہے بلکہ بظاہر وہ کافرہ ہی معلوم ہوتی تھی، کیونکہ حدیث میں ہے کہ اس کے آقا نے اسے بار بار تنبیہ کی۔ اور اگر وہ مرتد تھی تو اس سے ازدواجی تعلقات قائم رکھنا بھی جائز نہیں تھا اور نہ ہی اتنی طویل مدت اسے ڈھیل دینا تھی۔

تیسری حدیث:

جو امام شافعی کی دلیل ہے کہ ذمی جب گستاخی کرے گا تو واجب القتل

• ❶ ابو داود کی سند سے۔ ابو داود (۴۳۶۱) نسائی (۱۰۷/۷) دارقطنی (۱۱۲/۳)

نے بیان کیا ہے۔ الحاکم (۳۵۴ / ۴) بیہقی (۶۰ / ۷) عن عثمان الشحام عن عکرمۃ عن ابن عباس بہ ، امام حاکم نے اس کی تصحیح کی ہے۔ ابن حجر بلوغ المرام (۱۳۸ / ۲) میں فرماتے ہیں: ”اس کے راوی ثقہ ہیں۔“

• ❷ دیکھیے: الجامع لأحكام أهل الملل للخلال (۳۴۱ / ۲)

• ❸ ”معالم السنن“ (۶ / ۱۹۹۔ مع المختصر)

الصبارم المسلول علی شاتم الرسول

ہوگا، وہ کعب بن اشرف یہودی کا قصہ ہے، اس کا قصہ مشہور و معروف ہے۔ ❶

اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”کعب بن اشرف کا کام کون تمام کرے گا یقیناً اس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کو اذیت دی ہے۔“

حضرت محمد بن مسلمہ کھڑے ہو کر پوچھنے لگے یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ اسے قتل کروانا چاہتے ہیں، ارشاد فرمایا: ”ہاں“ محمد بن مسلمہؓ نے عرض کیا کہ مجھے اجازت مرحمت فرمائیں کہ میں آپ ﷺ کے خلاف کچھ کہہ سکوں۔ ❷

آپ ﷺ نے اجازت دے دی، حضرت محمد بن مسلمہؓ کعب کے پاس آئے اور شکایت کرنے لگے کہ اس آدمی نے صدقہ و خیرات مانگ مانگ کر ہمارا جینا دو بھر کر دیا ہے، جب کعب نے سنا تو کہنے لگا: ہاں اللہ تعالیٰ کی قسم! تم ضرور اس آدمی (رسول اللہ ﷺ) سے اکتا جاؤ گے، پھر پورا واقعہ بیان کیا، پھر محمد بن مسلمہ نے اسے موت کی بھینٹ چڑھا دیا، یہ واقعہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہے، کعب نے جب نبی کریم ﷺ کی بجو کی تو رسول اللہ ﷺ نے اسے قتل کرنے کا منصوبہ تشکیل دیا، کعب کے ساتھی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ ہمارے ساتھی کو اچانک اغوا کر کے قتل کر دیا گیا ہے حالانکہ وہ ہمارے سردار تھے۔

تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”اگر وہ قیام کرتا جیسے دوسرے قیام کرتے ہیں تو اسے اذیت (قتل نہ کیا جاتا) نہ دی جاتی، لیکن اس نے ہمیں تکلیف دی ہے۔ ❸ اور

❶ صحيح البخاري حديث (٢٥١٠) و مسلم (١٨٠١) وغيره، عن جابر بن عبد الله

❷ زيادة متعينة.

❸ الصارم (١٥٢ / ٢) میں ہے: ”جیسا اس کے ہم خیال دوسرے زندگی گزار رہے ہیں، وہ قتل نہ کیا جاتا۔“

الصبارم المسلول علی شاتم الرسول

اشعار کے ذریعے سے ہماری ہجو کی ہے اور تم میں سے کوئی بھی یہ کام کرے گا تو تلوار اس کا کام تمام کرے گی۔“

یہود ذلیل و رسوا ہو کر رہ گئے اور جس دن کعب بن اشرف قتل کیا گیا اس دن سے احتیاط کرنے لگے، کعب (مسلمانوں کا) حلیف تھا، جب اس نے گستاخی کی تو اس کا معاہدہ ٹوٹ گیا، اسی بنا پر تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”یقیناً اس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کو اذیت دی ہے۔“ اور جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کو اذیت دے گا وہ واجب القتل ہے اور مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ گستاخی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کو اذیت دیتی ہے، لہذا اس کا مرتکب واجب القتل ہے۔

چوتھی حدیث 1 :

حضرت علیؓ سے بیان کیا گیا ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”جو نبی ﷺ کی گستاخی کرے وہ واجب القتل ہے اور جو صحابہ کرام کی گستاخی کرے اسے کوڑے لگائے جائیں گے۔“

اسے ابو محمد الخلال، امام ابو القاسم الازجی اور امام ابو ذر الہروی نے روایت کیا ہے، ظاہر ہے کہ اس کا قتل بغیر توبہ کروائے کیا گیا لیکن اس میں عبدالعزیز بن الحسن بن زبالہ ضعیف راوی ہے جیسا کہ شیخ الاسلام نے صراحت فرمائی ہے۔ ②

① الصبارم (۲ / ۱۸۸)

② الصبارم (۲ / ۱۹۱) میں فرمایا: ابن زبالہ اسے مسلسل ہاشمیوں کی سند سے بیان کرتے

ہیں اس کے بارے میں دل میں کھٹکا ہے، اس با برکت سند سے منکر متن جوڑ دیا گیا ہے۔ ذہبی نے میزان (۳ / ۳۴۱) میں ابن زبالہ کے ترجمے میں اس پر نکارت کا حکم لگایا ہے۔ اس کی ایک متابعت بھی موجود ہے، مگر اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے اسے عیب اللہ 

پانچویں حدیث: ①

عبداللہ حضرت ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بدتمیزی کی، میں نے اجازت مانگی: اسے قتل کر دوں؟ تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھے ڈانٹ پلائی اور ارشاد فرمایا: ”رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی کی گستاخی پر قتل نہیں کیا جائے گا۔“

اسے امام نسائی نے بیان کیا ہے۔ ② ایک روایت میں ہے کہ ایک آدمی نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی گستاخی کی تو پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ ارشاد فرمایا، اسے امام ابو داؤد نے السنن میں بیان کیا ہے۔ ③ علماء کی ایک جماعت نے اس سے استدلال کیا ہے کہ گستاخ رسول ﷺ قتل کیا جائے گا، جن علماء میں امام ابو داؤد، امام اسماعیل بن اسحاق، امام ابوبکر بن عبدالعزیز اور قاضی ابویعلیٰ وغیرہ شامل ہیں۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے فی الجملہ جو بھی گستاخی کرے گا، اس کا قتل جائز ہے اور یہ ہر مسلمان اور کافر کے لیے عام ہے۔

چھٹی حدیث: ④

عصماء بنت مروان کا واقعہ ہے، جسے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان

← العمری از ابن ابی اویس از ہشیم بیان کرتے ہیں۔ اسے طبرانی نے الاوسط (۵/۳۶، ۳۵) الصغیر (۱/۳۹۳) میں بیان کیا ہے۔ عمری جھوٹ کی تہمت سے متہم ہے۔

① • یہ عبداللہ بن قدامة بن عَنَزَة أبو السوار العنبري ہے، ثقة من رجال التهذيب.

② • سنن النسائي (۷/۱۰۸، ۱۰۹) اس کی سند صحیح ہے۔

• 3 سنن أبو داود حدیث (۴۳۶۳) اسی طرح نسائی (۷/ ۱۱۰-۱۱۱) عبد اللہ بن

مطرف بن الشخیر از ابو برزہ بیان کرتے ہیں۔

• 4 الصارم (۲/ ۱۹۵)

60 الصارم المسلول علی شاتم الرسول

رو قیمت جاتی رہی ہے: رین نے خبروں کے دوران اپنے ایک تبصرے ک میں کی جاتی بلکہ غیر انسانی سلوک سے خاص مقصد کے تحت عصمت دری کی جاتی

کرتے ہیں کہ قبیلہ خطمہ کی ایک عورت نے رسول اللہ ﷺ کی ہجو کی تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: ”من لی بها“ ”اس عورت سے میرا انتقام کون لے گا؟“ اس کی قوم کے ایک آدمی نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ میں اس کا کام تمام کروں گا، وہ آدمی گئے اور اسے قتل کر ڈالا تو رسول اللہ ﷺ کو اطلاع دی آپ ﷺ نے فرمایا: ((لا ینتطح بها عنزان)) ”اس معاملہ میں دو رائے نہیں ہیں۔“^① اہل المغازی کے ہاں اس کا واقعہ بڑی تفصیل سے بیان ہوا ہے، اس عورت کے قاتل کا نام عمیر بن عدی تھا تو حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے چند اشعار میں ان کی مدح سرائی کی۔^②

بنو وائل، بنو واقف اور خطمہ، بنو خزرج کے علاوہ جب تمہاری بہن نے گریہ زاری سے اپنی ہلاکت کو بلایا تو اموات واقع ہو رہی تھیں، جب اس کے طعنے نے ایک معزز نوجوان کو جھنجھوڑا جو لین دین کے اعتبار سے انتہائی عمدہ ڈھنگ کا مظہر تھا، پس اس نے اسے جسم کے اندرونی خون سے لت پت کر دیا، صبح سے تھوڑی دیر پہلے اور وہ بھاگ نہ سکی، پس تجھے اللہ جنت کی نعمتوں کی ٹھنڈک دے، بہترین داخل ہونے کی جگہ میں۔

① اسے واقدی نے المغازی (۱/ ۱۷۲-۱۷۳) میں منقطع سند سے بیان کیا ہے، ابن سعد (۲/ ۲۷) وغیرہ نے ان کی پیروی کی ہے۔ ابن عدی نے الکامل (۶/ ۱۴۵) خطیب نے تاریخ بغداد (۱۳/ ۹۹) میں محمد بن الحجاج ابو ابراہیم الواسطی از مجالد از شعبی از ابن عباس بیان کرتے ہیں۔ اس سند میں محمد بن الحجاج الواسطی کو متعدد علماء نے جھوٹ اور وضع حدیث سے متہم کیا ہے۔

② الديوان (۱/ ۴۴۹) وسیرۃ ابن ہشام (۲/ ۶۳۷)

الصبارم المسلول علی شاتم الرسول

اس کا قتل رمضان المبارک کے خ اللہ ﷺ معرکہ بدر سے واپس پلٹے ہوئے، جسے امام ابن سعد، امام العسکری، ابو عبید بیان کیا ہے۔ ❶ یہ واقعہ انتہائی مشہور ہے اسے قتل کیا گیا ہے۔

ساتویں حدیث:

ابو عفک یہودی کا قصہ ہے جہے۔ ❷ اس کا طریقہ یہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ میدان بدر کی طرف نکلے او کامرانی عطا فرمائی تو اس نے حسد کیا او انتہائی قبیح جملہ یہ کہا، ان کا معاملہ ایک مہ دو صورتوں میں ہے۔

حضرت سالم بن عمیر رضی اللہ عنہ نے کہے اور امام احمد، ابن سعد نے ذکر کیا ہے روایت ہے لیکن یہ درست ہے کہ یہ ق اور مؤید ہو۔

❶ الأموال لأبي عبید (۲/ ۱۹۴، ح

❷ الصبارم (۲/ ۲۱۱)

❸ واقدی نے المغازی (۱/ ۱۷۴) نے ۱ (۶۳۷-۶۳۵)

الصبارم المسلول علی شاتم الرسول

اس کا قتل رمضان المبارک کے ختم ہونے سے پانچ دن پہلے جب رسول اللہ ﷺ معرکہ بدر سے واپس پلٹے ہوا، یہ واقعہ اصحاب السیر نے بھی نقل کیا ہے جسے امام ابن سعد، امام العسکری، ابو عبید نے الاموال میں اور واقدی وغیرہ نے بیان کیا ہے ①۔ یہ واقعہ انتہائی مشہور ہے اسے رسول اکرم ﷺ کی گستاخی کی وجہ سے قتل کیا گیا ہے۔

ساتویں حدیث :

ابو عفک یہودی کا قصہ ہے جسے اہل مغازی اور سیرت نے نقل کیا ہے ②۔ اس کا طریقہ یہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ کی ہجو کرتا، یہاں تک کہ جب آپ ﷺ میدان بدر کی طرف نکلے اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو زبردست کامرانی عطا فرمائی تو اس نے حسد کیا اور آپ ﷺ کے متبعین کی مذمت کی اور انتہائی قبیح جملہ یہ کہا، ان کا معاملہ ایک سوار چھین گیا، خواہ وہ حرام ہو یا حلال ہر دو صورتوں میں ہے۔

حضرت سالم بن عمیرؓ نے کہا: میں نے اسے قتل کرنے کی نذر مانی ہے اور امام ابن سعد نے ذکر کیا ہے کہ وہ یہودی تھا۔ مگر اہل مغازی کی یہ روایت ہے لیکن یہ درست ہے کہ یہ قصہ تقویت پہنچانے والا، تاکید کرنے والا اور مؤید ہو۔

①۔ الأموال لأبي عبيد (٢/ ١٩٤، حدیث: ٤٨٥)

②۔ الصبارم (٢/ ٢١١)

③۔ واقدی نے المغازی (١/ ١٧٤) میں روایت کیا ہے، دیکھیے: سیرت ابن ہشام (٤/

آٹھویں حدیث:

انس بن زنیم الدیلی کا واقعہ ہے۔ اہل سیر کے ہاں یہ معروف واقعہ ہے، ابن اسحاق اور واقدی وغیرہ نے اسے ذکر کیا ہے۔ ① انس نے بھی رسول اللہ ﷺ کی ہجو کی، قبیلہ خزاعہ کے ایک غلام نے جب اس کی گستاخی سنی تو اسے پتھر مارا، رسول اللہ ﷺ نے اس کا خون رائیگاں قرار دیا تھا، جب اسے معلوم ہوا تو رسول اللہ ﷺ کے پاس معذرت کرتے ہوئے آیا اور آپ ﷺ کی مدح میں ایک قصیدہ کہا:

آپ وہی تو ہیں جو ہدایت یافتہ ہیں آپ کے حکم کی اطاعت ہے

بلکہ اللہ تعالیٰ نے اسے اس کی ہدایت دی اور کہا آپ کے لیے گواہی دے

کسی اونٹنی نے اپنے کجاوے پر ایسا سوار نہیں اٹھایا

جو نیکی اور عہد کی پاس داری میں محمد ﷺ سے زیادہ ہو

جان لیجیے، اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ مجھے پکڑ سکتے ہیں

اور آپ کی دھمکی ہی ہاتھ سے پکڑنے کے مترادف ہے

جان لیجیے! اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ تہام اور منجد کے ہر باشندے

پر قادر ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کو خبر دی گئی کہ میں نے ان کی ہجو کی جبکہ میرا ہاتھ میرے کوڑے سے میری

طرف نہیں بڑھا ②

① سیرۃ ابن ہشام (۴۲۴/۲) مختصراً، و مغازی الواقدی (۷۸۲-۷۹۱/۲)

② السیرۃ میں یوں ہے: ”انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو خبر دی ہے کہ میں نے ان کی ہجو کی ہے، میرا ہاتھ اس وقت بھی میرے کوڑے کی طرف نہیں بڑھا۔

الصبارم المسلول علی شاتم الرسول

سوائے اس کے میں نے کہا: اے نوجوان بربادی

وہ موسم بہار کے انتہائی عمدہ دن میں نحوست سے قتل کیے گئے

میں نے کسی کی عزت پامال نہیں کی اور نہ کسی کا خون بہایا^①

اے حق شناس اور سیدھی راہ کے مسافر ذرا غور کیجیے^②

جب رسول اللہ ﷺ کو اس کا قصیدہ اور معذرت نامہ پہنچا، نوفل بن معاویہ الدیلی نے اس کے بارے میں بات چیت اور سفارش کی اور انس بن زنیہ کو قبیلہ بنو خزاعہ کے آدمی نے پتھر سے زخمی بھی کیا تھا۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”میں نے اس سے چشم پوشی کر لی ہے۔“

نوفل کہنے لگے: میرے ماں باپ آپ ﷺ پر فدا ہوں! پھر انس آئے اور معذرت کی اور کہا لوگوں نے اس پر جھوٹ بولا ہے۔ اس میں دلالت یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قریش سے دس برس کے لیے مصالحت کی اور اس میں خزاعہ اور بنو بکر بھی داخل تھے۔^③ پھر یہ آدمی معاہد (حلیف) تھا جس نے رسول اللہ ﷺ کی ہجو کی جو اس کے بارے میں کہا گیا اور اسے آدمی نے زخمی کیا اگر انہیں معلوم ہو جاتا کہ حلیف نبی ﷺ کی ہجو کرے تو یہ ان چیزوں میں ہے جن سے انتقام واجب ہے وہ ایسا نہ کرتے۔

پھر رسول اللہ ﷺ نے اسی بنا پر اس کے خون کو رائیگاں فرمایا۔ یہ اس

① فی السیرة: ”... لا دیناً فتقت“

② فی السیرة ”تبیین“

❸ بنو خزاعہ رسول اللہ ﷺ کے اور بنو بکر قریش کے حلیف تھے۔

بوسنیا کے مسلمانوں پر سریوں کی (الفاروق، کراچی ص ۱۱-۱۲ ذیقعدہ ۱۴۱۲ھ) نیا طریقہ: کس قدر درندگی کی جاتی رہی ہے: امریکی ٹیلی ویژن نے خبروں کے دوران اپنے ایک تبصرے میں کہا کہ جنگ نہیں لڑی جاتی بلکہ غیر انسانی سلوک سے بھی۔ وہاں ایک خاص مقصد کے تحت عصمت دری کی جاتی ہے کیونکہ

الصبارم المسلول علی شاتم الرسول

بات کی دلیل ہے کہ حربی جو ہجو کرے اس کا خون مباح ہوگا پھر وہ اپنے اشعار میں اسلام کا اظہار کرتا ہے باوجود کہ اس نے اپنی ہجو سے بھی براءت کا اظہار کیا اور اس نے ان لوگوں کی گواہی بھی رد کر دی جنہوں نے اس کے خلاف گواہی دی کیونکہ وہ اس کے دشمن تھے اور ان کے مابین جنگیں اور جھڑپیں ہوتی رہتی تھیں، اس عمل سے اس کا خون مباح نہ ہوتا تو انہوں نے اسے قتل کر لیں ہجو کو سہارا کیوں بنایا؟

پھر اس کے اسلام لانے کے بعد اور اپنی معذرت پیش کرنے کے بعد اور مخبروں کی تکذیب کے بعد اور رسول اللہ ﷺ کی مدح کے بعد، اس نے معافی مانگی کہ اس کا خون بہایا نہ جائے اور معافی اسی وقت ہوتی ہے جب گناہ کے مرتکب کو سزا دینے کا جواز موجود ہو۔^①

اس سے معلوم ہوا کہ وہ اپنے مسلمان ہونے کے باوجود اور معذرت کرنے کے باوجود سزا کا استحقاق رکھتا تھا، مگر رسول اللہ ﷺ نے بردباری اور سخاوت کی وجہ سے اس سے چشم پوشی فرمائی باوجود اس کے کہ یہ عہد بدنہ (جنگ کے بعد صلح یا وقفہ جنگ بندی جس میں فریقین تیاری کرتے ہیں) تھا، عہد جزیہ (زمین کا خراج) نہ تھا اور جو جنگ کے بعد صلح کرتا ہے اور اپنے شہر میں مقیم ہوتا ہے وہ اپنے شہر میں جو چاہے کرے اس کا عہد اسی وقت ٹوٹے گا جب وہ جنگ کرے گا، اس

سے معلوم ہوا کہ ہجو جنگ کی قسم ہے بلکہ اس سے بھی سخت ہے اور جو ہجو کا ارتکاب کرتا ہے اس کے ذمے کی کوئی پاس داری نہیں۔

نویں حدیث ❶ :

ابن ابی سرح کا واقعہ، یہ بھی ان واقعات میں سے ایک ہے جن پر

❶ الصارم (۲/ ۲۶۹)

الصارم المسلول علی شاتم الرسول

اہل علم کا اتفاق ہے اور یہ ان کے ہاں روایت سے مستثنیٰ ہے۔

قصہ یہ ہے کہ فتح مکہ کے روز عبد ا بن عفان کے پاس چھپ گئے۔ حضرت کے سامنے لا کھڑا کیا، عرض کی یا رسول اللہ ﷺ نے سر اوپر اٹھایا اس کی طرف کر رہے تھے، تین بار کے بعد بیعت ک متوجہ ہوئے اور ارشاد فرمایا: "کیا تم میں کوئی دانشمند آدمی نہیں بیعت لینے سے اپنے ہاتھ کو روک صحابہ کرام گویا ہوئے کہ ہمیں کی ذرا آنکھ سے اشارہ فرما دیتے؟ تو رسول "نبی کے یہ لائق نہیں کہ اس کی آ امام ابو داود نے اسے سنن میں نسائی نے بھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کا خون

❶ ابو داود، حدیث (۲۶۸۳) ۲۵۹،

(۳/ ۴۵)، بیہقی (۷/ ۴۰) مسند احمد

والطبرانی عن السدی، عن مصعب بن سعد

ذہبی نے موافقت کی ہے، اسے شیخ ال

السلسلة الصحيحة، حدیث (۱۷۲۳)

الصبارم المسلول علی شاتم الرسول

اہل علم کا اتفاق ہے اور یہ ان کے ہاں اس قدر شہرت یافتہ ہے کہ احاد راویوں کی روایت سے مستثنیٰ ہے۔

قصہ یہ ہے کہ فتح مکہ کے روز عبداللہ بن سعد بن ابی سرح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان کے پاس چھپ گئے۔ حضرت عثمان نے انہیں اچانک رسول اللہ ﷺ کے سامنے لا کھڑا کیا، عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! عبداللہ سے بیعت کیجیے، رسول اللہ ﷺ نے سر اوپر اٹھایا اس کی طرف نگاہ دوڑائی، تین بار دیکھا، ہر مرتبہ انکار کر رہے تھے، تین بار کے بعد بیعت کر لی پھر اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف متوجہ ہوئے اور ارشاد فرمایا:

”کیا تم میں کوئی دانشمند آدمی نہیں، جس وقت میں نے اس سے بیعت لینے سے اپنے ہاتھ کو روک رکھا تو وہ اسے قتل کر دیتا۔“

صحابہ کرام گویا ہوئے کہ ہمیں کیا معلوم آپ کے دل میں کیا ہے؟ آپ ذرا آنکھ سے اشارہ فرما دیتے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”نبی کے یہ لائق نہیں کہ اس کی آنکھ خیانت کرنے والی ہو۔“^①

امام ابو داود نے اسے سنن میں صحیح سند سے بیان کیا ہے، اسی طرح امام نسائی نے بھی۔

رسول اللہ ﷺ نے اس کا خون بھی رائیگاں قرار دیا۔ یہ حضرت عثمان کا

① ابو داود، حدیث (۲۶۸۳، ۴۳۵۹) سنن نسائی (۷/ ۱۰۵ - ۱۰۶) الحاکم (۳/ ۴۵) بیہقی (۷/ ۴۰)

سبھی احمد بن المفضل کی سند سے اور وہ از اسباط بن نصر الہمدانی عن السدی عن مصعب بن

سعد عن ابيه بهـ اس ءءء كو ءاكم نه صءء ءها هـ؁ ذهبى نه موافء ءى هـ؁ اسه شءء
الاسلام اور البانى رحمه الله نه صءء ءها هــ ءءكهفه : السلسله الصءءه؁ ءءء (١٧٢٣)

الصبارم المسلول علی شاتم الرسول

رضاعی بھائی تھا، جب حضرت عثمان نے رسول اللہ ﷺ کے پاس اس کی سفارش کی تو رسول اللہ ﷺ نے اسے چھوڑ دیا، ابن ابی سرح پہلے اسلام لایا پھر مرتد ہو گیا اور مشرکوں سے جا ملا، یہ رسول اللہ ﷺ کا کاتب وحی تھا، جب یہ مشرکوں کے پاس پہنچا تو انہیں کہنے لگا: میں وحی میں جیسے چاہتا تصرف کرتا تھا اور وہ مجھے حکم دیتے کہ میں ان کے لیے کوئی چیز لکھوں، میں انہیں کہتا: اس طرح، اس طرح؟ وہ کہتے: ہاں، یعنی رسول اللہ ﷺ فرماتے: علیم حکیم تو وہ کہتا: عزیز حکیم لکھ لوں تو آپ ﷺ فرماتے: ہاں دونوں یکساں ہیں۔^①

کہا گیا ہے کہ اس شخص کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی:

﴿وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَوْ قَالَ أُوحِيَ إِلَيَّ وَلَمْ يُوحَ إِلَيْهِ شَيْءٌ وَمَنْ قَالَ سَأُنْزِلُ مِثْلَ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ﴾ [الأنعام: ۹۳] ^②

”اور اس سے بڑا ظالم کون ہو سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتا ہے یا وہ کہتا ہے میری طرف وحی کی گئی حالانکہ اس کی طرف کچھ وحی نہیں کی گئی اور جو شخص یہ کہے میں بھی ایسا قرآن اتاروں گا۔“

جیسے اللہ تعالیٰ نے اتارا ہے: اس میں دلالت یہ ہے کہ اس آدمی نے رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ باندھا ہے کہ وہ آپ کی وحی کی تکمیل کرتا اور جو چاہتا ہے وہ لکھتا اور رسول اللہ ﷺ اسے اسی طرح برقرار رکھتے تھے، یہ بھی گستاخی کی ایک قسم ہے، جب اسی طرح کا افترا ایک اور کاتب نے باندھا تو اللہ تعالیٰ

① انظر السيرة (۲ / ۴۰۹) لابن هشام.

② دیکھیے: تفسیر الطبری (۵ / ۲۶۸) أسباب النزول (ص: ۲۵۴) والدر المنثور

ماننے رسول اللہ ﷺ کے پاس اس کی سفارش ردیا، ابن ابی سرح پہلے اسلام لایا پھر مرتد اللہ ﷺ کا کاتب وحی تھا، جب یہ مشرکوں مکہ میں جیسے چاہتا تصرف کرتا تھا اور وہ مجھے چیز لکھوں، میں انہیں کہتا: اس طرح، اس ﷺ فرماتے: علیم حکیم تو وہ کہتا: عزیز حکیم وں یکساں ہیں۔ ارے میں یہ آیت نازل ہوئی:

یٰ عَلٰی اللّٰہِ کَذِبًا اَوْ قَالَ اُوْحٰی

مَنْ قَالَ سَأُنْزِلُ مِثْلَ مَا اُنْزِلَ

لتا ہے جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتا ی کی گئی حالانکہ اس کی طرف کچھ وحی ں بھی ایسا قرآن اتاروں گا۔“ اس میں دلالت یہ ہے کہ اس آدمی نے کہ وہ آپ کی وحی کی تکمیل کرتا اور جو چاہتا سی طرح برقرار رکھتے تھے، یہ بھی گستاخی کی ایک اور ایک کاتب نے باندھا تو اللہ تعالیٰ

الأسباب النزول (ص: ۲۵۴) والدر المنثور

مسٹر مارشل پیرز کے بیان اور انٹرویو کی ”الفاروق“ کراچی ص ۱۱-۱۲ ذیقعد ۱۴۱۳ھ)

یہ ظالمانہ طریقہ: اس کی قدر و قیمت جاتی رہی ہے: ٹی ویژن نے خبروں کے دوران اپنے ایک تبصرے میں کہا: سے جنگ نہیں لڑی جاتی بلکہ غیر انسانی سلوک سے بھی۔ وہاں میں ایک خاص مقصد کے تحت عصمت دری کی جاتی ہے کیونکہ



الصارم المسلول علی شاتم الرسول نے اسے توڑ ڈالا اور اسے انجام سے دو چار کرنے کے لیے موت دے دی جب بھی لوگ اسے دفن کرتے زمین اسے باہر نکال پھینکتی۔ ❶ یہ بھی اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول ﷺ کی گستاخی کا انتقام خود ہی لے لیتا ہے، ابن ابی سرح کا خون کا

حلال ہونا اس کے بعد کہ وہ تائب ہو کر اور مسلمان بن کر آیا اور رسول اللہ ﷺ کا فرمان: ”تم نے اسے قتل کیوں نہیں کیا؟“ پھر اس کے بعد اسے معافی دے دینا، اس بات کی نشانی ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے پاس اختیار ہے کہ اسے قتل کر دیں یا اسے معاف کر دیں، یہ اس بات کی بھی دلیل ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اختیار ہے کہ جو آپ ﷺ کی گستاخی کرے اسے قتل کروا دیں اگرچہ وہ توبہ تائب ہو کر اسلام کی طرف پلٹ آئے۔ یہ بات بھی درست ہے کہ ابن ابی سرح فتح مکہ سے پہلے اسلام کی طرف پلٹ آیا تھا^② اور حضرت عثمان کو کہنے لگا: ”میرا جرم بہت سنگین ہے اور میں توبہ تائب ہو کہ آیا ہوں۔“^③ پھر فتح مکہ کے بعد حضرت عثمانؓ اسے رسول اکرم ﷺ کے پاس لے آئے، لوگ اس کی توبہ کے بعد ٹھنڈے پڑ گئے۔

حالانکہ رسول اللہ ﷺ چاہتے تھے کہ کوئی مسلمان اسی وقت اس کا کام تمام کر دے، آپ ﷺ تھوڑی دیر اس کے مقتول ہونے کا انتظار کرتے رہے، بعض لوگوں نے خیال کیا کہ عنقریب یہ موت کے گھاٹ اتار دیا جائے گا، یہ

①۔ اس کے واقعے کو امام بخاری حدیث (۳۶۱۷) اور امام مسلم حدیث (۲۷۸۱) نے

حضرت انس سے بیان کیا ہے۔

②۔ شیخ الاسلام نے الصارم (۲ / ۲۳۵) میں قطعی طور پر اس کی صحت کو ثابت نہیں کیا ہے،

بلکہ فرمایا: عکرمہ سے مروی ہے اور مزید فرمایا: کچھ نے یہ بھی ذکر کیا ہے ابن ابی سرح دوبارہ مسلمان ہو گئے تھے۔

③۔ المغازی (۲ / ۸۵۵) میں اس کا واقعہ موجود ہے۔

... ہے - (مسٹر مارشل میئر پیرس کے بیان اور انٹرویو کی ... ”الفاروق“ کراچی ص ۱۱-۱۲ ذیقعدہ ۱۴۱۲ھ)

رہنماؤں کا طریقہ:

... کی قدر و قیمت جانتی رہی ہے: ... ٹیلی ویژن نے خبروں کے دوران اپنے ایک تبصرے میں کہا: ... سے جنگ نہیں لڑی جاتی بلکہ غیر انسانی سلوک سے بھی۔ وہاں ... دی ایک خاص مقصد کے تحت عصمت دری کی جاتی ہے کیونکہ



الصبارم المسلول علی شاتم الرسول

سب سے واضح دلیل ہے کہ اس کے اسلام لانے کے بعد اسے قتل کیا جائے گا، جان لیجیے! ابن ابی سرح اور دوسرے عیسائی کاتب رسول اللہ ﷺ پر یہ بہتان تراشنا کہ وہ ان دونوں سے سیکھا کرتے تھے، واضح ترین بہتان ہے۔

رسول اللہ ﷺ صرف وہی کچھ لکھواتے جو اللہ تعالیٰ آپ ﷺ پر نازل فرماتے تھے اور آپ ﷺ کو حکم بھی یہی تھا کہ قرآن کو اسی طرح برقرار رکھیں جیسے اللہ تعالیٰ نے وحی کی ہے اور اس میں تصرف کا کوئی اختیار نہ تھا۔ ❶ بلکہ اسی طرح تصرف فرماتے تھے جیسے اللہ تعالیٰ چاہتے تھے۔

قرآن مجید میں مختلف قراءتیں:

پھر اہل علم کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ ان کاتبوں کی تحریر کو رسول اللہ ﷺ نے برقرار رکھا یعنی جو چیز رسول اللہ ﷺ نے ابتداء نہیں لکھوائی، یا پھر آپ ﷺ نے اس کاتب کو کچھ کہا؟ دو قول ہیں:

۱۔ پہلا قول کہ عیسائی اور ابن ابی سرح نے تو سرتاسر بہتان تراشی کی ہے،

رسول اللہ ﷺ نے جو چیز نہیں لکھوائی اس کو برقرار رکھنا قطعاً ثابت نہیں ہے۔ ② بلکہ ان دونوں نے بہتان تراشی کی ہے تاکہ وہ لوگوں کو رسول اللہ ﷺ سے متنفر کر سکیں۔

۲۔ دوسرا قول کہ رسول اللہ ﷺ اپنے کاتب کو کچھ نہ کچھ کہتے تھے مثلاً آپ

املا کرواتے ہوئے فرماتے تھے: ”سمیعاً بصیراً“ وہ لکھتا: ”سمیعاً علیماً“ آپ ﷺ اسے فرماتے

① في مطبوعة الصارم ولا ينصرف له وما في المختصر اصح.

② في الأصل على كتابة ما غيره...! وهو سهو.

الصارم المسلول على شاتم الرسول

”دَعَّه“ اسے چھوڑ دو وغیرہ۔ ہوتا ہے، آپ ﷺ اسے فرماتے ان میں ہر ایک درست ہے اور قرآن سات حروف میں اتارا گ کہیں عزیز حکیم یا غفور رحیم تو و آیت پر اور عذاب والی آیت پ احادیث اس پر دلالت قرآن مجید اتارا گیا یہ ہے کہ ان اسماء میں بدل جائز ہے، تو سے کوئی اسم پڑھ لے اور رسو جسے چاہے ان حروف میں لکھ کی قراءت کی ہوتی تو آپ کیونکہ آپ ﷺ بکثرت دو فرماتے تھے: ”ہاں دونوں ال نازل ہوئی تو آپ ﷺ اسے

① اسے احمد (۳/۲۲۵، ۲۲۶)

۱۲۰ - ۱۲۱) میں بیان کیا ہے، اسے بیان کیا ہے، شیخ الاسلام رح

② یہ حدیث متواتر احادیث میں

اس کی تخریج کی ہے ، اس کی مذکورہ الفاظ مختلف متعدد مرویا ۱۶۳) المرشد الوجیز (ص

الصبارم المسلول علی شاتم الرسول

"دَعُهُ" اسے چھوڑ دو وغیرہ ❶ اور کبھی کبھار ان دونوں حرفوں میں ہر حرف نازل ہوتا ہے، آپ ﷺ اسے فرماتے اس طرح لکھ اور اگر تو چاہے تو اس طرح لکھ ان میں ہر ایک درست ہے اور رسول اللہ ﷺ سے یہ صراحت موجود ہے کہ قرآن سات حروف میں اتارا گیا ہے ہر حرف کافی و شافی ہے، اگر آپ ﷺ کہیں عزیز حکیم یا غفور رحیم تو درست ہے جب تک رحمت کی آیت عذاب کی آیت پر اور عذاب والی آیت رحمت پر ختم نہ ہو۔ ❷

احادیث اس پر دلالت کرتی ہیں کہ سب سے مراد، جس سے قرآن مجید اتارا گیا یہ ہے کہ ایک آیت کے اختتام پر اللہ تعالیٰ کے جو اسماء ہیں ان اسماء میں بدل جائز ہے، قاری کو اختیار ہے کہ وہ قراءت میں ان اسماء میں سے کوئی اسم پڑھ لے اور رسول اللہ ﷺ بھی ان حروف میں اختیار دیتے کہ وہ جسے چاہے ان حروف میں لکھ لے اور بسا اوقات رسول اللہ ﷺ نے ایک حرف کی قراءت کی ہوتی تو آپ ﷺ سے کہا جاتا کہ اس طرح بھی درست ہے، کیونکہ آپ ﷺ بکثرت دو حرفوں میں سے اختیار دے دیتے تھے اور ارشاد فرماتے تھے: "ہاں دونوں الفاظ برابر ہیں" کیونکہ آیت اکٹھی دونوں حرفوں پر نازل ہوتی تو آپ ﷺ اسے برقرار رکھتے۔

❶ اسے احمد (۳/ ۲۲۵ - ۲۲۶) نے ثابت از انس سے بیان کیا ہے۔ پھر اسی طرح (۳/ ۱۲۰ - ۱۲۱) میں بیان کیا ہے، ابن حبان نے الاحسان (۶۲/۲) میں حمید از انس کی سند سے بیان کیا ہے، شیخ الاسلام نے اس کی سند کو صحیح قرار دیا ہے۔ (۲/ ۲۴۲) ❷ یہ حدیث متواتر احادیث میں شمار ہوتی ہے، کتب صحاح، سنن اور مسانید کے مؤلفین نے اس کی تخریج کی ہے، اس کی بعض سندوں میں کچھ زائد الفاظ اور اضافے بھی ہیں اور مذکورہ الفاظ مختلف متعدد مرویات سے اخذ کردہ ہیں، دیکھیے: قطف الأزہار (ص: ۱۶۳) المرشد الوجیز (ص: ۷۷ - ۹۵ لأبی شامة)

... یہ بوسنیا میں سربوں کے جبر کے بیان اور اس کی ("الفاروق" کراچی ص ۱۱-۱۲ ذیقعد ۱۴۱۲ھ) سفاکانہ طریقہ: اس کی قدر و قیمت جانی رہی ہے: ٹیلی ویژن نے خبروں کے دوران اپنے ایک تبصرے میں کہا میں جنگ نہیں لڑی جاتی بلکہ غیر انسانی سلوک سے بھی۔ وہاں بھی ایک خاص مقصد کے تحت عصمت دری کی جاتی ہے کیونکہ ❀ ❀ ❀

الصبارم المسلمول علی شاتم الرسول پھر اللہ تعالیٰ نے ان میں سے بعض حروف کو اس وقت منسوخ کر دیا جب حضرت جبریل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ سے رمضان المبارک میں قرآن مجید کا دور کرتے تھے اور عرضہ اخیرہ (آخری دور) میں قرآن مجید کی قراءت حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی قراءت پر روک دی گئی اور اسی قراءت کو آج بھی پڑھا جاتا ہے اسی قراءت پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم نے لوگوں کو جمع کیا، ایک دوسری سند سے یوں بھی مروی ہے۔ ① کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کرتا کہ میں تعلمون لکھوں یا تفعلون تو آپ ﷺ ارشاد فرماتے: اس میں سے جو چاہے وہ لکھ لے، اللہ تعالیٰ اسے درست لکھنے کی توفیق عطا فرما دیتے اور وہ ان دونوں حرفوں میں سے جو اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند ہوتا وہ لکھ دیتے بشرطیکہ وہ دونوں اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ ہوں یا پھر وہی لکھتے جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہوتا، رسول اللہ ﷺ کی طرف سے یہ اختیار اس بات کی علامت ہے کہ جو نازل کیا گیا ہے اس میں وسعت ہے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے قرآن کی حفاظت میں وثوق ہے۔ ② اور اس بات کی نشانی ہے کہ آپ ﷺ صرف وہی لکھتے ہیں جو نازل کیا جاتا ہے، یہ اس کتاب، جس کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے اٹھا رکھی ہے، میں کوئی منکر چیز نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کتاب کی ضمانت دی ہے کہ باطل نہ تو اس کے سامنے سے آسکتا ہے اور نہ ہی اس کے پیچھے سے۔ بعض علماء نے اس کی ایک تیسری توجیہ بھی پیش کی ہے کہ کاتب بسا اوقات

① امام احمد نے اسے الناسخ والمنسوخ میں بیان کیا ہے ، جیسا کہ الصارم (۲/ ۲۴۵) میں ہے۔ امام احمد اور ابن ابی حاتم نے اس کی سند بیان کی ہے ، جیسا کہ الدر المنثور (۳/ ۵۵) میں مختصر طور پر مروی ہے ، اس کی سند ارسال کے ساتھ سخت ترین ضعیف بھی ہے۔ ② کذا استظهرت ، والكلمتان غیر محررتین فی النسخة ، وفي الصارم "أو ثقة بحفظ الله..."

الصارم المسلول علی شاتم الرسول رسول الله ﷺ سے آیت سنتا حتی سے استدلال کرتے ہوئے اس ک وظیفہ ہوتا ہے وہ اسے لکھتا اور آپ ﷺ ارشاد فرماتے : ”اسی ط جیسے اسی طرح کا اتفاق میں ہے :

﴿فَتَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْ

شیخ الاسلام فرماتے ہیں ہ

دسویں حدیث :

دو لونڈیاں جو رسول اللہ اہل سیرت کے ہاں یہ کی دو لونڈیاں ، جو رسول اللہ ص میں سے ایک قتل کی گئی اور دو دی گئی ، اسے محمد بن عائذ ، ابن

① اسے طیالسی نے مسند (ص ۱ بحوالہ الدر المنثور (۵/ ۱۲) نے نے اپنے رب کی چار چیزوں اسے طبرانی (الکبیر ۱۱ / ۳ بیان کیا ہے۔ اس کی سند میں ② الصارم (۲ / ۲۳۹) ③ دیکھیے : مغازی الواقدی)

الصبارم المسلول علی شاتم الرسول

رسول اللہ ﷺ سے آیت سنتا حتی کہ ایک یا دو کلمے باقی رہ جاتے تو وہ باقی حصے سے استدلال کرتے ہوئے اس کی تکمیل کر دیتا جیسا ایک ذہین اور حاذق آدمی کا وظیفہ ہوتا ہے وہ اسے لکھتا اور پھر اس کی قراءت رسول اللہ ﷺ پر کرتا آپ ﷺ ارشاد فرماتے: ”اسی طرح اتارا گیا ہے۔“

جیسے اسی طرح کا اتفاق حضرت عمرؓ بن خطاب سے بھی اس فرمان میں ہے: ﴿فَتَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ﴾ [المؤمنون: ۱۴] ❶

شیخ الاسلام فرماتے ہیں پہلا قول سب سے عمدہ قول ہے۔

دسویں حدیث ★:

دو لونڈیاں جو رسول اللہ ﷺ اور بنی ہاشم کے خلاف ہجو کرتی تھیں ❷

اہل سیرت کے ہاں یہ مشہور و معروف ہے، رسول اللہ ﷺ نے ابن خطل کی دو لونڈیاں، جو رسول اللہ ﷺ کی ہجو کرتی تھیں، کے قتل کا حکم صادر فرمایا، ان میں سے ایک قتل کی گئی اور دوسری روپوش ہو گئی، یہاں تک کہ اسے جان کی امان دی گئی، اسے محمد بن عائذ، ابن اسحاق اور عبداللہ بن حزم نے نقل کیا ہے۔

❶ اسے طیالسی نے مسند (ص: ۹، رقم: ۴۱) میں ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور ابن عساكر

بحوالہ الدرر المنثور (۵/ ۱۲) نے از انس از عمر بیان کیا ہے کہ حضرت عمر نے فرمایا: ”میں نے اپنے رب کی چار چیزوں میں موافقت کی ہے، جس میں یہ آیت بھی شامل ہے۔“

اسے طبرانی (الکبیر ۱۱/ ۴۳۹) ابن مردویہ بحوالہ: الدرر (۵/ ۱۴) ابن عباس سے بیان کیا ہے۔ اس کی سند میں کلام ہے۔ دیکھیے: مجمع الزوائد (۹/ ۷۱)

۲۰ • الصارم (۲ / ۲۳۹)

۳۰ • دیکھیے : مغازی الواقدی (۲ / ۸۵۹) و سیرۃ ابن هشام (۲ / ۴۰۹ - ۴۱۰)

الصبارم المسلول علی شاتم الرسول

ایک قول یہ بھی ہے کہ دونوں لونڈیاں ابن خطل کی تھیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابن خطل کے ساتھ ان کا بھی کام تمام کر دیا جائے اور ان دونوں کے واقعہ پر اہل سیرت کا اتفاق ہے اور مشہور واقعہ ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ محض کفر اصلی کی بنیاد پر کسی عورت کو جان بوجھ کر قتل کرنا بالاجماع جائز نہیں ہے اور رسول اللہ ﷺ کی یہ سنت بھی معروف ہے کہ آپ ﷺ عورتوں اور بچوں کے قتل سے منع فرمایا۔^①

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان دونوں عورتوں کو اس وجہ سے قتل کرنے کا حکم دیا کہ یہ اپنے اشعار میں ہجو کیا کرتی تھیں اور جو رسول اللہ ﷺ کی ہجو کرے اور آپ ﷺ کی گستاخی کرے وہ ہر حالت میں واجب القتل ہے۔

گیارہویں حدیث:

رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے سال مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے اور آپ ﷺ کے سر پر لوہے کا خود (ٹوپی) تھی۔ جب آپ ﷺ نے اسے اتارا، ایک آدمی آیا اور کہنے لگا: ابن خطل کعبہ کے پردہ سے لٹکا ہوا ہے۔ ارشاد فرمایا: ”اسے قتل کر ڈالو۔“ یہ واقعہ بھی انتہائی معروف ہے، صحیح بخاری اور مسلم میں موجود ہے اور وہ مقتول ہو گیا۔^② اس کا جرم یہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے عامل زکوٰۃ بنا کر بھیجا اور اس

① ان میں سے صحیح بخاری حدیث (۳۰۱۴) و مسلم حدیث (۱۷۴۴) کی حدیث جو حضرت عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ”عورتوں اور بچوں کے قتل سے منع فرمایا، جب آپ نے بعض جنگوں میں کسی مقتول عورت کو دیکھا۔“^② البخاری، رقم (۱۸۴۶) و مسلم، رقم (۱۱۵۷) من حدیث انس۔

گئی۔ (مسٹر مارشل بیریز کے بیان اور انٹرویو کی مجلہ ”الفاروق“ کراچی ص ۱۱-۱۲ ذیقعد ۱۴۱۳ھ)
 دکھانا، طریقہ: اس کی قدر و قیمت جاتی رہی ہے: ٹیلی ویژن نے خبروں کے دوران اپنے ایک تبصرے
 میں کہا: سے جنگ نہیں لڑی جاتی بلکہ غیر انسانی سلوک سے بھی۔ وہاں کی ایک خاص مقصد
 کے تحت عصمت دری کی جاتی ہے کیونکہ ***

ن لونڈیاں ابن خطل کی تھیں، رسول اللہ ﷺ کا بھی کام تمام کر دیا جائے اور ان دونوں کے اور
 مشہور واقعہ ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو جان بوجھ کر قتل کرنا بالاجماع جائز نہیں ہے معروف
 ہے کہ آپ ﷺ عورتوں اور بچوں

ہی دونوں عورتوں کو اس وجہ سے قتل کرنے کا کرتی تھیں اور جو رسول اللہ ﷺ کی ہجوئے وہ ہر
 حالت میں واجب القتل ہے۔

ل مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے اور آپ ﷺ ب آپ ﷺ نے اسے اتارا، ایک آدمی سے لٹکا ہوا ہے۔

صحیح بخاری اور مسلم میں موجود ہے اور وہ

ملم نے اسے عامل زکوٰۃ بنا کر بھیجا اور اس (۳۰۱۴) و مسلم حدیث (۱۷۴۴) کی ہے کہ رسول اللہ
 ﷺ نے ”عورتوں اور بچوں وں میں کسی مقتول عورت کو دیکھا۔“ (۱۱۵۷) من حدیث انس۔

الصّارم المسلول علی شاتم الرّسول کی خدمت میں ایک خادم بھی روانہ کیا اسے اپنے ساتھی پر اس
 وجہ سے غصہ آ گیا کہ اس نے اس کے لیے کھانا تیار نہیں کیا تو اس نے اپنے خادم کو قتل کر دیا، پھر
 اسے اندیشہ لاحق ہوا کہ اسے بھی قصاصاً قتل کیا جائے گا، اس لیے یہ مرتد ہو گیا اور اونٹوں کو بانک
 کر لے گیا اور رسول اللہ ﷺ کی ہجو کرنے لگا، اپنی لونڈیوں کو حکم دیتا وہ اس ہجو کو گاتیں۔

گویا تین جرائم اس کے خون کو مباح کر گئے؛ جان کا قتل، ارتداد اور ہجو۔ اسے قتل کرنا ممکن نہیں تھا کیونکہ اس پر قصاص تھا۔ اس لیے چاہیے یہ تھا کہ وہ مقتول کے اولیاء، قبیلہ خزاعہ کے سپرد کیا جاتا یا تو وہ اسے قتل کرتے، یا معاف کر دیتے یا پھر دیت لے لیتے۔

محض ارتداد کی بنا پر بھی قتل درست نہیں تھا کیونکہ مرتد سے توبہ کروائی جائے گی اور اگر وہ مہلت مانگے تو اسے مہلت بھی دی جائے گی اور یہ ابن خطل اپنے گھر سے بھاگا پناہ طلب کرتے ہوئے، امان چاہتے ہوئے، جنگ ترک کرتے ہوئے، اسلحہ پھینکتے ہوئے مگر ان سب چیزوں کے جاننے کے باوجود رسول اللہ ﷺ نے اس کے قتل کا حکم دیا اور جو صرف مرتد ہوتا تھا آپ ﷺ کا یہ طریقہ نہ ہوتا کہ اسے قتل کر دیا جائے لہذا ثابت ہوا کہ یہ قتل کا حکم ہجو اور گستاخی کی وجہ سے تھا۔

بارہویں حدیث:

رسول اللہ ﷺ نے اپنی گستاخی کی وجہ سے ایک جماعت کے قتل کرنے کا حکم ارشاد فرمایا اور اسی بنا پر ایک جماعت کو موت کے گھاٹ اتارا بھی گیا باوجود کہ آپ ﷺ نے ان لوگوں، جو ان کے قائم مقام کافر اور جنگجو تھے، سے چشم پوشی بھی فرمائی، جس طرح کہ پہلے حضرت ابن المسیب کے حوالے سے گزر چکا

الصبارم المسلول علی شاتم الرسول

ہے کہ آپ ﷺ نے فتح مکہ کے روز ابن الزبیری کے قتل کا حکم ارشاد فرمایا۔^①

امام ابن اسحاق رقمطراز ہیں :

جب رسول اللہ ﷺ طائف سے پلٹ کر مدینہ تشریف لائے تو بجیر بن زبیر نے اپنے بھائی کعب بن زبیر کو خط لکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے مکہ میں ان لوگوں کو قتل کروا دیا ہے۔^② جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی ہجو کی اور آپ ﷺ کو اذیت پہنچائی اور قریش کے جو شعرا مثلاً ابن الزبیری اور ہبیرہ بن ابی وہب وہ ادھر ادھر بھاگ چکے ہیں، ابن الزبیری نے تو نجران کا رخ کیا، پھر اسلام قبول کر کے رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور اس نے اپنی توبہ اور معذرت میں انتہائی عمدہ اشعار کہے آپ ﷺ نے گستاخی کی وجہ سے اس کے خون کو رائیگاں قرار دیا، باوجود یہ کہ آپ ﷺ نے سبھی اہل مکہ کو امان دی ہے ہاں وہ شخص جس کا جرم اسی کے مثل تھا۔

ان لوگوں میں سے عبداللہ بن ابی امیہ بن المغیرہ اور ابوسفیان بن الحارث بن عبد المطلب تھے اور اس کا رسول اللہ ﷺ کی ہجو میں واقعہ مشہور ہے۔^④ حالانکہ ابوسفیان آپ ﷺ کا رضاعی بھائی تھا، حضرت حلیمہ نے اسے بھی دودھ پلایا، مگر رسول اللہ ﷺ اپنی ہجو اور اپنے صحابہ کرام کی ہجو کی وجہ سے اس

① ابن سعد نے اسے الطبقات (۲/ ۱۴۱) میں ذکر کیا ہے۔ شیخ الاسلام الصبارم (۲/ ۲۶۷) میں فرماتے ہیں: سعید بن المسیب کی مراسیل عمدگی کی انتہا کو پہنچی ہوئی ہیں، بعض اہل مغازی اسے ذکر نہ کریں تو یہ اسے نقصان نہیں دیتی، یعنی ابن الزبیری کا قصہ۔ اور جو کسی چیز کو ثابت کرے اسے ذکر کرے وہ اس کے خلاف حجت ہے، جو اسے ثابت نہیں رکھتا۔

② دیکھیے: السیرۃ النبویۃ لابن ہشام (۲/ ۵۰۱)

③ وقع في الأصل رجلاً وهو سهو.

④ دیکھیے : المغازي للواقدي (٢/ ٨٠٦ - ٨١٠) و السيرة (٢/ ٤٠٠ ، ٤٠١) اشعار اس میں ہیں۔

الصبارم المسلول علی شاتم الرسول

کے خون کو بھی رائیگاں قرار دیا ہے، یہاں تک وہ آیا اور معذرت کی اور اسلام قبول کیا، حضرت عباس جو رسول اللہ ﷺ کے چچا تھے اور حضرت علیؓ اور دیگر کو اپنا سفارشی بنایا، پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اپنے اسلام اور معذرت کے حوالے سے اشعار کہے یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کا دل پسینہ ہو گیا۔

لعمرك إني يوم أحمل راية

لتغلب خيل اللات خيل محمد

لكالمدلج الحيران أظلم ليله

فهذا أواني حين أهدى وأهتدي

هداني هاد غير نفسي ودلني

على الله من طردت كل مطرد

تیری عمر کی قسم! میں نے ایسے دن جھنڈا اٹھایا

جب لات کے شہسوار محمد ﷺ کے شہسواروں پر غالب آگئے

جیسے سرگرداں رات کو چلنے والا جب رات انتہائی گہری ہو جائے

یہ میرا ایسا وقت ہے جب مجھے ہدایت کی گئی اور میں ہدایت یافتہ ہو گیا

میرے ضمیر کے علاوہ مجھے کسی اور نے راہنمائی کی

اللہ کی طرف، میں علیحدہ ہو گیا ہر حقیر چیز سے

اور باقی اشعار بھی ذکر کیے۔

ایک روایت میں یوں ہے، ❶ کہا: ہم نے رسول اللہ ﷺ سے اندر آنے کی اجازت چاہی تو آپ ﷺ نے اجازت نہ دی، رسول اللہ ﷺ کی بیوی حضرت ام سلمہ نے عبداللہ بن ابی امیہ اور ابوسفیان بن الحارث کے بارے میں گفتگو کی کہا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ کا ازواجی رشتہ ہے، آپ ﷺ کی پھوپھی

• ❶ اسے واقدی نے مغازی میں بیان کیا ہے۔ (۸۱۰ / ۲)

... (مسٹر مارشل بیرلز کے بیان اور انٹرویو کی رو سے ”الفاروق“ کراچی ص ۱۱-۱۲ ذیقعد ۱۴۱۴ھ)

شرمناک طریقہ:

اس کی قدر و قیمت جاتی رہی ہے:

ٹیلی ویژن نے خبروں کے دوران اپنے ایک تبصرے میں کہا: سے جنگ نہیں لڑی جاتی بلکہ غیر انسانی سلوک سے بھی۔ وہاں کی ایک خاص مقصد کے تحت عصمت دری کی جاتی ہے کیونکہ

76 الصارم المسلول علی شاتم الرسول

کا بیٹا ہے، آپ کے چچا کا بیٹا ہے اور آپ کا بھائی ہے، اللہ تعالیٰ ان دونوں کو مسلمان بنا کر لایا ہے اور آپ ﷺ کے ساتھ مل کر بدبخت نہیں ہو سکتے، آپ ﷺ نے ان لوگوں کو بھی معافی دی ہے جن کا جرم ان دونوں کے جرم سے سنگین تھا اور آپ ﷺ لوگوں میں سے سب سے زیادہ ان کے جرم کو معاف کرنے والے ہیں، آپ ﷺ نے جواباً فرمایا: ”اس نے مجھے بے عزت کیا ہے، مجھے اس کی ضرورت نہیں۔“

جب یہ بات ابوسفیان تک پہنچی، اس کے ساتھ اس کا بیٹا بھی تھا۔ تو کہنے لگا، اللہ کی قسم! وہ میری معذرت کو قبول کرے گا یا پھر میں اپنے بیٹے کے ہمراہ صحرا میں بھوکا اور پیاسا تڑپ تڑپ کر جان دے دوں گے۔ آپ ﷺ تو لوگوں میں سے سب سے زیادہ بردبار ہیں، سب سے زیادہ احترام کرنے والے ہیں، رسول اللہ ﷺ کا دل اسی وقت پسیج گیا، آپ ﷺ نے اجازت مرحمت فرما دی اور وہ دونوں مسلمان ہو گئے اور ان کا اسلام انتہائی عمدہ رہا۔

عبداللہ بن ابی امیہ طائف میں مقتول ہو گئے اور ابوسفیان خلافت عمر رضی اللہ عنہ میں مدینہ منورہ میں انتقال فرمایا، رضی اللہ عنہما، وجہ دلالت یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابوسفیان بن الحارث کا خون رائیگاں قرار دیا، حالانکہ دیگر سرداران قریش جو جہاد کے خلاف اپنی جانوں اور اموال کو خوب خوب پیش کرتے تھے، کا خون رائیگاں قرار نہیں دیا۔ ابوسفیان کا جرم رسول اللہ ﷺ کی گستاخی اور ہجو کے علاوہ اور کچھ نہ تھا، پھر وہ مسلمان ہو گئے اور آپ ﷺ پھر بھی اس سے اعراض کرنے لگے، حالانکہ آپ ﷺ کا طرز عمل تو یہ تھا کہ آپ ﷺ کنارہ کشی کرنے والوں سے الفت ڈالنے کی جستجو کرتے، ابوسفیان تو آپ ﷺ کے خاندان کا آدمی تھا! معلوم ہوا کہ اس نفرت کا سبب توہین رسالت تھا، جیسا کہ

الصارم المسلول علی شاتم الرسول

حدیث میں اس کی تفصیل موجود ہے اسی طرح فتح مکہ کے روز چھ ”ابن ابی سرح، ابن خطل، الحو ابوسفیان کا واقعہ ان لوگوں بیان کیا ہے۔ ❶ اور ان میں سے اکثر سے مروی ہو بالخصوص جو اس کا اہت ہے، بلکہ اہل مغازی کے ہاں بعض جو ایک ایک سند سے مروی ہے۔ - اسی طرح عقبہ بن ابی معیط ک اور وہ سوال کرتا: اے جماعت قریش پیاسا رکھ کر مارا جا رہا ہوں؟ رسول ”تیرا رسول اللہ ﷺ سے کفر اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ

❶ • جب اس نے کہا: اس نے تو میری

ہے۔ المغازی (۲ / ۸۱۰)

❷ • دیکھیے: المغازی (۲ / ۸۲۵) دوس

کو نامزد فرما کر قتل کرنے کا حکم دیا تھ میں متفرق روایات سے انہیں جمع فرم

❸ • اصحاب المغازی میں زہری، ابن ع

• 4 ان الفاظ سے بزار نے حضرت م

(۲ / ۳۲۰) یحییٰ بن سلمہ بن کہیل ا کے قتل کا واقعہ مشہور ہے جسے اہل م

... (مسٹر مارشل بیرٹز کے بیان اور انٹرویو کی ماہنامہ ”الفاروق“ کراچی، ص ۱۱-۱۲ ذیقعدہ ۱۴۱۴ھ)

گھناؤنا طریقہ:

اس کی قدر و قیمت جاتی رہی ہے: ٹیلی ویژن نے خبروں کے دوران اپنے ایک تبصرے میں کہا: سے جنگ نہیں لڑی جاتی بلکہ غیر انسانی سلوک سے بھی۔ وہاں کی ایک خاص مقصد کے تحت عصمت دری کی جاتی ہے کیونکہ



الصارم المسلول علی شاتم الرسول

آپ کا بھائی ہے، اللہ تعالیٰ ان دونوں کو م کے ساتھ مل کر بدبخت نہیں ہو سکتے، وہی ہے جن کا جرم ان دونوں کے جرم سے سے سب سے زیادہ ان کے جرم کو معاف فرمایا:، مجھے اس کی ضرورت نہیں۔“ تی، اس کے ساتھ اس کا بیٹا بھی تھا۔ تو کو قبول کرے گا یا پھر میں اپنے بیٹے کے ب کر جان دے دوں گے۔ آپ ﷺ تو سب سے زیادہ احترام کرنے والے ہیں، لیا، آپ ﷺ نے اجازت مرحمت فرما دی اسلام انتہائی عمدہ رہا۔

مقتول ہو گئے اور ابو سفیان خلافت عمر رضی اللہ عنہا، وجہ دلالت یہ ہے کہ رسول خون رائیگاں قرار دیا، حالانکہ دیگر سرداران اور اموال کو خوب خوب پیش کرتے تھے، کا جرم رسول اللہ ﷺ کی گستاخی اور ہجون ہو گئے اور آپ ﷺ پھر بھی اس سے کا طرز عمل تو یہ تھا کہ آپ ﷺ کنارہ کی جستجو کرتے، ابو سفیان تو آپ ﷺ کے نفرت کا سبب تو بین رسالت تھا، جیسا کہ

الصارم المسلول علی شاتم الرسول

حدیث میں اس کی تفصیل موجود ہے۔ ❶ اسی طرح فتح مکہ کے روز چھ آدمیوں کو قتل کرنے کا حکم جاری فرمایا: ”ابن ابی سرح، ابن خطل، الحویرث، مقیس، عکرمہ اور ہبار۔“ ❷

ابو سفیان کا واقعہ ان لوگوں سے زیادہ مشہور ہے، اسے کئی محدثین نے بیان کیا ہے۔ ❸ اور ان میں سے اکثر مرسل ہیں اور مرسل جب کئی مختلف سندوں سے مروی ہو بالخصوص جو اس کا اہتمام کرے اس کی مرسل مسند کی طرح ہوتی ہے، بلکہ اہل مغازی کے ہاں بعض مشہور چیزیں ان سے زیادہ مضبوط ہوتی ہیں جو ایک ایک سند سے مروی ہے۔

اسی طرح عقبہ بن ابی معیط کو اتنا بھوکا اور پیاسا قید رکھا گیا کہ وہ مارا گیا اور وہ سوال کرتا: اے جماعت قریش! میں نے کیا جرم کیا ہے میں تو بھوکا اور پیاسا رکھ کر مارا جا رہا ہوں؟ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے: ”تیرا رسول اللہ ﷺ سے کفر کرنا اور بہتان تراشی کرنا۔“ ❹

اسی طرح حضرت علیؓ نے نضر بن الحارث کو گستاخی رسول اللہ ﷺ کی

• ❶ جب اس نے کہا: اس نے تو میری توہین کی ہے، لہذا مجھے ان دونوں کی ضرورت نہیں

ہے۔ المغازی (۲ / ۸۱۰)

• ❷ دیکھیے: المغازی (۲ / ۸۲۵) دوسری روایات میں صراحت موجود ہے کہ آپ نے ان

کو نامزد فرما کر قتل کرنے کا حکم دیا تھا۔ حافظ ابن حجرؒ نے الفتح (۷ / ۶۰۴، ۶۰۵) میں متفرق روایات سے انہیں جمع فرمایا ہے۔

• ❸ اصحاب المغازی میں زہری، ابن عقبہ، ابن اسحاق، واقدی اور اموی شامل ہیں۔

• ❹ ان الفاظ سے ہزار نے حضرت عبداللہ بن عباس کی حدیث بیان کی ہے۔ الکشف

(۲ / ۳۲۰) یءی بن سلمه بن كهیل اسے بیان كرنے میں مءفرد هے اور وه ضعیف هے ، اس كے قءل كا واقعه مشهور هے جسے اهل مغازی نے بیان كیا هے -

الصارم المسلول علی شاتم الرسول

وجہ سے بھوکا اور پیاسا قیدی رکھ کر مار ڈالا۔ ①

اس میں یہ ثبوت ہے کہ جنگ بدر کے دو قیدی گستاخی رسول ﷺ کی وجہ سے واجب القتل قرار پائے اور فتح مکہ کے بعد ان لوگوں کو قتل کرنے کا حکم ارشاد فرمایا جو آپ ﷺ کی ہجو (توہین) کرتے تھے خواہ وہ قریشی ہو یا دیگر اہل عرب۔

اسی طرح ایک نے رسول اللہ ﷺ کی گستاخی اور ہجو کی تو اسے ایک عبقری جن نے موت کی بھینٹ چڑھا دیا اور یہ قاتل جن مسلمان تھا، رسول اللہ ﷺ نے اس واقعہ کی لوگوں کو خبر دی۔ ②

اسی طرح ابو رافع بن ابی الحقیق یہودی کا قتل تھا، اس کا واقعہ بھی مشہور ہے اور صحیح بخاری میں مروی ہے۔ ③

یہ سبھی احادیث اس بات کی نشان دہی کرتی ہیں کہ جو رسول اللہ ﷺ کی ہجو کرے گا اور گستاخی کرے گا اسے قتل کیا جائے گا اور اس قتل پر لوگوں کو ابھارا جائے گا۔

تیرہویں حدیث : ④

اس واقعہ کو امام ابو القاسم عبد اللہ بن محمد البغوی اور ابو احمد ابن عدی نے الکامل میں بیان کیا ہے۔ ⑤ کہ مدینہ منورہ سے دو میل کے فاصلے پر بنولیت کا

① دیکھیے : المغازی للواقدي (۱۰۶/۱۰۷)

② دیکھیے : الصارم (۲/۲۹۱، ۲۹۲)

③ صحیح البخاری، رقم (۳۰۲۲، ۳۰۲۳، ۴۰۳۸)

④ الصارم (۲/۳۲۳)

⑤ الکامل لابن عدی (٤/٥٣، ٥٤) ابن عدی نے یہ واقعہ بیان کیا ہے اور اسے صالح

بن حیان قرشی کوفی کی مناکیر میں شامل کیا ہے اور اس کے بعد کہا: "یہ قصہ میں اسے

صرف اسی سند جانتا ہوں۔" یعنی حجاج الشاعر کی سند سے کہ حدثنا زکریا بن عدی

حدثنا علی بن مسهر از صالح بن حیان از ابن بریدۃ از اُبیہ.

الصبارم المسلمول علی شاتم الرسول

قبیلہ تھا، ان میں سے ایک آدمی نے زمانہ جاہلیت میں ان کی کسی عورت سے منگنی کی مگر انہوں نے اسے شادی نہ کرنے دی۔ یہ ان کے پاس ایک قیمتی جوڑا (حُلہ) لے کر گیا اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے یہ حُلہ پہنا کر بھیجا ہے اور مجھے ارشاد بھی فرمایا ہے کہ میں تمہارے خون (قتل) اور اموال کا فیصلہ کیا کروں، پھر یہ اس عورت کے گھر والوں کے پاس گیا، جس سے محبت کرتا تھا تو ان لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کی طرف قاصد روانہ کر کے حقیقت حال معلوم کرنے کی کوشش کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”اللہ تعالیٰ کے دشمن نے جھوٹ بولا۔“

پھر ایک آدمی کو اس کی طرف روانہ کیا اور فرمایا:

”اگر وہ تجھے مل جائے تو اسے قتل کر ڈالنا اور اگر وہ مر جائے تو اسے آگ میں جلا دینا۔“

پھر ارشاد فرمایا:

”جو شخص جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ بولتا ہے وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لے۔“

اس کی سند صحیح کی شرط پر ہے، اس کی کوئی علت بھی معلوم نہیں۔^① اس واقعہ کا ایک شاہد (تائیدی روایت) بھی ہے، مگر اس میں ہے:

①۔ یہ شیخ الاسلام کا وہم ہے اس کی وجہ صالح بن حیان قرشی اور صالح بن حی کے درمیان

تفریق نہ کرنے کا نتیجہ ہے، بعض نے حیان کہا ہے۔ ثقہ راوی ہے، اسی وہم کی نشان دہی زمانہ قدیم میں حافظ ذہبی نے سیر أعلام النبلاء (۷/۳۷۳، ۳۷۴) میں کی ہے: کہا: ہمارے شیخ ابو العباس نے

اٲنى ءتاب ”الصارم المسلول“ مى صالء بن ءىان ءى اس ءءىء ٲر اعءماء ءىا هے اور اسے قوى قرار ءىا هے۔ اس مى ان ءا وءم هے۔

ءىءهے : المىزان (٧ / ٢)

الصبارم المسلول علی شاتم الرسول

”اسے مت جلانا کیونکہ آگ سے عذاب آگ کا پروردگار ہی دے سکتا ہے۔“^①

اس حدیث کے بارے میں لوگوں کے دو اقوال ہیں:

۱۔ پہلا قول یہ ہے اس حدیث کے ظاہر کو لیتے ہوئے عمل کیا جائے گا، یعنی جو عمداً

رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ بولے گا اسے قتل کیا جائے گا، ان لوگوں میں سے بعض کا موقف یہ ہے کہ وہ اس جھوٹ کی وجہ سے کافر ہو جائے گا، ایک جماعت کا یہ نظریہ ہے جن میں ابو محمد الجوینی بھی شامل ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ ہے، اسی بنا پر تو ارشاد فرمایا:

”میرے اوپر جھوٹ بولنا ایسا نہیں ہے جیسا کہ تمہارا ایک دوسرے پر جھوٹ بولنا ہے۔“^②

جس کا رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا حقیقتاً اللہ تعالیٰ نے اس کا حکم فرمایا آپ ﷺ کی اتباع اسی طرح واجب ہے جس طرح اللہ کے حکم کی اتباع واجب ہے لہذا جو رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ بولتا ہے وہ اللہ پر جھوٹ بولنے والے کی طرح ہے۔

اس کی مزید توضیح یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی تکذیب جھوٹ کی قسم ہے، آپ ﷺ کی تکذیب سے مراد یہ ہے کہ جو آپ ﷺ نے غیبی خبریں دی ہیں

① المعافی النہروانی نے الجلیس الصالح (۱/ ۱۸۲، ۱۸۳) میں روایت کیا ہے، اس کی سند سے ابن الجوزی نے الموضوعات (۱/ ۸۳) میں بیان کیا ہے، اس کی سند میں داود بن زبرقان متروک راوی ہے۔ اس حدیث کے دیگر ضعیف شواہد بھی ہیں جن کی بدولت یہ مقبول کے درجے میں پہنچ جاتی ہے،

امام ذهـى رءمه الله فرماتـى هـى: ”اس كى كوئى سناء صءىء نهىـ.“ ءىكهـى: قصص لا ءءبء للعتىق (١٣ / ٤ - ٢٤)

② صءىء البءارى؁ ءءبء: (١٢٩١) و صءىء مسلم؁ ءءبء (٤) عن المءىرة.

ہے۔ (مستند شاہد بشیر نیز ان کے بیان اور انٹرویو کی مجلہ ”الفاروق“ کراچی ص ۱۱-۱۲ ذیقعد ۱۴۱۴ھ)

رہنمائی کا طریقہ:

اس کی قدر و قیمت جاتی رہی ہے: بی بی سی ٹیلی ویژن نے خبروں کے دوران اپنے ایک تبصرے میں کہا: سے جنگ نہیں لڑی جاتی بلکہ غیر انسانی سلوک سے بھی۔ وہاں ی ایک خاص مقصد کے تحت عصمت دری کی جاتی ہے کیونکہ

80

سے عذاب آگ کا پروردگار ہی دے

ن کے دو اقوال ہیں: ظاہر کو لیتے ہوئے عمل کیا جائے گا، یعنی جو عمداً اسے قتل کیا جائے گا، ان لوگوں میں سے جھوٹ کی وجہ سے کافر ہو جائے گا، ایک محمد الجوینی بھی شامل ہیں اور اس کی وجہ یہ تعالیٰ پر جھوٹ ہے، اس بنا پر تو ارشاد فرمایا: اہے جیسا کہ تمہارا ایک دوسرے پر

فرمایا حقیقتاً اللہ تعالیٰ نے اس کا حکم فرمایا ہے جس طرح اللہ کے حکم کی اتباع واجب ہوتا ہے وہ اللہ پر جھوٹ بولنے والے کی

ی اللہ ﷺ کی تکذیب جھوٹ کی قسم ہے، بلکہ جو آپ ﷺ نے غیبی خبریں دی ہیں (۱/۱۸۲)، (۱۸۳) میں روایت کیا ہے، اس (۱/۸۳) میں بیان کیا ہے، اس کی سند میں حدیث کے دیگر ضعیف شواہد بھی ہیں جن کی ہ امام ذہبیؒ فرماتے ہیں: ”اس کی کوئی

صحیح مسلم، حدیث (۴) عن المغيرة.

الصبارم المسلول علی شاتم الرسول

وہ راست نہیں ہے گویا یہ اللہ تعالیٰ کے دین کو باطل کرنے والی بات ہے اور جو آپ ﷺ پر جھوٹ بولتا ہے۔ گویا وہ عمداً دین میں ایسی چیزیں داخل کرتا ہے جس کا تعلق اس سے نہیں اور وہ خیال کرتا ہے کہ امت پر اس کی تصدیق بھی لازم ہے۔

یہ بھی اسی طرح ٹھٹھا اور تحقیر ہے کیونکہ وہ خیال کرتا ہے کہ اس نے ایسی چیزوں کا حکم دیا ہے جس کا حکم نہیں دیا گیا ہے، بلکہ اس کا حکم دینا بھی جائز نہیں ہے، یہ اس کی نسبت بے وقوفی کی طرف ہے یا پھر وہ باطل اشیاء کی خبر دیتا ہے، یہ اس کی نسبت جھوٹ کی طرف ہے اور صریح کفر ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ پر عمداً جھوٹ بولے وہ اسی طرح جیسے وہ عمداً اللہ تعالیٰ کی تکذیب کر رہا ہے بلکہ اس سے بھی برا حال ہے اسی طرح رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ آپ کی تکذیب کے مترادف ہے۔

شیخ الاسلام فرماتے ہیں ❶: جان لیجیے! یہ قول انتہائی مستحکم ہے اور پھر اس کے متعدد دلائل ذکر کیے جن کی قوت اور کثرت کی بنا پر ان کی تردید ناممکن ہے۔

پھر فرمایا: ”یہ ملحوظ خاطر رکھا جائے گا کہ جو بالمشافہ جھوٹ بولے اور جو کسی وساطت سے جھوٹ بولے ان دونوں میں تفریق کی جائے گی، مثال کے طور پر وہ کہے: مجھے فلاں بن فلاں نے اس طرح ان سے حدیث بیان کی، اس اعتبار سے اس نے اس آدمی پر جھوٹ بولا، اور

میں سزا کرے بیان اور اس کی ”الفاروق“ کراچی ص ۱۱-۱۲ (ذیقعد ۱۴۱۳ھ) صادقانہ طریقہ: کی قدر و قیمت جاتی رہی ہے: مجاہدین نے خبروں کے دوران اپنے ایک تبصرے میں کہا: سے جنگ نہیں لڑی جاتی بلکہ غیر انسانی سلوک سے بھی۔ وہاں ایک خاص مقصد کے تحت عصمت دری کی جاتی ہے کیونکہ

الصبارم المسلمول علی شاتم الرسول

لیکن جب یہ کہے: یہ حدیث صحیح ہے، یا کہے یہ حدیث آپ ﷺ سے ثابت ہے، اور اسے علم تھا کہ میں جھوٹ بول رہا ہوں، تو یہ اس نے سیدھا رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ بولا ہے۔

رہا جب اس کا بہتان تراشی کرنا اور معمولی روایت بیان کرنا، اس معاملہ میں غور و فکر کرنا چاہیے، رہا وہ شخص جو حدیث بیان کرے اور وہ جان لے کہ یہ جھوٹ ہے تو یہ حرام ہے لیکن اسے کافر قرار نہیں دیا جائے گا، ہاں اس کی روایت میں ایسی چیز موجود ہو جس سے کفر لازم آئے۔

کیونکہ وہ اس بات میں سچا ہے کہ اس کے استاد نے اسے ایسی ہی حدیث بیان کی ہے، اس بنا پر جو توہین رسالت کرے وہ قتل کا زیادہ حق دار ہے، بہ نسبت اس آدمی کے جو آپ پر جھوٹ بولتا ہے، رسول اللہ ﷺ نے اس آدمی، جس نے آپ پر جھوٹ بولا، کو بغیر توبہ کرائے قتل کرنے کا حکم دیا ہے، اس اعتبار سے گستاخ رسول بالاولیٰ اس کا حق دار ہے۔

۲۔ دوسرا قول یہ کہ رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ بولنے والے کو سخت سزا تو دی

جائے گی مگر اسے کافر قرار نہیں دیا جائے گا، اس کا قتل جائز نہیں کیونکہ جن چیزوں کی وجہ سے کفر اور قتل لازم آتا ہے وہ معروف اشیاء ہیں اور اس کا تعلق اس سے نہیں، اس لیے یہ جائز نہیں کہ اس چیز کو برقرار رکھا جائے جس کی کوئی بنیاد نہیں ہے اور جو اس قسم کی بات کرے اس کی بات کو مقید کیا جائے گا کہ رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ ظاہری عیب پر مشتمل نہ ہو۔ اور اگر وہ خبر دیتا

ہے کہ میں نے یہ کلام سنا ہے اور وہ کلام ظاہری طور پر رسول اللہ ﷺ کی تنقیص اور عیب جوئی کرتا ہے، جیسے:

الصارم المسلول علی شاتم الرسول

”گھوڑے کے پینے والی جگہ اللہ ﷻ سے ٹھٹھا اور ظاہری گس اس کا ارتکاب کرنے والا بالا الاسلام نے ذکر کیا ہے، یہ آدمی جس جھوٹ تھا جو رسول اللہ ﷺ کی عیب بزعم خویش یہ باور کرایا کہ رسول اکرمؐ کے لیے منصف بنا کر بھیجا ہے اور کے گھروں میں سے جس گھر میں کے ہاں رات گزارے اور اس جا حرام اشیاء کو حلال قرار دینے کی خ رسول اللہ ﷺ کی توہین اور عیب حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ عیب ج ہے، پہلا قول یہ ہے کہ وہ کافرہ کرنے والا ہے، پہلے قول کی تائید زنی اور گالی گلوچ ظاہر ہو جاتا تو وہ

چودھویں حدیث:

بدوی کا واقعہ جس نے رسو

①• من گھڑت اور موضوع حدیث سے

میں بیان کیا ہے اور اس کے بعد کہا نہیں ہے ایک مسلمان ایسی حدیث م

②• الصارم (۲/ ۳۳۹)

"گھوڑے کے پسینے والی حدیث" اور دیگر لغویات ہیں، یہ رسول اللہ ﷺ سے ٹھٹھا اور ظاہری تمسخر ہے۔^①

اس کا ارتکاب کرنے والا بلاشبہ کافر ہے اور اس کا خون حلال ہے، یہ شیخ الاسلام نے ذکر کیا ہے، یہ آدمی جس نے رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ بولا یہ ایسا جھوٹ تھا جو رسول اللہ ﷺ کی عیب جوئی اور توہین پر مشتمل تھا، کیونکہ اس نے بزعم خویش یہ باور کرایا کہ رسول اللہ ﷺ نے قوم کے خون (قتل) اور اموال کو مباح بنا کر بھیجا ہے اور اسے یہ اجازت بھی بخشی ہے کہ وہ ان لوگوں کے گھروں میں سے جس گھر میں چاہے رات گزار سکتا ہے تا کہ وہ اس عورت کے ہاں رات گزارے اور اس سے بدکاری کرے۔ پس جس صورت میں اس نے حرام اشیاء کو حلال قرار دینے کی ناپاک کوشش کی ہے ان کے ہاں اس شخص نے رسول اللہ ﷺ کی توہین اور عیب جوئی کی ہے، ان دونوں اقوال کے مطابق اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ عیب جوئی کرنے والا قتل کا مستحق ہے اور یہی مطلوب ہے، پہلا قول یہ ہے کہ وہ کافر ہے اور دوسرے قول کے مطابق وہ طعنہ زنی کرنے والا ہے، پہلے قول کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ اگر ان کے ہاں طعنہ زنی اور گالی گلوچ ظاہر ہو جاتا تو وہ اس پر انکار کرنے میں جلدی کرتے۔

چودھویں حدیث:

بدوی کا واقعہ جس نے رسول اللہ ﷺ کو عطیات کی فراہمی کے موقع پر

① یہ من گھڑت اور موضوع حدیث ہے، اسے ابن جوزی نے الموضوعات (۱/ ۱۰۵)

میں بیان کیا ہے اور اس کے بعد کہا ہے: "اس حدیث کے موضوع ہونے میں کوئی شک نہیں ہے ایک مسلمان ایسی حدیث وضع نہیں کر سکتا۔"

② الصارم (۲/ ۳۳۹)

الصبارم المسلول علی شاتم الرسول

کہا آپ نے اچھا نہیں کیا اور نہ ہی آپ ﷺ نے انصاف کیا ہے۔ تو مسلمانوں نے اسے قتل کرنے کا پروگرام بنایا تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”اگر تم اسے قتل کر دیتے تو وہ آگ میں داخل ہوتا۔“ ❶

یہ قصہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ جو رسول اللہ ﷺ کی گستاخی کرتے ہوئے مارا گیا وہ جہنمی ہے اور یہ اس کے کفر کی بدولت ہے اور اس کے قتل کے جائز ہونے کے حوالے سے بے وگرنہ تو وہ شہید ہوگا۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے اس سے چشم پوشی کی کیونکہ آپ ﷺ کو اختیار ہے کہ جو آپ ﷺ کو تکلیف پہنچائے اسے معاف کر سکتے ہیں۔

اسی طرح قول اس آدمی کا بھی ہے جس نے حنین کی غنیمت کی تقسیم کے موقعہ پر کہا: یہ ایسی تقسیم ہے جس میں اللہ کی خوشنودی مطلوب نہیں ہے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے چھوڑیے میں اس منافق کی گردن اڑا دوں۔ یہ حدیث صحیح مسلم میں ہے۔ ❷

آپ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس کے قتل سے اس وجہ سے منع فرمایا کہ لوگ یہ باتیں نہ کریں کہ محمد ﷺ اپنے ساتھیوں کو قتل کرتا ہے، جیسا کہ آپ ﷺ نے توضیح بھی فرمائی۔

اسی طرح کا قول عبداللہ بن ابی کا ہے:

﴿لَئِنْ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ﴾

[المنافقون: ٨]

”اگر ہم مدینہ پلٹے تو ہم میں سے جو معزز ہے وہ مدینہ سے ذلیل ترین آدمی کو ضرور نکالے گا۔“

- ① اسے بزار نے الکشف (۳/ ۱۵۹، ۱۶۰) اور ابو الشیخ نے اخلاق النبی (۱/ ۴۷۲، حدیث: ۱۷۷) میں بیان کیا ہے، اس کی سند میں ابراہیم بن الحکم سخت ترین ضعیف ہے۔
- ② صحیح مسلم، رقم (۱۰۶۳) من حدیث جابر رضي الله عنه.

الصبارم المسلول علی شاتم الرسول

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے چھوڑیے میں اس کی گردن اڑا دوں تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ((إِذَنْ تُرْعَدُ لَهُ أَنْفُ)) ”بہت سے ناک کانپنے شروع ہو جائیں گے (بڑے حمایتی کھڑے ہو جائیں گے)۔“

اس دوران میں رسول اللہ ﷺ کمزور تھے تو آپ ﷺ کو اندیشہ لاحق ہوا کہ لوگ اسلام سے بددل نہ ہو جائیں۔ ①

اسی طرح آپ ﷺ کا یہ ارشاد گرامی ہے: ”میرے الزام کی صفائی کون دے گا، جس آدمی نے میرے اہل بیت کو اذیت دی ہے۔“

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ عرض گزار ہوئے میں آپ ﷺ کو اس الزام سے بری کروں گا اگر وہ قبیلہ اوس سے ہوا تو میں اس کی گردن تن سے جدا کر دوں گا۔ رسول اکرم ﷺ نے اس پر کوئی انکار نہ کیا۔ ②

پندرہویں حدیث:

امام سعید بن یحییٰ بن سعید الاموی ”المغازی“ میں امام شعبی سے نقل

① صحیح البخاری، حدیث (۳۵۱۸) و صحیح مسلم، حدیث (۲۵۸۴) عن جابر رضی اللہ عنہ.

② اس کا واقعہ مشہور ہے، جسے امام بخاری حدیث (۴۱۴۱) اور امام مسلم حدیث (۲۷۷۰) نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا ہے۔

الصبارم المسلول علی شاتم الرسول

کرتے ہوئے فرماتے ہیں ❶:

جب رسول اللہ ﷺ نے مکہ فتح کیا، عزی کا مال منگوا یا اور آپ کے سامنے بکھیر دیا گیا، پھر آپ ﷺ نے ایک آدمی کو نام لے کر بلوایا اور اس مال سے اسے مرحمت فرمایا، پھر ابوسفیان بن حرب اور حارث بن ہشام کو بلوا کر اس میں سے عطا فرمایا، پھر سعید بن حرث کو بلوا کر عطا فرمایا، پھر قریش کی ایک جماعت کو بلوا کر عطا فرمایا، آپ ﷺ ایک آدمی کو سونے کی ایک ٹکڑی عنایت فرماتے جس کا وزن پچاس یا ستر مثقال ہوتا۔ ❷

ایک آدمی نے کھڑے ہو کر کہنا شروع کیا: آپ ﷺ بڑے ڈھیٹ واقع ہوئے ہیں اور معلوم ہے کہ سونے کی ڈلی کسے دینی ہے!!!

اس نے دوبارہ یہی جسارت کی۔

آپ ﷺ نے اس سے اعراض کیا، مگر وہ تیسری بار بھی کھڑا ہوا اور دریدہ دہنی کرتے ہوئے کہنے لگا: ہم آپ کے فیصلے میں عدل نہیں پاتے۔ ❸

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

❶ • شیخ الاسلام الصبارم (۲/ ۳۴۴) میں فرماتے ہیں: ”یہ حدیث مرسل ہے، اور اس کا

مخرج مجالد جو کہ ابن سعید ہے، اس میں لین ہے، مگر اس کے معنی کی تائید ہوتی ہے۔“

❷ • الصبارم میں ”الحارث“، صحابہ میں سعید بن حرث نام کا کوئی صحابی نہیں، ماسوائے ایک

کے، جو فتح مکہ سے پہلے مسلمان ہوئے اور فتح مکہ میں شمولیت کی، ان کی عمر پندرہ برس تھی، اس لیے اس سے وہ مراد لینا بعید ہے۔ ممکن ہے کہ درست ابن الحارث ہو جو رسول اللہ ﷺ کے چچیرے بھائی تھے۔ دیکھیے: السیر (۱/ ۲۰۲) و الإصابة (۲/ ۴۵)

• ③ في الأصل، قال: وهو سهو.

الصبارم المسلول علی شاتم الرسول

”تیری بربادی ہو! میرے بعد تو کوئی عدل نہیں کرے گا پھر رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکرؓ کو بلوایا اور فرمایا: جاؤ اسے قتل کر دو۔“

حضرت ابوبکرؓ گئے تو وہ مل نہ سکا، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”اگر تو اسے قتل کر دیتا تو مجھے امید ہے کہ یہ ایسے لوگوں کا اول و آخر ہی ہوتا۔“

یہ دلیل ہے کہ جو رسول اللہ ﷺ پر طعن و تنقید کرے گا وہ توبہ کروائے بغیر قتل کر دیا جائے گا۔

یہ واقعہ غزوہ حنین کے مال غنیمت کی تقسیم کے علاوہ ہے اور یہ وہ واقعہ بھی نہیں ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ کو روانہ کیا۔

عزىٰ کو گرائے جانے کا واقعہ فتح مکہ کے فوراً بعد آٹھ ہجری کا ہے اور غزوہ حنین اس کے بعد ذی القعدہ میں ہوا اور حضرت علیؓ کا واقعہ دس ہجری کو درپیش ہوا۔

پہلے گزر چکا ہے کہ حضرت عمرؓ نے اس آدمی کو قتل کیا جس نے رسول اللہ ﷺ کے حکم پر رضا مندی کا اظہار نہیں کیا ①۔

حضرت عمرؓ کے اس اقدام میں قرآن مجید کا نزول ہوا، حالانکہ اس کا جرم اس (گستاخ) کے جرم سے کم تر تھا، صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں اس آدمی کا واقعہ موجود ہے جس نے سونے کی تقسیم میں رسول اللہ ﷺ پر کیچڑ اچھالا ②۔

• ① یہ اس مختصر کتاب میں پہلے نہیں گزرا بلکہ یہ اصل الصبارم المسلول (۲/۸۲) میں گزرا

ہے۔ واقعہ ابن ابی حاتم، ابن مردویہ نے بیان کیا ہے، جیسا کہ الدر المنثور میں ہے۔ (۲ / ۳۲۲) اس کی سند میں ابن لہیعہ ہیں، دُحیم نے اپنی تفسیر میں دوسری سند سے بیان کیا ہے، جیسا کہ یہ بھی الدرر میں موجود ہے۔

• ② صحیح البخاری، رقم (۳۳۴۴) و مسلم، رقم (۱۰۶۴) من حدیث أبی سعید

الخدري۔ رضی اللہ عنہ۔

الصبارم المسلول علی شاتم الرسول

تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”اس کی اولاد میں سے ایسے لوگ جنم لیں گے جو قرآن مجید کی تلاوت انتہائی احسن انداز میں کریں گے مگر وہ (قرآن) ان کے حلقوں سے تجاوز نہیں کرے گا، دین سے وہ اس طرح نکلیں گے جیسے تیر کمان سے نکلتا ہے، مسلمانوں کو قتل کریں اور بتوں کی پرستش کرنے والوں کو چھوڑ دیں گے اگر میں نے ان کو پا لیا تو عاد کے قتل کی طرح انہیں قتل کردوں گا۔“

نیز فرمایا:

”عنقریب زمانے کے آخر میں ایسے لوگ ظہور پذیر ہوں گے جو نو عمر ہوں گے، عقلوں کے اعتبار سے بے وقوف ہوں گے، مخلوق میں سے سب سے عمدہ کلام ان کا ہوگا، ان کا ایمان ان کی ہنسیوں سے تجاوز نہیں کرے گا، دین میں ایسے نکلیں گے جیسے تیر کمان سے نکلتا ہے، تم جہاں بھی انہیں پاؤ انہیں قتل کرو، جو انہیں قتل کرے گا قیامت کے دن اسے اس قتل کا بدلہ دیا جائے گا۔“

①

یہ سبھی احادیث اس پر دلالت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عیب جوئی کرنے والی اس آدمی کی جماعت کو قتل کرنے کا حکم ارشاد فرمایا ہے اور یہ بھی اطلاع دی کہ جو انہیں قتل کرے گا اسے اس قتل کے عوض میں اجر و ثواب سے نوازا جائے گا، فرمایا:

① أخرجه البخاري، رقم (۳۶۱۱) ومسلم، رقم (۱۰۶۶) من حديث علي رضي الله عنه.

الصبارم المسلول علی شاتم الرسول

’آسمان کے چھت تلے یہ بدترین مقتول ہیں۔‘ ۱ قتل کو اس وجہ سے لازمی قرار دیا کہ یہ دین سے نکل چکے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ ان کا قتل اس لیے ناگزیر قرار پایا جب انہوں نے اس میں غلو کیا یہاں تک دین سے برگشتہ ہو گئے، ان کی مختلف قسمیں ہیں یہ ان کا ہراول دستہ تھا جو رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں نمودار ہوا اور آپ ﷺ کی مال غنیمت کی تقسیم پر انگشت نمائی کرنے لگا۔

ہر وہ انسان جو آپ ﷺ کی کسی سنت کی تحقیر کرتا ہے اس کا حکم ان جیسوں کا ہوگا، جس آدمی کا یہ تصور ہو کہ آپ ﷺ نے اپنی تقسیم میں ظلم کیا ہے وہ رسول اللہ ﷺ کی تکذیب کرتا ہے اور اس کے ہاں آپ ﷺ کی اتباع بھی واجب نہیں ہے کیونکہ وہ رسالت کے حوالے سے جو امانت ہے اور اطاعت کا وجوب ہے اس کے متضاد کہہ رہا ہے، کسی قول اور فعل میں آپ ﷺ کے فیصلے کے بارے میں دل میں کھٹکا بھی رہے گا۔

جبکہ اللہ تعالیٰ نے تو آپ ﷺ کی اطاعت اور آپ ﷺ کے حکم کی فرمانبرداری کو واجب قرار دیا ہے اور وہ (اللہ تعالیٰ) کسی پر ظلم و زیادتی نہیں کرتے، لہذا اس معاملے میں جو عیب جوئی کرے گا گویا کہ وہ آپ ﷺ کی تبلیغ کے صحیح ہونے میں تنقید کر رہا ہے اور یہ درحقیقت رسالت (پیغمبری) میں تنقید ہے جو کہ بدترین اور انتہائی قبیح کفر ہے۔

• ① اسے امام احمد (۲۵۰/۵) ان کے بیٹے نے السنۃ (۶۲۳/۲) امام ترمذی نے حدیث

(۳۰۰۰) اور امام ابن ماجہ نے حدیث (۱۷۶) میں بیان کیا ہے۔

فصل 1

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع:

ان سے مختلف متعدد واقعات اور فیصلے نقل کیے گئے ہیں جو کہ بکھرے ہوئے اور مشہور ہیں اور ان واقعات پر کسی نے بھی اعتراض نہیں کیا لہذا وہ اجماع صحابہ ہوا۔

شیخ الاسلام فرماتے ہیں:

جان لیجیے! کسی جزوی مسئلے میں صحابہ کرام کے اجماع کا دعویٰ، جو اس حالت و کیفیت سے زیادہ مضبوط ہو، ممکن نہیں ہے۔

اس کے دلائل میں سے ایک دلیل یہ ہے جسے سیف بن عمر التمیمی نے ذکر کیا ہے۔ ② کہا کہ مہاجر کے پاس ③ دو گانے والی لائی گئیں، ان دونوں میں سے ایک نے رسول اللہ ﷺ کی گستاخی کی تو اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا اور اس کے سامنے والے دو دانت اکھاڑ دیے گئے اور دوسری لونڈی نے مسلمانوں کی ہجو کی اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیا گیا اور اس کے ثنائی دانت اکھاڑ دیے گئے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مہاجر کو خط لکھا:

جس عورت نے رسول اللہ ﷺ کی گستاخی کی ہے اس کے حوالے میں مجھے اطلاع ملی ہے، اگر آپ نے اس کے بارے میں یہ اقدام نہ کیا ہوتا تو میں

①. الصبارم (۲ / ۳۷۸)

②. في كتاب الردة والفتوح.

• ٣ مءاءر بن ابى امىء المءزومى؁ ءوام سلمء ام المومنىن كرى بهائى ٲى؁ ءنك بءر مى شرىك

هؤئى اور ءضرت ابوبكر نى انهى مرتءىن سى ءنك كرنى كرى لىى ىمن روانه كىا-

الصارم المسلمول علی شاتم الرسول

اس کے قتل کا حکم دیتا، کیونکہ انبیاء کی توہین کی حد عام حدود کے مشابہ نہیں ہے، جو شخص اس کی طرف ہاتھ بڑھائے گا اگر وہ مسلمان ہوگا تو مرتد ہو جائے گا اور اگر حلیف ہوگا تو وہ جنگ جو اور غدار ہوگا۔

جس عورت نے مسلمانوں کی ہجو کی اس کے بارے میں لکھا:

حمد و ثنا کے بعد! مجھے یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ آپ نے اس عورت جس نے اپنے گانے میں مسلمانوں کی ہجو کی ہے، کا ہاتھ کاٹ دیا ہے اور اس کے سامنے والے دو دانت اکھیڑ دیے ہیں، اگر وہ مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتی ہے تو ادب سکھلانا اور مثلہ کے علاوہ سزا دینا۔

اور اگر وہ ذمیہ ہے تو مجھے میری قسم تو نے ایسی چیز سے درگزر کیا ہے جو شرک سے بھی بہت بڑی ہے، اس جیسے فیصلے میں آپ کے لیے کوئی لائحہ عمل آپ کو دے دیتا تو شاید آپ کو یہ ناپسند ہوتا۔

لوگوں کا مثلہ کرنے سے اجتناب کرو کیونکہ یہ گناہ اور قابل نفرت چیز ہے مگر قصاص میں نہیں۔

اس واقعہ کو سیف کے علاوہ اوروں نے بھی کہا ہے، جو پہلے گزر چکا ہے اس کی موافقت کرتا ہے ①: جو بھی رسول اللہ ﷺ کی گستاخی کرتا ہے آپ کو اختیار ہے کہ اسے قتل کروا دیں اور یہ قتل رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی اور کیلئے روا نہیں۔

یہ اس بات میں صریح ہے کہ گستاخ رسول واجب القتل ہے، خواہ وہ

① جیسے امام طبری التاریخ (۲ / ۳۰۵ - ۳۰۶) مگر یہ بھی سیف کی سند سے مروی ہے، اس کی سند میں سیف بن عمر کے ضعف کے ساتھ انقطاع بھی ہے۔

الصبارم المسلول علی شاتم الرسول

مسلمان ہو یا حلیف، اور اگر چہ عورت بھی ہو، یہ بغیر توبہ کروائے قتل کیے جائیں گے۔ مگر جو نبی کی گستاخی کرتا ہے، اس کا یہ حکم نہیں اور اس کا قتل انبیاء کی توہین کی حد ہے۔ جیسا کہ جو کسی کی توہین کرے اس کو اُسی کوڑے لگانا اس کی حد ہے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مہاجر کو اسے قتل کرنے کا حکم نہیں دیا، کیونکہ انہوں نے اس بارے میں اجتہاد کیا اور اس پر حد لگوائی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ناپسند سمجھا کہ اس عورت پر دو حدیں لاگو کریں۔

اس میں یہ احتمال بھی موجود ہے کہ وہ اسلام لائی یا اس نے توبہ کی تو مہاجر نے حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کے خط سے پہلے اس کی توبہ قبول کر لی یہ اجتہاد کا مقام ہے اس لیے سابقہ حکم کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے تبدیل نہیں کیا کیونکہ اجتہاد سے اجتہاد توڑا نہیں جاسکتا۔

امام حرب نے ”مسائل“ میں بیان کیا ہے کہ لیث: مجاہد سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک گستاخ رسول لایا گیا تو اسے قتل کروا دیا، پھر ارشاد فرمایا:

”جو اللہ تعالیٰ یا اس کے رسول کی یا کسی نبی کی گستاخی کرے تو اسے قتل کر دو۔“^①

حضرت مجاہد حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے ہیں کہ کوئی مسلمان جو اللہ تعالیٰ یا اس کے رسول ﷺ یا کسی نبی کی گستاخی کرے، اس نے رسول اللہ ﷺ کی تکذیب کی ہے، یہ ارتداد ہے اس سے توبہ کروائی جائے گی اور اگر وہ توبہ کرے تو فبہا بصورت دیگر اسے قتل کروا دیا جائے گا اور کوئی بھی حلیف

① مسائل حرب للإمام أحمد، مخطوط ہے ابھی تک طبع نہیں ہوئے۔

الصبارم المسلمول علی شاتم الرسول

جو کسی رسول کی گستاخی کرے تو اس نے معاہدہ توڑ دیا، لہذا اسے قتل کر دو۔

امام حرب مزید لکھتے ہیں ❶ : کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبطی، جس نے کچھ گستاخی کی تھی، کو جب وہ ملک شام میں داخل ہوا تو خط لکھا: ”میں نے تجھے امان اس وجہ سے نہیں دی کہ تو ہمارے دین میں مداخلت کرے ❷ ، اگر تو نے پھر یہ حرکت کی تو تیری گردن اڑا دوں گا۔“

حضرت عمر رضی اللہ عنہ انصار اور مہاجرین کی موجودگی میں ایک معاہدہ سے کہہ رہے ہیں کہ ہم نے تجھ سے اس وجہ سے معاہدہ نہیں کیا تو ہمارے دین میں مداخلت کرے اور قسم اٹھائی کہ اگر اس نے دوبارہ حرکت کی تو بالضرور اس کی گردن تن سے جدا کر دی جائے گی اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام کا اس پر اجماع ہو چکا ہے کہ معاہدین کا کوئی استحقاق نہیں کہ وہ ہمارے دین میں دخل اندازی کریں اور یہی عمل ان کے خون کو مباح قرار دے گا اور سب سے بڑا اعتراض رسول اللہ ﷺ کی گستاخی ہے، یہ بالکل ظاہر ہے اس میں کوئی ابہام نہیں ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ ایک راہب کے پاس سے گزرے تو حضرت عبداللہ کو بتلایا گیا کہ یہ رسول اقدس ﷺ کی شان کی گستاخی کرتا ہے، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:

❶ • ممکن ہے کہ یہ مسائل احمد سے ہو۔

❷ • ہنا ثلاث کلمات لم اتین وجہا، والکلام یستقیم بدونها۔

❸ • العبارة في الأصل: ... فقال: ... لم اعطك لتدخل علينا في ديننا، لم اعطك الامان

لتدخل علينا في ديننا...“ وهي قلقة. وما اثبتہ أوضح، وهو بنحوه في الصبارم.

• 4 اسـه المعافى النهروانى نهـ العلىس الصالح (3 / 305 - 307) مىن اور ابن عساکر

نهـ تاریخ مىن بیان کیا هـ۔

الصبارم المسلول علی شاتم الرسول

”اگر میں اسے سن لیتا تو اس کی گردن تن سے جدا کر دیتا۔“ ①

اس واقعہ کو کئی علما نے بیان کیا ہے، حضرت عمرؓ اور صبیغ ② کا قصہ اور حضرت عبد اللہ بن عباس کی حضرت عائشہ اور دیگر ازواج کی شان میں حدیث پہلے گزر چکی ہے۔ ③

حضرت خالد بن ولید کا واقعہ بھی ہے کہ انہوں نے ایک گستاخ رسول ﷺ عورت کو قتل کر دیا، امام احمد نے اسے روایت کیا ہے۔ ④

امام عبد اللہ بن المبارک نے اپنی سند سے بیان کیا ہے کہ غرۃ بن الحارث الکندی، جو صحابی ہیں، نے ایک عیسائی کو رسول اکرم ﷺ کی گستاخی کرتے ہوئے سنا تو حضرت غرۃ نے اسے ضرب لگا کر اس کی ناک پھوڑ ڈالی، حضرت عمرو بن العاص کے پاس یہ معاملہ پہنچا تو فرمایا ⑤: ہمارا ان سے معاہدہ ہے، حضرت غرۃ فرمانے لگے: اللہ کی پناہ! ہم نے ان سے اس لیے معاہدہ نہیں کیا کہ

① اس کی تخریج پیچھے گزر چکی ہے۔ ② اس ”مختصر“ میں اس حوالے سے کچھ نہیں گزرا بلکہ الصبارم (۲/۳۵۶) میں گزرا ہے۔ شیخ الاسلام نے وہاں فرمایا: ”اسے اموی وغیرہ نے صحیح سند سے بیان کیا ہے۔“ اس قصہ کو دارمی نے السنن، حدیث (۱۴۶) آجری نے الشریعة، حدیث (۱۵۲، ۱۵۳) للآلکائی، حدیث (۱۱۳۶-۱۱۳۸) ابن بطہ نے الإبانة، حدیث (۳۰۸-۳۰۹) وغیرہ نے بیان کیا ہے۔ ③ یہ پہلے گزر چکا ہے۔ ④ ان (امام احمد) کی سند سے الخلال نے ”الجامع“ (۲/۳۴۲۔ اهل الملل) میں از عبد الرحمن بن مہدی از ابن المبارک از معمر از سماک بن الفضل از رجل من بلقین بیان کیا ہے۔ بیہقی (۸/۲۰۲-۲۰۳) نے بھی ابن مہدی سے اسی سند سے بیان کیا ہے، اس کی سند میں ایسا راوی ہے جس کا نام معلوم نہیں ہے۔ ⑤ فی الأصل: عمر، وهو سهو. بدلیل ما بعدها.

الصبارم المسلول علی شاتم الرسول

وہ رسول اللہ ﷺ کی گستاخی کریں۔ ❶ حضرت عمرو بن العاص فرمانے لگے: آپ نے سچ کہا۔ یہ صحابہ اور تابعین، جن سے اللہ تعالیٰ نے احسان کا وعدہ کیا ہے، کے اقوال ہیں۔ رضی اللہ عنہم۔

اقدار کا تحفظ :

گستاخ رسول ﷺ کو قتل کرنے میں ہماری اسلامی قدروں کا تحفظ ہے اور اس کی کئی سمتیں ہیں۔

پہلی وجہ:

ہمارے دین میں عیب جوئی کرنا، ہمارے نبی کی گستاخی کرنا ہم سے جنگ و جدال ہے اور معاہدہ کی نقض ہے جیسے کوئی ہاتھ سے جنگ کرے۔ اس دعویٰ کی تائید اس فرمانِ باری تعالیٰ سے ہوتی ہے: ﴿وَجَاهِدُوا بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ﴾ [التوبة: ۴۱] ”اور جہاد کرو اپنے مالوں اور اپنی جانوں کو لے کر اللہ کے رستے میں۔“ نفس سے جہاد زبان سے بھی ہوتا ہے جیسے ہاتھ سے ہوتا ہے۔

دوسری وجہ:

ہم نے ان کے کفریہ عقائد کو برقرار رکھا، یہ اس بات کا بھی اقرار ہے کہ

❶ اسے امام بخاری نے التاريخ الكبير (۷/ ۱۱۵) ابو یعلیٰ نے المسند میں بحوالہ: المطالب العالیۃ، حدیث (۲۰۴۸) بیہقی نے الکبریٰ (۹/ ۲۲۰) میں بیان کیا ہے۔ بوصیری نے اس کی سند کو صحیح قرار دیا ہے۔ (۵/ ۲۱۵) مگر ابو یعلیٰ کی روایت میں ہے کہ غرفہ نے عیسائی کو قتل کیا، بقیہ مصادر میں ہے انہوں نے ناک پھوڑ دیا ہے۔

الصبارم المسلمول علی شاتم الرسول

اسلام کے بارے میں وہ عداوت چھپائے پھرتے ہیں۔ اس لیے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی گستاخی اور دین کی توہین جنگ و جدال اور نقض عہد ہے۔

تیسری وجہ :

ہمارا کافروں سے یہ مطلق طور پر معاہدہ متقاضی ہے کہ وہ علانیہ طعن و تشنیع اور گستاخی سے احتراز کریں گے، اسی طرح یہ بھی تقاضا کرتا ہے کہ ان کا خون نہیں بہایا جائے گا، بلکہ گستاخی تو خون بہانے سے بھی کہیں زیادہ سنگین جرم ہے کیونکہ ہم مال و دولت لٹا کر اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کر کے رسول ﷺ کی ناموس کا تحفظ کرتے ہیں، ان کی تعظیم کرتے ہیں اور دین بلند ہوتا ہے وہ کافر بخوبی جانتے ہیں کہ ہماری دین سے وابستگی کس قدر ہے جب وہ اس معاہدہ کی مخالفت کریں گے تو ان کا معاہدہ ٹوٹ جائے گا۔

چوتھی وجہ :

ہمارا معاہدہ وہی ہے جو حضرت عمرؓ نے ان سے معاہدہ کیا اور اسے خوب واضح کیا اور یہ شرط بھی لاگو کی، جیسا کہ امام حرب نے حضرت عبدالرحمن بن غنم سے صحیح سند سے روایت کیا ہے۔

①

پانچویں وجہ :

ذمیوں سے ہمارا یہ معاہدہ ہے کہ ہمارے علاقوں میں اسلام کے احکام نافذ ہوں گے اور وہ ذلیل اور رسوا ہوں گے، ان دونوں شرطوں پر ان سے

① حضرت عمر کا وہ معاہدہ جو انھوں نے شام کے عیسائیوں سے کیا ہے۔

الصبارم المسلول علی شاتم الرسول

معابده اور مصالحت کی گئی ہے۔ اعلانیہ گستاخی رسول ﷺ اور دین اسلام میں تنقید اس بات کی نفی کرتی ہے کہ وہ ذلیل اور رسوا ہو کر زندگی گزار رہے ہیں۔

چھٹی وجہ:

اللہ تعالیٰ نے ہم پر اپنے رسول ﷺ کی تعظیم و تکریم و توقیر و احترام، مدد و نصرت اور بچاؤ، ان کی جلالت کی پاسداری کو فرض قرار دیا ہے، یہ حکم ہر گستاخی سے آپ کی حفاظت کا تقاضا کرتا ہے۔

ساتویں وجہ:

رسول اللہ ﷺ کی مدد کرنا ہم پر فرض ہے کیونکہ یہ مدد تعظیم اور تکریم ہے اور یہ سب سے عظیم جہاد ہے، اسی بنا پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿إِلَّا تَنْصُرُوهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللَّهُ﴾ [التوبة: ٤٠]

”اگر تم رسول ﷺ کی مدد نہ کرو گے تو یقیناً اللہ تعالیٰ اس کی مدد کرے گا۔“

بلکہ عام مسلمانوں کی مدد کرنا فرض ہے تو سید ولد آدم ﷺ کی مدد کے بارے میں کیا خیال ہے؟

آٹھویں وجہ:

کفار سے اس بات پر معابده ہو چکا ہے کہ وہ ایسی چیز کا اظہار نہیں کریں گے جو قابل انکار اور ان کے دین کے ساتھ مختص ہوگی، جب وہ ایسی چیز ظاہر کریں گے تو ان کی بیخ کنی کی جائے

ؑى؁ اسى طرء ءب وه رسول الله ﷺ كى ؑستاخى كرى ؑه وه لازمى طور ٱر اس كا مزه چكهى
ؑه اور وه قتل هـ

میں رکھا گیا ہے۔ ص ۱۱-۱۲ طبع ۱۴۱۳ھ) اس کا طریقہ : کی قدر و قیمت جاتی رہی ہے : اور بی بی سی نے خبروں کے دوران اپنے ایک تبصرے میں کہا جنگ نہیں لڑی جاتی بلکہ غیر انسانی سلوک سے بھی۔ وہاں ایک خاص مقصد کے تحت عصمت دری کی جاتی ہے کیونکہ



الصارم المسلول علی شاتم الرسول

نویں وجہ:

مسلمانوں کا اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ کفار کو اعلانیہ سب و شتم کرنے سے روک دیا گیا ہے، اس ممانعت کے بعد اگر وہ یہ کام کریں گے تو اس کی سزا انہیں بھگتنا ہوگی، اس سے معلوم ہوتا ہے انہیں اس کی اجازت نہیں دی گئی اور جب وہ ایسے جرائم کا ارتکاب کریں گے جس کی اجازت نہیں دی گئی تو وہ بالاتفاق سزا کے مستحق ہیں، رسول اللہ ﷺ کی گستاخی کے علاوہ کسی اور کی گستاخی سے کوڑے لگانا لازم آتا ہے تو جو رسول ﷺ کی گستاخی کرے گا اس کا قتل کرنا کیسے لازم نہیں آئے گا؟

دسویں وجہ:

قیاس جلی بھی اس بات کا متقاضی ہے کہ جب وہ کسی ایسی چیز کی مخالفت کریں گے جس کا ان سے معاہدہ کیا گیا ہے ان کا معاہدہ ٹوٹ جائے گا، جس طرح فقہاء کی ایک جماعت کا رجحان ہے۔ اور اسی طرح اگر وہ اپنے معاہدہ کی ایفا نہیں کریں گے تو ان کا معاہدہ اسی طرح فسخ ہو جائے گا جس طرح خرید و فروخت میں۔ اگر دو معاہدین میں سے کوئی اپنے وعدہ کو پورا نہ کریں، اس میں حکمت بھی ظاہر ہے کہ کسی چیز کی پابندی اسی صورت میں ممکن ہوگی جس صورت میں ایک

مشروط چیز کی پابندی ضروری ہوگی، اگر اس مشروط پابندی کا لحاظ نہیں رکھا جائے تو اس کے نتیجے میں ظہور پذیر ہونے والی شرط بھی غیر اہم ہو جائے گی۔ حذاق لوگوں کا اتفاق ہے کہ جو حکم کسی شرط سے متعلق ہو تو اس شرط کے عدم وجود سے حکم کا بھی فقدان ہوگا۔ جب یہ واضح ہو گیا تو اگر معقود علیہ (جس

الصبارم المسلول علی شاتم الرسول سے معاہدہ کیا جائے) کا عاقد (م وہ غیر مشروط طور پر اسے خرچ کر فسخ نہیں ہو جائے گا بلکہ عاقد کو ا خرید و فروخت میں کسی چیز کے گر اور اگر وہ اللہ کا حق ہو یا غی کرنا درست ہوتا ہے، اس میں م سے وہ از خود فسخ ہو جائے گا یا اس ک شرط لگاتا ہے کہ وہ آزاد اور مسلما عقد الذمة امام کا حق نہیں ہے، اگر کسی مشروط چیز کی مخالفت کرنا فرض ہے۔ اور فسخ سے مراد ہے اسے نکال دے۔ مگر یہ قول انتہائی کمزور فقدان سے معاہدہ خود بخود ختم کی شرطیں بھی اللہ تعالیٰ کا حق فرض کیا جائے کہ غیر م اس صورت میں ہے جو ان کا ف اگر ان کا قیام مسلمانوں ٹھہرنے نہیں دیا جائے گا، فر

(الفاروق، ص ۱۱-۱۲ حصہ ۱۳۱۴ھ) سائنا طریقہ: ہی قدر و قیمت جاتی رہی ہے: ٹیلی ویژن نے خبروں کے دوران اپنے ایک تبصرے میں کہا: جنگ نہیں لڑی جاتی بلکہ غیر انسانی سلوک سے بھی۔ وہاں ایک خاص مقصد کے تحت عصمت دری کی جاتی ہے کیونکہ



اختلاف نہیں ہے کہ کفار کو اعلانیہ سب و شتم کی ممانعت کے بعد اگر وہ یہ کام کریں گے تو اس سے معلوم ہوتا ہے انہیں اس کی اجازت نہیں دی گئی، اب کریں گے جس کی اجازت نہیں دی گئی تو وہ رسول اللہ ﷺ کی گستاخی کے علاوہ کسی اور کی طرح ہے تو جو رسول ﷺ کی گستاخی کرے گا اس کا

تقاضی ہے کہ جب وہ کسی ایسی چیز کی مخالفت لیا گیا ہے ان کا معاہدہ ٹوٹ جائے گا، جس ان ہے۔

معاہدہ کی ایفا نہیں کریں گے تو ان کا معاہدہ خرید و فروخت میں۔

اپنے وعدہ کو پورا نہ کریں، اس میں حکمت اسی صورت میں ممکن ہوگی جس صورت میں گئی، اگر اس مشروط پابندی کا لحاظ نہیں رکھا ہونے والی شرط بھی غیر اہم ہو جائے گی۔

جو حکم کسی شرط سے متعلق ہو تو اس شرط کے جب یہ واضح ہو گیا تو اگر معقود علیہ (جس

الصارم المسلمول علی شاتم الرسول

سے معاہدہ کیا جائے) کا عاقد (معاہدہ کرنے والا) پر حق ہے تو عاقد کو چاہیے کہ وہ غیر مشروط طور پر اسے خرچ کرے، اگر وہ خرچ نہیں کرے گا تو اس سے معاہدہ فسخ نہیں ہو جائے گا بلکہ عاقد کو

اختیار ہے کہ اس معاہدہ کو فسخ کر دے جیسے وہ خرید و فروخت میں کسی چیز کے گروی رکھنے کی شرط لگا دیتا ہے۔

اور اگر وہ اللہ کا حق ہو یا غیر کا ایسا حق ہو جس میں رشتہ داری کی بنا پر تصرف کرنا درست ہوتا ہے، اس میں معاہدہ لاگو نہیں کیا جائے گا بلکہ شرط کے عدم وجود سے وہ از خود فسخ ہو جائے گا یا اس کا فسخ کرنا واجب ہے جیسے وہ بیوی کے بارے میں شرط لگاتا ہے کہ وہ آزاد اور مسلمان ہو تو بت پرست عورت علیحدہ ہو جائے گی۔

عقد الذمۃ امام کا حق نہیں ہے بلکہ وہ اللہ تعالیٰ اور عام مسلمانوں کا حق ہے، اگر کسی مشروط چیز کی مخالفت کریں گے تو امام (حکمران) پر اس معاہدہ کا فسخ کرنا فرض ہے۔

اور فسخ سے مراد ہے اسے مامون اور محفوظ جگہ پہنچا دے اور دار الاسلام سے نکال دے۔

مگر یہ قول انتہائی کمزور ہے کیونکہ شرط اللہ تعالیٰ کا حق ہے، اس کے فقدان سے معاہدہ خود بخود ختم ہو جائے گا، فسخ کرنے کی ضرورت نہیں، اور ذمہ کی شرطیں بھی اللہ تعالیٰ کا حق ہے۔

فرض کیا جائے کہ غیر مشروط طور پر ان کے ٹھہرنے کا جواز نکلتا ہے تو یہ اس صورت میں ہے جو ان کا قیام مسلمانوں کے لیے نقصان دہ نہ ہو۔

اگر ان کا قیام مسلمانوں کے لیے مضر ہے تو انہیں قطعی طور پر علاقوں میں ٹھہرنے نہیں دیا جائے گا، فرض کیجیے کہ ان کا ٹھہراؤ مسلمانوں کی جانوں اور

الصبارم المسلمول علی شاتم الرسول

مالوں کے لیے نقصان دہ ہے مگر اللہ تعالیٰ کے دین کے بگاڑ اور قرآن و سنت پر سب و شتم کے لیے ان کے وجود کو برقرار رکھنا درست نہیں ہے۔

ذمیوں سے معاہدہ کا تقاضا یہ ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی گستاخی نہ کریں۔ جیسے قابل فروخت چیز کا نقائص اور قیمت کے ابہام سے محفوظ ہونا اور مردوزن کا (نکاح کرے) موانع سے محفوظ ہونا اور خاوند کے اسلام اور (غلامی سے) آزادی سے متعلق احکام مطلق طور پر ایک معاہدہ کو لازم کر دیتے ہیں اور اس کے متقاضی بھی ہیں۔

معاہدہ عرف کے مطابق ہوگا اگرچہ زبان سے اس کی شروط کو دہرایا نہ جائے۔ یہ بات بھی معلوم ہے کہ مسلمان ذمیوں سے اس وجہ سے معاہدہ کرتے ہیں کہ وہ طعن و تشنیع نہیں کریں گے اور یہ رکنا انہیں اس طرح مطلوب ہوتا ہے جیسے کافروں کو کہ مسلمان ہم سے جنگ نہیں کریں گے کیونکہ یہ جنگ بھی بہت بڑے نقصانات کا سبب بنتی ہے۔

اعتراض:

اگر کوئی اعتراض کرے کہ ذمیوں کو ہم نے ان کے دین پر برقرار رکھا ہے اور اس دین میں گستاخی بھی جائز ہے ^①۔ جب وہ ایسی باتیں کریں جن پر ہمارا معاہدہ نہیں ہوا تو؟

جواب:

ہم اسے یہ جواب دیں گے کہ ان کے دین میں مسلمانوں سے جنگ کرنا، ان کا مال لوٹنا اور ہر محاذ پر ان سے ہاتھ پائی کرنا حلال ہے۔

① دیکھیے: الصبارم (۲/ ۴۴۸)

الصبارم المسلول علی شاتم الرسول

مگر وہ معاہدہ کے باوجود ایسے کام نہیں کرتے، جب کریں گے ان کا معاہدہ بھی ٹوٹ جائے گا کیونکہ ہم نے ان کو ان کے عقیدے کے مطابق برقرار رکھا ہوا ہے وہ چھپانے کی چیزیں چھپاتے ہیں۔

ہم انہیں ان ظاہر کرنے والی چیزوں کی بنا پر برقرار نہیں رکھ سکتے جبکہ وہ انہیں مسلمانوں کے درمیان بھی کہتے پھریں، ہم کسی گستاخ کا معاہدہ اتنی دیر تک نہیں توڑتے جب تک ہم خود اس کی گستاخی سن نہ لیں یا مسلمان اس کی گواہی نہ دے دیں جب یہ معلوم ہو جائے تو یقیناً انہوں نے گستاخی کا اظہار کیا ہے۔

اگر ہم انہیں ان کے دین پر برقرار رکھیں تو پھر ہم نے انہیں مساجد کے منہدم کرنے، قرآن مجید جلانے، علما اور نیک لوگوں کے قتل کرنے اور اپنی دشمنی کا بدلہ لینے پر برقرار رکھا اور اس میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں کہ اگر وہ ان میں سے کوئی کام کریں گے تو وہ قطعی طور پر اس چیز پر برقرار نہیں رکھے جائیں گے۔

(ص: ۳، ج ص ۱۱-۱۲، طبع ۱۳۱۴ھ)

الطريقة:

قدر و قیمت جاتی رہی ہے:

ٹیلی وژن نے خبروں کے دوران اپنے ایک تبصرے میں کہا جنگ نہیں لڑی جاتی بلکہ غیر انسانی سلوک سے بھی۔ وہاں ایک خاص مقصد کے تحت عصمت دری کی جاتی ہے کیونکہ



الصارم المسلول علی شاتم الرسول

دوسرا مسئلہ ①

گستاخ رسول ﷺ کا قتل نافذ ہے تھوڑی سی مہلت بھی روا نہیں اس پر رحم کیا جائے گا اور نہ ہی فدیہ قبول کیا جائے گا۔

اگر تو وہ مسلمان ہے تو اس پر اجماع ہے، کیونکہ وہ گستاخی ارتداد اور لا دینیت کی قسم ہے، جیسے مرتد کا قتل مقرر ہے اسی طرح زندیق کا بھی قتل نافذ ہے، خواہ وہ مرد ہو یا عورت۔

اگر وہ معاہدہ (عہد و پیمان کرنے والا) ہے تو مسلمان کی طرح اس کا قتل بھی متعین ہے چاہے وہ مرد ہو یا عورت، سلف صالحین اور ان کے متبعین کا یہی فیصلہ ہے، امام ابن المنذر کا قول شروع کتاب میں گزر چکا ہے۔

کہ ”اکثر علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ گستاخ نبی واجب القتل ہے، یہی قول مالک، لیث، احمد، اسحاق کا ہے، امام شافعی کا بھی مذہب ہے، نعمان (بن ثابت ابو حنیفہ) سے منقول ہے کہ ذمی قتل نہیں کیا جائے گا“

یہ قول اس بات کی دلیل ہے کہ اکثر علماء کے ہاں وہ واجب القتل ہے، اس کے قتل کی وجہ دو عیوب ہیں:

پہلا عیب: عہد شکنی۔

❶ الصارم (۴۶۷/۲)

الصارم المسلول علی شاتم الرسول

دوسرا عیب: دیگر حدود میں سے ایک

امام ابن راہویہ فرماتے ہیں

”اگر وہ علانیہ گستاخی کا ارتکا جن کا موقف ہے: کفار کرتے ہیں، یہ موقف غلط

نیز فرمایا:

”یہ قتل کیے جائیں گے ک

حضرت عمر بن عبدالعزیز عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ا کی گستاخی کی۔“

اور ارشاد فرمایا:

”ہم نے ان سے مصالحہ

اسی طرح امام احمد ابن کو کئی دلائل سے ثابت کیا ہے اکثر حنابلہ نے یہی موقف بیان ک کیا ہے اور اس کو من جملہ ان چیز متقدمین علمائے کرام ک ہے اور ذمی کا قتل عہد شکنی کی

❶ (ص: ۳۲، ۳۳)

❷ ای: من الحنابلة.

الصبارم المسلول علی شاتم الرسول

دوسرا عیب: دیگر حدود میں سے ایک یہ بھی حد ہے، فقہائے حدیث کا یہ قول ہے۔

امام ابن راہویہ فرماتے ہیں:

”اگر وہ علانیہ گستاخی کا ارتکاب کریں گے تو وہ قتل کیے جائیں گے۔ جن کا موقف ہے: کفار

گستاخ رسول ﷺ سے زیادہ جرم شرک کرتے ہیں، یہ موقف غلط ہے۔“

نیز فرمایا:

”یہ قتل کیے جائیں گے کیونکہ انہوں نے عہد شکنی کی ہے، اسی طرح حضرت عمر بن عبدالعزیز

رحمہ اللہ نے کیا، اس میں کوئی شبہ نہیں، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اس پادری کو قتل

کیا جس نے رسول اللہ ﷺ کی گستاخی کی۔“

اور ارشاد فرمایا:

”ہم نے ان سے مصالحت اس وجہ سے نہیں کی کہ وہ گستاخی کریں۔“^①

اسی طرح امام احمد اس کے واجب القتل ہونے اور اس کے عہد کے ختم کو کئی دلائل سے ثابت کیا

ہے، ان کی بعض نصوص پہلے گزر چکی ہیں، اسی طرح اکثر حنابلہ نے یہی موقف بیان کیا ہے،

انہوں نے متعدد مخصوص مقامات پر اس مسئلے کو ذکر کیا ہے اور اس کو من جملہ ان چیزوں میں

ذکر کیا ہے جن کی وجہ سے عہد شکنی لازم آتی ہے۔

متقدمین علمائے کرام اور متاخرین کے ایک گروہ نے کہا ہے اس کا قتل نامزد ہے اور ذمی کا قتل عہد

شکنی کی بنا پر ہے جیسا کہ امام کا کلام اس پر دلالت کرتا ہے۔^②

① (ص: ۳۳، ۳۲)

❷ ای: من الحنابلة.

یہ صورتحال بھی ان کے ہاں اور عربوں کی الفاروق ص ۴۱، ص ۱۱-۱۲ (طبعہ ۱۴۱۴ھ)

رسوا کن طریقہ:

ان کی قدر و قیمت جاتی رہی ہے: ٹیلی ویژن نے خبروں کے دوران اپنے ایک تبصرے میں کہا: سرے جنگ نہیں لڑی جاتی بلکہ غیر انسانی سلوک سے بھی۔ وہاں اب ایک خاص مقصد کے تحت عصمت دری کی جاتی ہے کیونکہ



الصبارم المسلول علی شاتم الرسول

علماء کے ایک گروہ کا کہنا ہے کہ جو ذمی عہد شکنی کرے گا اس کے بارے میں حاکم کو اسی طرح اختیار ہوگا جس طرح قیدی کے بارے میں اختیار ہوتا ہے۔ ① لہذا گستاخ رسول ﷺ عمومی کلام میں شامل ہوگا، مگر محققین حضرات، جن میں قاضی (ابو یعلی الفراء) وغیرہ شامل ہیں ②، نے اس میں یہ قید لگائی ہے کہ گستاخ رسول ﷺ اس عمومی کلام میں شامل نہیں ہے بلکہ اس کا قتل مقرر ہو چکا ہے، رہا یہ کہ اس کے قتل کے متعین ہونے میں کوئی اختلاف نہیں ہے کیونکہ ان علماء نے ایک جگہ مطلق طور پر ذمی کے احکام بیان کر دیے اور دوسری جگہ اسے مقید کر دیا کہ اس کا قتل نامزد ہو چکا ہے، لہذا وہ عمومی حکم میں داخل نہیں ہے۔ یا پھر اس میں کوئی ضعیف رائے موجود ہے کیونکہ انہوں نے ایک جگہ کچھ کہا اور دوسرے مقام پر اس رائے کی خود ہی مخالفت کر دی۔

شوافع کے نزدیک:

شوافع کا بھی اس میں اختلاف ہے، بعض کی یہ رائے ہے کہ اس کا قتل متعین ہو چکا ہے اور بعض نے اس میں اختلاف ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ دیگر عہد شکن لوگوں کی طرح ہے اور صحیح یہ ہے کہ اس کا قتل کرنا جائز ہے۔ ③ ان کا کہنا ہے کہ یہ قیدی کی طرح ہے امام (حاکم) کو اختیار ہے کہ وہ درست معاملہ کرے، امام شافعی کا کلام اس بات کا متقاضی ہے کہ عہد شکن کا حکم حربی (جنگجو) کا حکم ہے اور دوسرے مقام پر نامزد طور پر اس کے قتل کا حکم دیا ہے، اس میں اختیار نہیں ہوگا۔ ④

① اسے قیدی بنائے رکھے یا قتل کر دے، یا احسان کرے یا فدیہ لے کر چھوڑ دے۔

② أبو یعلیٰ الفراء۔

③ ای: من الناقضین للعہد۔

④ دیکھیے: کتاب الام (۴ / ۲۰۸ - ۲۱۱)

الصارم المسلول علی شاتم الرسول

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے ہاں

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے مراد یہ ہے کہ ذمیوں کا معاہدہ والے اور جنگ جو ہوں گے حفاظت میں رہتے ہیں، لہذا

مالکی مذہب:

ان کا عہد اتنی دیر ہوئے نہ نکلیں، کسی ظلم و زیاد یا دار الحرب چلے جائیں واجب القتل قرار دیا ہے اسے زبردستی بدکاری کرتا۔ اسے سخت ترین اذیت کے ان نصوص وغیرہ ہے جیسا کہ کئی اماموں - رہا اس آدمی کا قتل اور وہ ہمارے ہاتھوں میں ہے کہ اس میں مسلمانوں مذہب ذکر کیا ہے جیسے ا

• ① انظر الصارم (۲ / ۹۶

• ② انظر الصارم (۲ / ۱

• ③ من الصارم

الصبارم المسلول علی شاتم الرسول

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے ہاں: ①

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک یہ مسئلہ اپنی اصل پر نہیں ہے، اصل سے مراد یہ ہے کہ ذمیوں کا معاہدہ اسی وقت ٹوٹے گا جس وقت وہ شان و شوکت والے اور جنگ جو ہوں گے وہ اس (شان و شوکت کی بدولت) حمایت اور حفاظت میں رہتے ہیں، لہذا اپنے احکامات کا اجرا ان پر ممکن نہیں ہے۔

مالکی مذهب:

ان کا عہد اتنی دیر تک نہیں ٹوٹے گا جب تک وہ ہم سے چھٹکارا پاتے ہوئے نہ نکلیں، کسی ظلم و زیادتی کی شکایت کے بغیر جزیہ دینے سے انکار کر دیں، یا دارالحرب چلے جائیں لیکن امام مالک نے گستاخ رسول ﷺ کو نامزد طور پر واجب القتل قرار دیا ہے اور یہ بھی فرمایا کہ اگر کوئی ذمی کسی آزاد مسلمان عورت سے زبردستی بدکاری کرتا ہے تو وہ واجب القتل ہے اور اگر وہ عورت لونڈی ہے تو اسے سخت ترین اذیت سے دوچار کیا جائے گا۔ ②

ان نصوص وغیرہ سے معلوم ہوا کہ گستاخ رسول ﷺ کا قتل متعین ہو چکا ہے جیسا کہ کئی اماموں نے اس کا اثبات کیا ہے۔ ③

رہا اس آدمی کا قول جس نے یہ کہا کہ ہر عہد شکن کا قتل نامزد ہو چکا ہے اور وہ ہمارے ہاتھوں میں ہے یا پھر ہر عہد شکن کا قتل اس وجہ سے لازم ہو چکا ہے کہ اس میں مسلمانوں کے لیے ضرار اور اذیت ہے، جیسا کہ ہم نے امام احمد کا مذهب ذکر کیا ہے جیسے امام شافعی کا کلام بھی اس پر دلالت کرتا ہے۔

❶ انظر الصارم (٢ / ٤٩٦)

❷ انظر الصارم (٢ / ٥٠١)

❸ من الصارم

رسول اللہ ﷺ کے جان اور عزت کا (الفاروق، مئی ۱۹۹۴ء، ص ۱۱-۱۲، ذی قعدہ ۱۴۱۴ھ) سفاکانہ طریقہ : اس کی قدر و قیمت جاتی رہی ہے : محی الدین نے خبروں کے دوران اپنے ایک تبصرے میں کہا: سے جنگ نہیں لڑی جاتی بلکہ غیر انسانی سلوک سے بھی۔ وہاں بھی ایک خاص مقصد کے تحت عصمت دری کی جاتی ہے کیونکہ ❀❀❀

الصبارم المسلول علی شاتم الرسول 106

یا کوئی یہ کہے کہ محض گستاخ رسول سے عہد شکنی ہو جاتی ہے اور اس کے مرتکب کا قتل متعین ہو چکا ہے، جیسا کہ قاضی (ابویعلیٰ) نے ذکر کیا ہے اور جیسے شوافع کی ایک جماعت نے یہ ذکر کیا ہے۔

اور جیسے ان لوگوں نے بھی اس کا اثبات کیا ہے جنہوں نے اس گستاخی کو عہد شکنی میں شمار کیا ہے، انہوں نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ حاکم اجمالی طور پر عہد شکنی کے مسئلے میں فیصلے کرنے کا مختار ہے۔

انہی علماء نے دوسرے مقامات پر ذکر کیا کہ وہ بغیر کسی اختیار کے قتل ہی کیا جائے گا، یہ مسئلہ واضح ہے۔ رہا اس آدمی کا یہ قول کہ ہر عہد شکنی میں امام (حکمران) مختار ہوگا، ہم نے یہ تو ذکر کیا ہے کہ ان سے سبھی حقوق پورے پورے لیے جائیں گے، جیسے قتل کا بدلہ، حد یا تعزیر وغیرہ کیونکہ ہمارا ان سے یہ معاہدہ ہوا ہے کہ وہ ہمارے احکامات قبول کریں گے اور یہ ہمارا حکم ہے، جب ہم نے اس کے پورے احکام بیان کر دیے تو اب امام (حکمران) اس مسئلے میں خود مختار ہے جیسے کہ وہ قیدی کے مسئلے میں ہے۔

اس قول کے پیش نظر ممکن ہے کہ وہ یہ کہیں کہ گستاخ رسول ﷺ کا قتل شرعی حدود میں سے ایک حد کی وجہ سے ہے، جیسے وہ (معاہدہ) زنا اور راہ زنی سے ٹوٹ جاتا ہے اور اس جرم کی

پاداش میں واجب القتل ہونے کی صورت میں اسے قتل کیا جاتا ہے، بلکہ کبھی کبھار تو حدود میں سے کسی حد کی پامالی کی وجہ سے ذمی کو قتل کیا جاتا ہے، اگرچہ اس کا معاہدہ نہ بھی ٹوٹے، جیسے اگر وہ کسی ذمی کو قتل کر دیتا ہے۔

امام مالک کے مذہب کی توجیہ اس سمت سے ممکن ہے اگرچہ بعض مالکیہ کا یہ موقف ہے کہ اس کا عہد نہیں ٹوٹے گا۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ حکمران خود مختار ہے اس پر بعض فقہاء کا عمومی

الصبارم المسلول علی شاتم الرسول

اور مطلق کلام دلالت کرتا ہے، اسی جائے گا۔

مطلق مذاہب کا اختیار ان بریں ضروری ہے کہ ان کا وہی کلام

خلاصہ کلام:

اگر اس میں اختلاف بھی ہے ضعیف (ناقابل اعتبار) ہے، اس کرنے کی دلیل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جنہیں ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں۔

1 انظر الصبارم (۱-۲/۵۱۲)

کے بیان اور عزم کا

(الفاروق، ص ص ۱۱-۱۱۲، طبع ۱۴۱۳ھ)

ساداتی طریقہ: ہی قدر و قیمت جاتی رہی ہے: ماہرین نے خبروں کے دوران اپنے ایک تبصرے میں کہا: سے جنگ نہیں لڑی جاتی بلکہ غیر انسانی سلوک سے بھی۔ وہاں ایک خاص مقصد کے تحت عصمت دری کی جاتی ہے کیونکہ



ل سے عہد شکنی ہو جاتی ہے اور اس کے قاضی (ابویعلی) نے ذکر کیا ہے اور جیسے

ثابت کیا ہے جنہوں نے اس گستاخی کو ذکر کیا ہے کہ حاکم اجمالی طور پر عہد

کر گیا کہ وہ بغیر کسی اختیار کے قتل ہی ذمی کا یہ قول کہ ہر عہد شکنی میں امام کہ ان سے سبھی حقوق پورے پورے وغیرہ کیونکہ ہمارا ان سے یہ معاہدہ ہے اور یہ ہمارا حکم ہے، جب ہم نے م (حکمران) اس مسئلے میں خود مختار

ہے کہ گستاخ رسول ﷺ کا قتل شرعی معاہدہ) زنا اور راہ زنی سے ٹوٹ ہونے کی صورت میں اسے قتل کیا پامالی کی وجہ سے ذمی کو قتل کیا جاتا ذمی کو قتل کر دیتا ہے۔ ہے ممکن ہے اگرچہ بعض مالکیہ کا

ہے اس پر بعض فقہاء کا عمومی

الصبارم المسلول علی شاتم الرسول

اور مطلق کلام دلالت کرتا ہے، اسی طرح یہ موقف کہ اسے دار الحرب پہنچا دیا جائے گا۔

مطلق مذاہب کا اختیار ان کے ذمہ غلطی تھوپنے کے مترادف ہے، بنا بریں ضروری ہے کہ ان کا وہی کلام اختیار کیا جائے جو مفسر ہو۔

خلاصہ کلام:

اگر اس میں اختلاف بھی ثابت ہو جائے تو یہ نقلی طور پر اور توجیہی طور پر ضعیف (ناقابل اعتبار) ہے، اس (گستاخ رسول ﷺ) کے نامزد طور پر قتل کرنے کی دلیل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین رحمہم اللہ، احادیث اور آیات قرآنیہ ہیں، جنہیں ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں۔^①

① انظر الصارم (۵۴۱-۵۱۲/۲)

تیسرا مسئلہ ①

اسے قتل ہی کیا جائے، اسے توبہ نہیں کروائی جائے گی

خواہ وہ مسلمان ہو یا کافر

امام احمد فرماتے ہیں ② : ”ہر گستاخ رسول ﷺ خواہ وہ مسلمان ہو یا کافر واجب القتل ہے، میری رائے ہے کہ اسے قتل کیا جائے گا توبہ نہیں کروائی جائے گی۔“

باوجود یہ کہ امام موصوف نے یہ دلیل پیش کی ہے کہ اگر وہ مسلمان ہے تو مرتد ہو جائے گا اور اگر وہ ذمی ہے تو اس کا معاہدہ ٹوٹ جائے گا، اکثر حناہلہ نے مطلق طور پر گستاخ رسول کو واجب القتل قرار دیا ہے اور توبہ کروانے کا ذکر نہیں کیا، یہاں تک کہ جو رسول اللہ ﷺ کی والدہ (حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا) پر تہمت لگائے گا وہ بھی مطلق طور پر واجب القتل ہے، اس سے بھی توبہ کروانے کا ذکر نہیں ہے۔

باوجود یہ کہ ایسا مرتد جو گستاخ نہیں ہے اس سے توبہ کروانا واجب ہے یا مستحب ہے اس بارے میں آراء نقل کی گئی ہے۔

اگر وہ گستاخی سے توبہ کرے یعنی اسلام لے آئے یا دوبارہ اپنے ذمہ کی طرف پلٹ آئے اگر وہ کافر ہو اور گستاخی سے باز آ جائے تو قاضی (ابو یعلیٰ)

① الصّارم (۵۵۱/۳)

② امام حنبل کی روایت ہے، دیکھیے: الجامع للخلال (۲/ ۳۳۹. اہل الملل)

الصبارم المسلول علی شاتم الرسول

وغیرہ کا قول ہے کہ گستاخ رسول ﷺ کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی کیونکہ رسول اللہ ﷺ کو اذیت پہنچ چکی ہے۔^①

یہی قول ابن عقیل کا ہے کہ وہ آدمی کا حق ہے اس کا ساقط کرنا معلوم نہیں ہے۔

عام اصحاب کا یہ قول ہے کہ اس کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی بلکہ اگر وہ توبہ بھی کرے اسے موت کے گھاٹ اتارنا ہی ہوگا، امام ابو حنیفہ اور امام شافعی کے ایک قول کے خلاف کہ مسلمان سے توبہ کروائی جائے گی اگر وہ توبہ تائب ہو جائے تو فبہا بصورت دیگر قتل کر دیا جائے گا۔

اگر وہ ذمی ہو تو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس کا معاہدہ نہیں ٹوٹے گا۔ شوافع کا اس مسئلہ میں اختلاف ہے، علامہ الشریف ”ارشاد“ میں فرماتے ہیں^②: علامہ موصوف قابل اعتماد شخصیت ہیں۔

”گستاخ رسول ﷺ قتل کیا جائے گا توبہ نہیں کروائی جائے گی اہل ذمہ بھی گستاخی کی وجہ سے قتل کیے جائیں گے اگرچہ وہ بعد میں مسلمان ہو جائیں۔“^③

علامہ ابویعلیٰ ابن البنا ”الخصال“ میں فرماتے ہیں:

”گستاخ رسول ﷺ واجب القتل ہے، اس کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی، اگر وہ کافر ہو اور بعد ازیں اسلام قبول کر لے صحیح مذہب یہ ہے کہ اسے قتل ہی کیا جائے گا توبہ نہیں کروائی جائے گی۔“

④

① امام احمد سے بھی یہی ثابت ہے۔

② (ص: ۴۶۸)

۳. في الأصل ”يستتاب“ والتصويب من الصارم.

۴. كتاب الخصال والأقسام ابو يعلى بن البناء متوفى ۴۷۱ھ کی ہے، اس کا چوتھا

جز مکتبہ موسوعۃ فقہیہ کویت میں موجود ہے۔ رقم (۱ / ۱۲۹۳)

الصبارم المسلول علی شاتم الرسول

امام مالک کا مذہب ہمارے موقف جیسا ہی ہے، ان کے اکثر علماء مسلمان یا کافر کرے واجب القتل ہونے میں کوئی اختلاف ذکر نہیں کرتے اور یہ جرم اسلام قبول کرنے سے بھی ساقط نہیں ہوتا۔

علامہ قاضی ”الجامع الصغیر“ میں فرماتے ہیں ❶: گستاخ رسول ﷺ قتل کیا جائے گا اس کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی، اگر وہ کافر ہو اور مسلمان ہو جائے تو اس میں دو روایتیں ہیں۔“

اسی طرح علامہ ابو الخطاب نے ذکر کیا ہے کہ جو رسول اللہ ﷺ کی والدہ کی گستاخی کرے گا اس کی توبہ بھی قبول نہیں کروائی جائے گی اور اگر وہ کافر ہو تو اس میں دو روایتیں ہیں۔

ہمارے بعض اصحاب نے ایک روایت یوں بھی ذکر کی ہے کہ مسلمان کی بھی توبہ قبول کی جائے گی، جب وہ اسلام کی تجدید کرے اور گستاخی سے رجوع کرے۔ ❷ ابو الخطاب نے (الہدایۃ) یہ موقف ذکر کیا ہے، بعض متاخرین بھی اسی نقش قدم پر چلے ہیں۔ ❸

خلاصہ یہ ہے کہ علماء نے گستاخ رسول ﷺ کی توبہ کے بارے میں تین روایات ذکر کی ہیں:

۱۔ قبول نہیں کی جائے گی، اس کے دلائل موجود ہیں۔

۲۔ قبول ہوگی۔

❶ جامعہ الامام میں اس رسالہ کی تحقیق ہوچکی ہے۔ دیکھیے: المدخل المفصل (۸۰۹/۲)

❷ یعنی امام احمد سے عبارت میں کلمہ ”روایت“ مکرر ہے اور اگر ایک پر وہ اکتفا کرتے تو کفایت کر جاتا۔

❸ (۱۱۰/۲)

۳۔ کافر اور مسلمان کی توبہ میں تفریق کی جائے گی۔

کافر کی توبہ قبول کی جائے گی، مسلمان کی نہیں ذمی کی توبہ اسی شکل میں قبول کی جائے گی، جب وہ اسلام قبول کرے گا۔ رہا یہ مسئلہ کہ وہ گستاخی سے باز آجائے اور دوبارہ معاہدہ کرے تو ایک روایت میں ہے کہ اسے معاف نہیں کیا جائے گا۔^①

ہمارے اس قول کے مطابق قیدی کی طرح اسے بھی اختیار دیا جائے گا دوبارہ معاہدہ میں جانے کے لیے اس سے توبہ کروانا مشروع ہے، ایک روایت کے مطابق یہ توبہ کروانا واجب نہیں ہے، علامہ ابو الخطاب کی ذکر کردہ روایت کے مطابق اگر ذمی اسلام قبول کرلے تو قتل اس سے ساقط ہو جائے گا، یہ اس قول کی طرح ہے کہ ہر کافر کو دعوت دینا واجب ہے اور ذمی کو توبہ کروانا بھی واجب ہے۔^②

علامہ السامری نے ذکر کیا ہے کہ مسلمان کی توبہ کے بارے میں دو روایتیں ہیں اس کافر کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی۔^③

یعنی دوسرے علماء کی روایت کے برعکس ہے، مگر معاملہ ایسا نہیں، بلکہ اس میں خلل ہے وگرنہ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ مسلمان کی توبہ اسلام کی وجہ سے قبول کریں تو ذمی کی توبہ تو اسلام لانے کی وجہ سے بالاولیٰ قبول کی جائے گی، شیخ الاسلام نے اسے ذکر کیا ہے۔^④

نیز فرمایا:

علامہ السامری کی رائے میں یہ توجیہ ہے کہ مسلمان سے گستاخی غلطی کی بنا

① یحتمل رسمها ایضاً: ”تائباً“ وما اثبت موافق للصبارم (۳ / ۵۶۳) وهو الاوفق.

② الصارم (۳ / ۵۶۹ ، ۵۷۰)

③ یہ ابو عبدالله محمد بن عبدالله السامری متوفی ۶۱۶ ھ ہیں، ذیل الطبقات (۲ / ۱۲۱)

④ الصارم (۳ / ۵۶۴-۵۶۵)

(الفاروق " ص ۱۱۱-۱۱۲ مطبع ۱۳۱۴ھ)

سادہ طریقہ:

اس کی قدر و قیمت جاتی رہی ہے:

ٹیلی ویژن نے خبروں کے دوران اپنے ایک تبصرے میں کہا: کہ یہ جنگ نہیں لڑی جاتی بلکہ غیر انسانی سلوک سے بھی۔ وہاں ایک خاص مقصد کے تحت عصمت دری کی جاتی ہے کیونکہ



الصارم المسلول علی شاتم الرسول

پر بھی ممکن ہوتی ہے، اعتقادی طور پر ضروری نہیں، ہم اس کی توبہ کو اس وجہ سے قبول کریں گے کہ اس کی زبان غوطہ کھا گئی ہے یا وہ انتہائی محدود پیمانے کے علم کا مالک ہے، اور ذمی تو محض تکلیف دینے کے درپے ہوتا ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ جب اس پر حد واجب ہوگئی تو دیگر حدود کی طرح وہ حد اسلام لانے سے ساقط نہیں ہوگی۔

خلاصہ یہ نکلا کہ مشہور دلائل سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ دونوں توبہ نہیں کروائے جائیں گے اگر وہ دونوں توبہ کر لیں تو مشہور مذہب کے مطابق ان کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی۔^①

ذمی کے بارے میں ان (السامری) سے منقول ہے کہ جب وہ مسلمان ہو جائے تو اس سے قتل ساقط ہو جائے گا اگرچہ وہ توبہ نہ کرے۔ ان سے یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ مسلمان سے توبہ کروائی جائے گی اور اس کی توبہ قبول کی جائے گی اور اس سے ذمی نکال دیا جائے گا کہ وہ توبہ کرے، یہ انتہائی بعید ہے۔

جان لیجیے کہ گستاخی قذف کی شکل میں ہو یا کسی اور صورت میں، ان میں کوئی فرق نہیں ہے، اسے امام احمد کے اکثر اصحاب اور دیگر علماء نے بھی ذکر کیا ہے۔

شیخ ابو محمد نے قذف اور گستاخی میں فرق کیا ہے اور مسلمان اور کافر کے قذف (تہمت) کے حکم میں دو روایتیں ذکر کی ہیں۔^②

① • الصارم (۵۷۰/۳)

② • یہ موفق الدین عبداللہ بن احمد بن قدامہ ہیں صاحب کتاب المغنی (متوفی ۵۶۲۰ھ)

الصارم المسلول علی شاتم الرسول

پھر کہا:

”اسی طرح اس کے گستاخ کی حد سے ساقط ہو جاتی ہے۔“

یہ قول عنقریب آ رہا ہے۔

مالکی مذہب:

رہا امام مالک کا مذہب تو کروائی جائے گی اور آپ کا مشہور کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی اور بطور حد قتل کیا جائے گا، کفر کی وجہ

ان سے یہ بھی مروی ہے کہ ”اس بنا پر اس سے توبہ کرو عبرتناک سزا دی جائے گی اگ

رہا ذمی جب وہ گستاخی کر اس کے قتل کو دور کر دے گا اس نے ذکر کیا ہے۔^①

شافعی مذہب:

مذہب شافعی میں گستاخ ر

• ① دیکھیے: المغنی (۴۰۵/۱۲)

• ② چوتھے مسئلہ میں بیان ہوگا۔

• ③ یہ قاضی عبدالوہاب بن علی بن ن

بغداد (۳۱/۱۱) و ترتیب المدار

• ④ دیکھیے: الشفا (۴۸۸/۲)

الصبارم المسلول علی شاتم الرسول

پھر کہا: ”اسی طرح اس کا گستاخ کرنا، تہمت لگانا ہاں وہ اسلام لانے سے ساقط ہو جاتی ہے۔“ ۱
یہ قول عنقریب آ رہا ہے۔ ۲

مالکی مذہب:

رہا امام مالک کا مذہب تو اس میں گستاخ کو قتل کیا جائے گا توبہ نہیں کروائی جائے گی اور آپ کا مشہور مذہب یہ ہے کہ مسلمان گستاخ رسول ﷺ کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی اور اس کا حکم زندیق کا ہے، ان کے ہاں اسے بطور حد قتل کیا جائے گا، کفر کی وجہ سے نہیں اگر وہ توبہ کا بھی اظہار کرے۔

ان سے یہ بھی مروی ہے کہ یہ ارتداد ہے، آپ ﷺ کے اصحاب نے فرمایا: ”اس بنا پر اس سے توبہ کروائی جائے گی اگر وہ توبہ کر لے تو اسے عبرتناک سزا دی جائے گی اگر وہ انکاری ہو تو اسے قتل کیا جائے گا۔“

رہا ذمی جب وہ گستاخی کرے اور پھر اسلام لے آئے، کیا اس کا اسلام اس کے قتل کو دور کر دے گا اس میں دو روایتیں ہیں، جنہیں عبد الوہاب ۳ وغیرہ نے ذکر کیا ہے۔ ۴

شافعی مذہب:

مذہب شافعی میں گستاخ رسول ﷺ کی دو صورتیں ہیں:

- ۱ دیکھیے: المغنی (۱۲ / ۴۰۵) ۲ چوتھے مسئلہ میں بیان ہوگا۔ ۳ یہ قاضی عبد الوہاب بن علی بن نصر البغدادی المالکی متوفی ۴۲۲ھ ہیں، دیکھیے: تاریخ بغداد (۱۱ / ۳۱) و ترتیب المدارک (۷ / ۲۲۰ - ۲۲۷) ۴ دیکھیے: الشفا (۲ / ۴۸۸)

الصبارم المسلول علی شاتم الرسول

اولاً: وہ مرتد کی طرح ہے اگر وہ توبہ کر لے تو قتل اس سے ساقط ہو جائے گا۔ ثانیاً: ہر حالت میں اس کی حد قتل ہے۔ ①

صیدلانی نے ایک تیسرا قول بھی ذکر کیا ہے کہ تہمت سے گستاخی کرے اسے ارتداد کی بنا پر قتل کیا جائے گا، اگر وہ توبہ کر لے تو اس کا قتل زائل ہو جائے گا اور تہمت کے جرم میں اسی کوڑے لگائے جائیں گے، اگر وہ تہمت کے علاوہ کوئی اور گستاخی کرے تو اس کے جرم کے مطابق اسے تعزیر لگائی جائے گی۔ ②

پھر مؤلف نے ان لوگوں کے دلائل ذکر کیے جن کے ہاں گستاخ کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی اور جو اس کے معارض دلیل ہے ان کا بھی جواب دیا ہے۔ ③

اور اس پر استدلال قرآن مجید، سنت نبویہ، اجماع اور اعتبار (اقدار) کے ایسے دلائل سے کیا ہے جنہیں رد کرنا ممکن نہیں ہے، جن کی مقدار ہمارے شہر کی آٹھ کاپیاں بنتی ہے، انہیں وہاں سے ملاحظہ کیا جائے۔ ④

① دیکھیے: روضۃ الطالبین (۱۰ / ۳۳۲) و مغنی المحتاج (۴ / ۱۴۱) ② یہ ابوبکر محمد داود بن محمد الصیدلانی الشافعی متوفی ۴۲۷ھ، میں دیکھیے: طبقات السبکی (۴ / ۱۴۸) ③ ہذا من کلام المختصر إلی نہایۃ الفقرة. ④ شیخ الاسلام نے الصبارم (۳ / ۷۰۹ - ۸۶۲) میں ذمی اور گستاخ مسلمان کے قتل کے لازم ہونے پر ستائیس طریقوں سے استدلال کیا ہے۔ پھر مخالفین اور ان کے اعتراضات کے پچیس جوابات دیے۔ (۳ / ۸۶۴ - ۹۴۰)

چوتھا مسئلہ ①

گستاخی سے کیا مراد ہے اس میں اور محض کفر میں کیا فرق ہے؟

اس بحث سے قبل ہم بطور مقدمہ چند باتیں ذکر کرنا چاہتے ہیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی گستاخی ظاہری اور باطنی کفر ہے، خواہ گستاخ اس کے حرام ہونے کا عقیدہ رکھے یا اسے حلال سمجھے یا پھر وہ اپنے عقیدے سے بے خبر ہو، یہ مذہب فقہاء اور دیگر ائمہ اہل سنت کا ہے جن کے ہاں ایمان قول اور عمل کا نام ہے۔ امام اسحاق بن راہویہ، جو امام شافعی اور امام احمد کے علم و فضل میں ہم پلہ ہیں، فرماتے ہیں:

”مسلمانوں کا اجماع ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کی گستاخی کرے یا اس کے رسول ﷺ کی گستاخی کرے یا وہ کسی ایسی چیز کا رد کرے جسے اللہ تعالیٰ نے نازل کیا ہے یا وہ کسی پیغمبر کو قتل کرے وہ کافر ہے اگرچہ وہ ہر منزل من اللہ کا اقرار کرے۔“ ②

یہی موقف سحنون کا ہے اور فرمایا: جو اس کے کفر میں شک کرے وہ کافر ہے، متعدد علما نے اس کا اثبات کیا ہے جن میں امام احمد امام شافعی وغیرہ شامل ہیں۔

مزید فرمایا:

جو اللہ تعالیٰ کی کسی نشانی سے ٹھٹھا کرے وہ کافر ہے۔ ③

① • الصبارم (۳/ ۹۵۵)

② • اسی طرح اسحاق مروزی سے تعظیم قدر الصلاة (۲/ ۹۳۰) میں مروی ہے۔

• 3 دیکھیے : الشفا (۲/ ۳۹۳)

ہوگا، ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ہری پور کے بیان اور انٹرویو کی ماہنامہ ”الفاروق“ کراچی ص ۱۱-۱۲ ذیقعد
(۱۴۱۳ھ)

گھناؤنا طریقہ:

جس کی قدر و قیمت جاتی رہی ہے:

ٹیلی ویژن نے خبروں کے دوران اپنے ایک تبصرے میں کہا: سے جنگ نہیں لڑی جاتی بلکہ غیر
انسانی سلوک سے بھی۔ وہاں کی ایک خاص مقصد کے تحت عصمت دری کی جاتی ہے کیونکہ



الصارم المسلمول علی شاتم الرسول

اسی طرح ہمارے اصحاب اور دیگر علما نے فرمایا ہے کہ جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی گستاخی
کرے وہ کافر ہے، خواہ مزاحاً کرے یا عمداً اور یہی موقف درست ہے۔

قاضی (ابویعلیٰ) فرماتے ہیں ❶: ”جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی گستاخی کرے وہ کافر ہوگا خواہ
وہ اسے حلال سمجھے یا نہ سمجھے اگر وہ کہے کہ میں تو اسے حلال نہیں سمجھتا، ظاہر حکم
میں اس سے قبول نہیں کیا جائے گا، ایک روایت یہی ہے اور وہ مرتد ہوگا، ظاہراً اس پر کفر کا حکم
لگایا جائے گا، رہا باطنی اعتبار سے، اگر وہ سچا ہے تو وہ مسلمان ہے، جیسے زندیق کے بارے میں
ہمارا موقف ہے۔“

قاضی نے فقہاء سے نقل کیا ہے کہ گستاخ رسول ﷺ، اگر وہ اسے حلال سمجھتا ہے تو، وہ کافر ہے،
اگر وہ اسے حلال نہیں سمجھتا تو اس نے فسق و فجور کیا اسے کافر نہیں کہا جائے گا، جیسے
صحابہ کرام کی گستاخی ہے۔

بعض عراقیوں سے نقل کیا گیا ہے کہ گستاخ رسول کو کوڑے لگائے جائیں گے، امام مالک نے اس کا انکار کیا ہے اور اس فتویٰ کو رد کیا ہے۔ ②

حافظ ابن حزم نے ذکر کیا ہے کہ بعض لوگوں کے ہاں ٹھٹھا کرنے والوں کو کافر نہیں کہا جائے گا۔ ③

① ابو یعلیٰ نے اپنی کتاب ”المعتمد فی أصول الدین“ میں بیان کیا ہے، جیسے الصارم میں ہے، یہ کتاب بھی مفقود ہے اور جو مطبوع ہے وہ مختصر ہے۔ اور اس میں یہ عبارت نہیں ہے۔

② دیکھیے: الشفا (۲/ ۴۱۱)

③ دیکھیے: المحلی (۱۲/ ۴۳۱)

الصارم المسلول علی شاتم الرسول

قاضی عیاض نے بعض فقہاء کردہ اختلاف کے بعد متعدد علماء کا عراق مشہور بالعلم نہیں ہیں اور ان

شیخ الاسلام فرماتے ہیں: فقہاء سے جو حکایت مذکور ہے وگرنہ نہیں، اس قول کی کوئی بنیاد سے نقل کیا ہے ④ جنہوں نے فقہاء کے اصولوں کے پیش نظر یہ اصول ہ لہذا کوئی یہ گمان نہ کرے کہ

ہم اب اصل مسئلہ کی طرف ہے کہ جو آپ ﷺ کی گستاخی کر اگرچہ ہر کفر گالی نہیں ہوتا، اب ہم

① الشفا (۲/ ۴۱۱)

② یعنی: أبا یعلیٰ.

③ شیخ الاسلام نے یہاں (۳/ ۶۰ جن کا قول ہے کہ محض گستاخی اور طعن طور پر اسے حلال بھی سمجھے، ان شبہات ہم نے ان کے کلام کی تلخیص مقدمہ کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔

④ الصارم (۳/ ۹۷۷)

بوسنیا : ”مسلمانوں کے جان اور عزت لوٹی گئی“ ماہنامہ ”الفاروق“ کراچی ص ۱۱-۱۲ (ذیقعد ۱۴۱۳ھ) گھناؤنا طریقہ : کی قدر و قیمت جاتی رہی ہے : ٹیلی ویژن نے خبروں کے دوران اپنے ایک تبصرے میں کہا: سے جنگ نہیں لڑی جاتی بلکہ غیر انسانی سلوک سے بھی۔ وہاں کی ایک خاص مقصد کے تحت عصمت دری کی جاتی ہے کیونکہ ❀ ❀ ❀

116 اور دیگر علماء نے فرمایا ہے کہ جو اللہ اور اس کے ہے، خواہ مزاحاً کرے یا عمدلاً اور یہی موقف کی گستاخی کرے وہ کافر ہوگا خواہ وہ کہے کہ میں تو اسے حلال نہیں سمجھتا، کیا جائے گا، ایک روایت یہی ہے کا حکم لگایا جائے گا، رہا باطنی اعتبار ہے، جیسے زندیق کے بارے میں کہ گستاخ رسول ﷺ، اگر وہ اسے حلال حلال نہیں سمجھتے تو اس نے فسق و فجور کیا کی گستاخی ہے۔

کہ گستاخ رسول کو کوڑے لگائے جائیں اس فتویٰ کو رد کیا ہے۔ ❶

میں لوگوں کے ہاں ٹھٹھا کرنے والوں

المدونہ میں بیان کیا ہے، جیسے الصارم میں کفر ہے۔ اور اس میں یہ عبارت نہیں ہے۔

الصارم المسلمون علی شاتم الرسول 117 قاضی عیاض نے بعض فقہائے عراق کی تردید اور حافظ ابن حزم کے ذکر کردہ اختلاف کے بعد متعدد علماء کا اجماع نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ بعض فقہائے عراق مشہور بالعلم نہیں ہیں اور ان کے فتویٰ کی مختلف وجوہ سے تاویل کی ہے۔ ❶

شیخ الاسلام فرماتے ہیں: فقہاء سے جو حکایت مذکور ہے کہ اگر وہ گستاخی کو حلال سمجھتا ہے تو کافر ہے وگرنہ نہیں، اس قول کی کوئی بنیاد نہیں، قاضی نے اس حکایت کو بعض متکلمین سے

نقل کیا ہے۔ ② جنہوں نے فقہاء سے نقل کیا ہے یہ جھوٹ ہے انہوں نے ان کے اصولوں کے پیش نظر یہ اصول بیان کر دیا ہے۔

لہذا کوئی یہ گمان نہ کرے کہ یہ اختلافی مسئلہ ہے، یہ محض غلط ہے۔ ③

فصل ④

ہم اب اصل مسئلہ کی طرف پلٹتے ہیں۔ ہم نے کہا ہے کہ یہ ثابت ہو چکا ہے کہ جو آپ ﷺ کی گستاخی کرے اس کا خون مباح ہے اور وہ کافر ہے، اگرچہ ہر کفر گالی نہیں ہوتا، اب ہم علماء کی عبارات نقل کریں گے۔

① • الشفا (۲/ ۴۱۱)

② • یعنی: ابا یعلیٰ۔

③ • شیخ الاسلام نے یہاں (۳/ ۹۶۰ - ۹۷۶) میں مرجیہ، کرامیہ اور جہمیہ کو ذکر کیا ہے

جن کا قول ہے کہ محض گستاخی اور ٹھٹھا کفر نہیں ہے، بلکہ وہ لازمی نہیں ہے، بلکہ وہ لازمی طور پر اسے حلال بھی سمجھے، ان شبہات کے جوابات دیے جن پر مزید اضافہ ممکن نہیں ہے، ہم نے ان کے کلام کی تلخیص مقدمۃ التحقيق (ص: ۵ - ۱۴) میں بیان کر دی ہے، لہذا اس کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔

④ • الصارم (۳/ ۹۷۷)

الصبارم المسلول علی شاتم الرسول

امام احمد فرماتے ہیں: ”جو رسول اللہ ﷺ کی گستاخی یا توہین کرے وہ مسلمان ہو یا کافر وہ واجب القتل ہے، اس سے توبہ نہیں کروائی جائے گی۔“

مزید فرمایا: ”جو کوئی ایسی چیز ذکر کرے جس میں رب کا ذکر کر کے پھبتی کسے وہ واجب القتل ہے۔“^①

ہمارے اصحاب کے ہاں یہ ہے: ”جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی گستاخی اشارتاً کرے یہ ارتداد ہے اور یہ صراحتاً گستاخی کے حکم میں ہے۔“^②

اس مسئلہ میں ہمارے اصحاب کا کوئی اختلاف نہیں ہے کہ جو رسول اللہ ﷺ کی والدہ پر قذف لگائے تو یہ ان اسباب میں سے ایک ہے جو قتل کو لازم کرتا ہے اور اس کی شدت میں اضافہ کرتا ہے۔

قاضی عیاض فرماتے ہیں^③: ”ہر وہ شخص جو گستاخی رسول ﷺ کرے، عیب جوئی کرے، آپ ﷺ کی شخصیت، نسب نامہ، دین یا کسی خوبی کو داغ دار کرتا ہے یا پھر اشارتاً گستاخی کرتا ہے یا کسی ناپسندیدہ چیز سے تشبیہ دیتا ہے یا آپ کی حیثیت کم کرتا ہے یا بے قدری کرتا ہے یا عیب جوئی

① حنبل کی روایت ہے، جیسا الجامع لأهل الملل للخلال (۲ / ۳۳۹) میں ہے۔ ② انظر: الانصاف (

۱۰ / ۳۳۳) ③ الشفا (۲ / ۳۹۲ - بشرح القاری)

الصبارم المسلول علی شاتم الرسول

کرتا ہے، یہ گستاخ ہے اسے قتل کیا جائے گا، خواہ وہ گستاخی صراحتاً کرے یا اشارتاً۔ اسی طرح جو آپ پر لعنت کرے یا نقصان پہنچانے کی خواہش کرے، بددعا کرے، ایسی چیز کو آپ ﷺ کی طرف منسوب کرے جو آپ ﷺ کے منصب کے لائق نہیں یعنی بطور مذمت، آپ ﷺ کی زندگی کے کسی پہلو کے بارے میں عیب جوئی کرے، جھوٹ بہتان تراشی اور بکواس کرے، یا جو آپ ﷺ پر مصیبتیں اور پریشانیاں آئیں ان میں سے کسی کا طعنہ دے یا آپ ﷺ کے بعض بشری تقاضے کے تحت کیے ہوئے جائز کاموں کو تحقیر کی نگاہ سے دیکھے یا جو آپ ﷺ کے ساتھ خاص ہیں۔“

قاضی صاحب فرماتے ہیں: ان چیزوں پر علما، صحابہ کرام سے لے کر ہنوز مفتیان اسلام کا اجماع ہے۔

امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”جو آپ کو گالی دے اسے قتل کیا جائے گا تو بہ نہیں کروائی جائے گی۔“

امام ابن القاسم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”یا آپ ﷺ کو گالی دے، عیب جوئی کرے تو بہن کرے وہ قتل کیا جائے گا اس کا حکم زندیق کا ہے۔“^①

بعض مالکیہ نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ اگر کوئی نبی ﷺ پر کسی مکروہ چیز کی بددعا کرے اسے بغیر توبہ کرائے قتل کیا جائے گا۔^②

① دیکھیے: الشفا (۲/ ۳۹۵)

② اسے قاضی نے الشفا (۲/ ۳۹۶) میں ذکر کیا ہے۔ الصبارم اور الشفا میں بعض مالکیہ کا ذکر ہے۔

الصارم المسلول علی شاتم الرسول

قاضی عیاض نے مختلف فیصلوں میں مشہور فقہائے مالکیہ کا اجماع نقل کیا ہے کہ اسے بغیر توبہ کرائے قتل کر دیا جائے گا۔ ❶

ان میں سے ایک یہ ہے کہ ایک آدمی نے کچھ لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کی صفت بیان کرتے ہوئے سنا، اچانک ان کے پاس سے ایک بدشکل اور بری داڑھی والا آدمی گزرا ایک بدبخت نے کہا: کیا تم نبی ﷺ کی شکل و صورت جاننا چاہتے ہو؟ وہ ایسا تھا جیسا یہ آدمی گزر رہا ہے۔

اور وہ واقعہ ہے کہ ایک آدمی نے کہا: نبی ﷺ تو کالے رنگ کا تھا۔

اسی طرح آتا ہے کہ ایک آدمی کو کہا گیا: لا وحق رسول اللہ ﷺ! اس نے جواب دیا: اللہ اس سے ایسا ویسا کرے اسی طرح: ”عشار“ (سامان کا ٹیکس وصول کرنے والا)

أَدَّ، وَاشْكُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ. ❷

”تو ٹیکس ادا کر اور جا نبی کو جا کر شکایت کر۔“

اسی طرح متفقہ (بناوٹی فقیہ) اپنے مناظرہ میں آپ ﷺ کا نام یتیم اور ختن حیدرة (ختن سے مراد ہر وہ رشتہ دار جو عورت کی طرف سے ہو) رکھتا، اور اس (بدبخت) کا یہ تصور تھا کہ آپ ﷺ کا زہد ارادتاً نہ تھا اگر وہ پاکیزہ چیزوں کو کھانے کی قدرت رکھتے تو ضرور استعمال کرتے اسی طرح کی یاوہ گوئی کرتا۔

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”ہر وہ اشارہ جس میں سبکی ہو وہ گالی ہے۔“

❶ في الشفاء (٢ / ٣٩٧ - ٣٩٨)

❷ أي أنه غير مبال باطلاع النبي ﷺ على اخذه المكس.

الصبارم المسلول علی شاتم الرسول

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور دیگر احناف فرماتے ہیں: ”جو توہین کرے، یا اظہار براءت کرے یا تکذیب کرے وہ مرتد ہے۔“

علما کے سبھی گروہوں کے دلائل کا اس پر اتفاق ہے کہ آپ ﷺ کی توہین ایسا کفر ہے جس کی بدولت خون مباح ہو جاتا ہے اور ان علماء کا توبہ کروانے میں اختلاف پیچھے گزر چکا ہے۔

اس میں کوئی فرق نہیں ہے کہ وہ عیب جوئی کا قصد کرے یا نہ قصد کرے، یا بطور تمسخر کہے یا مزاحاً، یہ سب یکساں ہیں کیونکہ بسا اوقات آدمی ایسا کلمہ کہتا ہے وہ اس کے وبال کی وجہ سے ایسی آگ میں جا گرتا ہے جو مشرقین سے زیادہ دوری رکھتی ہے۔^①

جو آدمی جس قسم کی گستاخی اور توہین کرے یقیناً اس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو اذیت پہنچائی ہے اور اس کا تعلق بھی ان اقوال سے ہے جو اقوال بذات خود باعث اذیت ہونے کی وجہ سے لوگوں کو اذیت دیتے ہیں اگرچہ اس کا قائل اذیت دینے کا ارادہ نہ بھی کرے، کیا آپ نے اللہ تعالیٰ کا یہ قول نہیں سنا: ﴿إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ ...﴾ [التوبة: ۶۵] ”ہم تو محض خوش گپی اور دل لگی کر رہے تھے۔“

جو شخص کسی سے جھگڑا کرے اور کسی حکم میں اس سے بحث و مباحثہ کرے۔ رسول اللہ ﷺ کے ذکر سے اس کا سینہ تنگ ہو جائے یہاں تک کہ وہ

① جس طرح صحیح البخاری، حدیث (۶۴۷۷) میں حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کہ انسان بسا اوقات ایسا کلمہ بولتا ہے کہ وہ جہنم میں اتنی دور چلا جاتا ہے جتنا کہ مشرق مغرب سے دور ہوتا ہے۔“

مت روکو۔ (مسٹر مارشل بیرئیر کے بیان اور انٹرویو کی ماہنامہ ”الفاروق“ کراچی ص ۱۱-۱۲ ذیقعد ۱۴۱۴ھ)

اور گھناؤنا طریقہ: اس کی قدر و قیمت جاتی رہی ہے: ٹیلی ویژن نے خبروں کے دوران اپنے ایک تبصرے میں کہا: اس سے جنگ نہیں لڑی جاتی بلکہ غیر انسانی سلوک سے بھی۔ وہاں اس کی ایک خاص مقصد کے تحت عصمت دری کی جاتی ہے کیونکہ

الصبارم المسلول علی شاتم الرسول

اپنی گفتگو میں فحش گوئی کرے۔ وہ قرآن مجید کی آیت: ﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ...﴾ [النساء: ۶۵] ”تیرے رب کی قسم! یہ اتنی دیر تک مومن نہیں ہو سکتے، جتنی دیر تک وہ اپنے جھگڑوں میں آپ کو فیصلہ تسلیم نہ کریں۔“ کی رو سے کافر ہے، اس کا یہ عذر قبول نہیں کیا جائے گا کہ وہ اپنے مد مقابل کو پچھاڑنا چاہتا تھا۔

یہ قول بھی اسی قول جیسا ہے جس نے کہا تھا: ”یہ ایسی تقسیم ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی مقصود نہیں ہے۔“^①

اور دوسرے نے کہا: ”اے محمد ﷺ عدل کر، تو نے عدل و انصاف نہیں کیا۔“

ایک انصاری کا یہ کہنا: ”تیری پھوپھی کا بیٹا ہے۔“^②

یہ صراحتاً کفر ہے آپ نے اس سے اسی طرح چشم پوشی کی جس طرح آپ نے اس آدمی سے کی جس نے کہا اس تقسیم سے خوشنودی الہ مقصود نہیں ہے اور اسی آدمی سے جس نے کہا: عدل

کر، ہم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا ہے کہ انہوں نے ایک آدمی کو اس وجہ سے قتل کر ڈالا کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کا

① یہ ذو الخویصرہ تھا جس کا واقعہ صحیح البخاری، حدیث (۶۱۵۰) و صحیح مسلم، حدیث (۱۰۶۲) میں حضرت ابن مسعود سے مروی ہے، یہ واقعہ حضرت ابن مسعود کے علاوہ اور صحابہ سے بھی مروی ہے۔

② کھیت کو سیراب کرنے کے حوالے سے حضرت زبیر بن العوام کا قصہ ہے، جسے امام بخاری، حدیث (۲۳۶۲) نے بیان کیا ہے۔

الصبارم المسلول علی شاتم الرسول

حکم نہیں مانا۔ ① قرآن مجید اس فیصلے پر تنقید کرتا ہے اس کا کیا ہ ایک جماعت، جن میں کرے اس کی سزا تعزیر ہے، ک جائے گی کیونکہ وہ غیر واجب کیونکہ یہ اس کا حق ہے، بعض زبیر رضی اللہ عنہ کو حکم ارشاد فرمایا: وہ تک کہ وہ کھیتی کی دیواروں تک یہ سب ردی اقوال ہیں اشک نہ ہوگا کہ یہ قتل کا مستحق بدری ہے اور بدری کے بارے می اسے جواب دیا جا کرتے ہیں اور اکثر راویان ہ جیسے حضرت کعب اور ہیں۔ ③ اہل مغازی اور اصحاب

① یہ اس ”مختصر“ میں نہیں گزرا ② اس واقعہ کو اسحاق بن راہوی ابن جریر (۱۶۲/۳) اور ابن الالباری (۵ / ۴۶) و الدرالم طرف رجحان رکھتے ہیں۔ ③ ابن تیمیہ نے اس کو وہم ہو ④ جس طرح یہاں ہے اسی ط

الصبارم المسلول علی شاتم الرسول

حکم نہیں مانا۔ ❶ قرآن مجید اس کی موافقت میں نازل ہوا۔ ❷ اور آپ ﷺ کے فیصلے پر تنقید کرتا ہے اس کا کیا ہوگا؟

ایک جماعت، جن میں ابن عقیل اور شوافع ہیں، نے کہا ہے جو ایسا کرے اس کی سزا تعزیر ہے، پھر انہی میں سے بعض نے کہا اسے تعزیر نہیں لگائی جائے گی کیونکہ وہ غیر واجب ہے اور بعض نے کہا: اس سے چشم پوشی کی جائے کیونکہ یہ اس کا حق ہے، بعض نے کہا: اسے سزا دی جائے گی، جیسے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو حکم ارشاد فرمایا: وہ اپنی کھیتی سیراب کرے، پھر پانی روک لے یہاں تک کہ وہ کھیتی کی دیواروں تک پہنچ جائے۔

یہ سب ردی اقوال ہیں اور جو آدمی اس میں تھوڑا سا غور و فکر کرے گا اسے کوئی شک نہ ہوگا کہ یہ قتل کا مستحق ہے، اگر کوئی اعتراض کرے کہ صحیح حدیث میں ہے کہ وہ بدری ہے اور بدری کے بارے میں یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اس نے کفر کیا ہے۔

اسے جواب دیا جائے گا کہ اس زیادت کو ابو الیمان عن شعیب بیان کرتے ہیں اور اکثر راویان بیان نہیں کرتے، لہذا یہ وہم ہے۔ ❸

جیسے حضرت کعب اور ہلال بن امیہ کی حدیث میں ہے کہ وہ بدری صحابی ہیں۔ ❹ اہل مغازی اور اصحاب السیرت کا اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ یہ

❶ یہ اس ”مختصر“ میں نہیں گزرا بلکہ اصل الصبارم (۸۵ / ۲) میں گزر چکا ہے۔ ❷ اس واقعہ کو اسحاق بن راہویہ نے اپنی تفسیر میں بیان کیا ہے، اسی طرح دحیم نے بھی، ابن جریر (۱۶۲ / ۳) اور ابن ابی حاتم نے بھی۔ دیکھیے: الصبارم (۸۵-۸۱ / ۲) و فتح الباری (۴۶ / ۵) و الدر المنثور (۳۲۲ / ۲) ابن تیمیہ اور ابن حجر اس کی تقویت کی طرف رجحان رکھتے ہیں۔ ❸ ابن تیمیہ نے اس کو وہم ہونے کو

جزماً ثابت نہیں کیا بلکہ یہ فرمایا ”ممکن ہے یہ وہم ہو“۔ ④ جس طرح یہاں ہے اسی طرح اصل (۳/۹۸۷) میں ہے، عبارت میں سقط ہے، ⇐

الصبارم المسلول علی شاتم الرسول

دونوں بدر میں شریک نہیں ہوئے۔^①

اسی بنا پر ابن اسحاق نے زہری سے روایت کرتے ہوئے اسے ذکر نہیں کیا۔^② مگر اس کا صحیح ہونا ظاہر ہے۔

ہم اس وقت کہیں کہ حدیث میں یہ مذکور نہیں ہے کہ یہ قصہ بدر کے بعد پیش آیا، ممکن ہے کہ وہ بدر سے پہلے ہوا ہو اور صحابی بدری کہلائے کیونکہ حضرت عبداللہ بن زبیر نے قصہ اس وقت بیان کیا جب وہ بدری بن چکے تھے اور اگر یہ بدر کے بعد پیش آیا تو اس کے قائل نے توبہ و استغفار کر لیا ہوگا اور توبہ گزشتہ گناہوں کو مٹا دیتی ہے۔^③

فصل

جب یہ ثابت ہو گیا کہ ہر گستاخی، جو صراحتاً ہو یا اشارتاً، قتل کو واجب کرتی ہے، جس چیز کی پاسداری کرنا لازم ہے وہ یہ ہے کہ اس گستاخی جس سے توبہ قبول نہیں ہوتی اور وہ کفر جس سے توبہ قبول کی جاتی ہے ان دونوں میں تفریق ہے، اسی بنا پر ہمارا یہ موقف ہے:

• ← درست یوں ہے: ”جس طرح حضرت کعب کی حدیث میں مراۃ بن ربیع اور

ہلال بن امیہ کا واقعہ گزر چکا ہے۔“ یہ اضافہ ضروری ہے کیونکہ حضرت کعب نے صراحت کی ہے کہ وہ معرکہ بدر میں شریک نہیں ہوئے تاہم حضرت مرارۃ اور ہلال دونوں بدری ہیں۔

① فتح الباری (۷/ ۳۶۱ - ۳۶۲، ۷۲۴ - ۷۲۵) اور زاد المعاد (۳/ ۵۷۷) میں

یہ اختلاف ملاحظہ ہو، حافظ ابن حجر توان کے بدر ہونے کی طرف میلان رکھتے ہیں اور ابن القیم اس کے برعکس ہیں، ہر ایک کی دلیل اور حجت ہے۔

② في السيرة النبوية (٢ / ٥٣٤)

③ دیکھیے: فتح الباری (٥ / ٤٤)

الصّارم المسلول علی شاتم الرسول

اس عمل کو قرآن مجید اور احادیث نبویہ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اذیت قرار دیا گیا ہے، بعض احادیث میں اسے گستاخی اور گالی سے بھی تعبیر کیا گیا ہے۔ جس نام کی لغت اور شریعت میں حد بندی نہ ہو اس کی تحدید میں عرف کو پیش نظر رکھا جائے گا، لغت میں جیسے آسمان اور زمین کا نام ہے اور شریعت میں نماز، زکوٰۃ، کفر اور ایمان کا نام ہے، عرف میں جیسے کسی چیز کا حصول اور ہلاک ہوتا ہے۔ لہذا ضروری ٹھہرا کہ تکلیف، گستاخی اور گالم گلوچ میں عرف کا اعتبار کیا جائے۔ اہل عرف جسے گستاخی، توہین، عیب جوئی، طعنہ زنی وغیرہ قرار دیں وہ توہین ہے، اور جو ایسا نہ ہو وہ کفر ہے گستاخی نہیں۔

اس مسئلہ میں یہ اعتبار کیا جائے گا کہ وہ گستاخی اور تکلیف رسول ﷺ کے لیے ہو اگرچہ وہ دوسروں کے لیے گالی اور اذیت نہ ہو۔ اسی بنا پر یہ بات ہے کہ جو الفاظ غیر نبی کے لیے کہے تو اس پر تعزیر یا حدود میں سے کوئی حد لاگو ہو جائے تو وہ نبی ﷺ کے بارے میں گستاخی ہی شمار ہوگی جیسے تہمت تراشی اور لعنت کرنا وغیرہ ہیں۔

ربی وہ مذمت جو منصب نبوت کے ساتھ خاص ہے اگر وہ صرف نبوت کی عدم تصدیق پر مشتمل ہے تو یہ محض کفر ہے۔ ❶ اگر اس میں عدم تصدیق کے ساتھ ٹھٹھا، تحقیر ہو تو وہ گستاخی ہوگی۔ یہاں کچھ اجتہادی مسائل ہیں جن میں فقہائے کرام متردد ہیں کہ وہ گستاخی ہے یا محض ارتداد ہے، پس اگر یہ ثابت ہوا کہ وہ گستاخی نہیں ہے، اگر اس کا مرتکب روپوش ہو جائے تو وہ زندیق ہے، اس کا حکم بھی زندیق کا ہوگا وگرنہ وہ محض مرتد ہوگا، اس مسئلہ کی سبھی اقسام کو اکٹھا کرنا اور ان میں فرق کرنا کسی اور محل کا محتاج ہے۔

❶ في الأصل "فإنه لم يتضمن مجرد" والاصلاح من الصارم.

فصل 1

رہا ذمی تو محض اس کے کفر اور اس کی گستاخی میں تفریق کرنا لازم ہے، اس کے کفر سے بالاتفاق نہ تو عہد شکنی ہوتی ہے اور نہ ہی معاہد کا خون مباح ہوتا ہے۔ رہا اس کا گستاخی کرنا تو اس وجہ سے اس کا معاہدہ بھی ٹوٹ جاتا ہے اور وہ واجب القتل بھی ہو جاتا ہے جیسا کہ پیچھے اس کی تفصیل گزر چکی ہے۔

قاضی (ابو یعلیٰ) فرماتے ہیں: ”ذمیوں کا معاہدہ انہیں ان کے کفر پر رہنے کی اجازت دیتا ہے مگر گستاخی رسول ﷺ پر نہیں۔“ ②

ہمارا موقف یہ ہے کہ اصحاب کرام اور سلف صالحین کے آثار سے مطلق طور پر یہ ثابت ہوتا ہے جو گستاخی کرے خواہ وہ مسلمان ہو یا معاہد، وہ گستاخی میں تفریق نہیں کرتے اور نہ ہی وہ متواتر یا غیر متواتر توہین میں تفریق کرتے ہیں اور نہ ہی ان کے اعلانیہ کرنے میں اور نہ ہی غیر اعلانیہ کرنے میں۔ غیر اعلانیہ سے مراد یہ ہے کہ وہ مسلمانوں کے انبوه میں اس حوالے سے گستاخی نہ کرے وگرنہ اس کے بذات خود اقرار پر یا دو مسلمانوں کی گواہی کی بدولت اسے حد لگائی جائے گی۔ بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ فرض کیا جائے کہ اس نے اپنے خالی گھر میں گستاخی کی تو اس کے مسلمان پڑوسیوں نے اسے سن لیا یا پھر کوئی مسلمان ان سے تھوڑی سی گستاخی سن لیتا ہے۔

① الصبارم (۳ / ۹۹۴)

② الصبارم میں ”معاہدہ“ کے بجائے ”امان“ ہے۔

الصبارم المسلول علی شاتم الرسول

امام مالک اور امام احمدؒ فرماتے ہیں: ”ہر گستاخ اور توہین کا ارتکاب کرنے والا خواہ وہ مسلمان ہو یا کافر قتل کیا جائے گا۔^①“

ہمارے اصحاب نے بھی اسے مطلق طور پر بیان کیا ہے کہ اگر وہ تنقیص کرے خواہ وہ مسلمان ہو یا کافر قتل کیا جائے گا۔

قاضی (ابو یعلیٰ) اور ابن عقیلؒ نے ذکر کیا ہے: ”جو ایمان کو باطل کر دیتی ہے وہ امان کو بھی باطل قرار دیتی ہے جب اسے اعلانیہ کریں۔“

ابن عقیل نے اس قیاس کو ہر اس آدمی کے لیے عام کیا ہے جو تشبیہ یا تثلیث کے ساتھ ایمان کی تنقیص کرتا ہے۔^② جیسے عیسائیوں کا قول ہے کہ اللہ تین کا تیسرا ہے، اسی طرح جو ذمی اپنے دین کے مطابق بھی اعلانیہ شرک کرے گا اس کا معاہدہ ٹوٹ جائے گا۔

قاضی (ابو یعلیٰ الفراء) فرماتے ہیں کہ امام احمد نے صراحت کی ہے، جیسا کہ ان سے حنبل نے روایت کی ہے کہ جو شخص بھی اشارتاً اللہ تعالیٰ کی توہین کرے وہ واجب القتل ہوگا، خواہ وہ مسلمان ہو یا کافر، یہی اہل مدینہ کا مذہب ہے۔^③ امام احمد نے اس یہودی کے بارے میں فرمایا جو کسی مؤذن کو اذان دیتا

① • انظر ما تقدم (ص: ۹۰، ۹۱)

② • مجوسیوں کے عقیدہ کے مطابق تشبیہ سے مراد یہ ہے کہ تدبیر، نفع اور نقصان کا مالک اجالے

اور اندھیرے کو سمجھنا ہے۔ عیسائیوں کے عقیدہ میں تثلیث سے مراد جو باپ، بیٹا اور روح القدس (جبریل) معروف ہیں۔

• ③ اس کی تخریج پیچھے گزر چکی ہے۔

الصبارم المسلول علی شاتم الرسول

ہوا سن کر کہتا ہے تو نے جھوٹ بولا ہے، امام صاحب نے فرمایا: اس کی گستاخی کی وجہ سے اسے قتل کیا جائے گا۔^①

امام ابن القاسم نے گستاخ رسول کے بارے میں کہا کہ وہ گستاخ، کہے وہ نبی نہیں، یا انہیں نبی نہیں بنایا گیا یا اس پر کوئی قرآن نازل نہیں کیا گیا وہ تو بس اپنی طرف سے کہتا ہے، تو اسے قتل کیا جائے گا، اگر وہ یہ کہے کہ وہ ہماری طرف نہیں بھیجے گئے بلکہ صرف مسلمانوں کی طرف بھیجے گئے ہیں اور ہمارے نبی موسیٰؑ اور عیسیٰؑ ہیں تو ان پر کوئی مؤاخذہ نہیں ہوگا۔^②

اگر وہ یہ کہے کہ اس کا دین ہمارے دین سے بہتر ہے، اسے ادب سکھلایا جائے گا اور طویل عرصہ اسے قید کر دیا جائے گا، یہ قول محمد بن سحنون کا ہے جسے وہ اپنے والد محترم سے بیان کرتے ہیں اور ان کا یہ قول بھی ہے۔ کہ اگر وہ ایسے انداز میں گستاخی کرے جس بنا پر وہ کافر بھی ہے تو وہ قتل نہیں کیا جائے گا اور ایسی گستاخی کے علاوہ اور گستاخی پر قتل کیا جائے گا، الا یہ کہ وہ اسلام قبول کرے۔^③

موصوف نے یہودی کے بارے میں کہا جو مؤذن کی شہادت سن کر کہے ”کذبت“ تو نے جھوٹ بولا ہے، اسے سزا دی جائے گی اور قیدی بنایا جائے گا۔^④ اسی صورت کے حوالے سے امام احمد کی صراحت گزر چکی ہے کہ وہ قتل کیا جائے گا کیونکہ اس نے گستاخی کی ہے۔

① • الجامع (۲/ ۳۳۹ - أهل الملل)

② • دیکھیے: الشفا (۲/ ۴۸۵)

③ • الشفا (۲/ ۴۸۶)

شوافع کا اختلاف:

گستاخ رسول ﷺ کی گستاخی کی وجہ سے ذمی کے معاہدہ کا ٹوٹ جانا اور اس کے واجب القتل ہونا میں شوافع کا اختلاف اور اس کی دو سمتیں ہیں:

پہلی سمت:

ہمارے نبی ﷺ کی مطلق طور پر گستاخی کرنے سے اور اسی طرح ہمارے دین میں اعلانیہ تنقید کرنے سے ان کا معاہدہ ٹوٹ جائے گا، اگرچہ وہ اسے دین ہی گردانیں، جمہور کا یہی قول ہے۔

دوسری سمت:

وہ جسے دین سمجھیں کہ وہ رسول ﷺ نہیں اور قرآن اللہ کا کلام نہیں ہے تو یہ اسی طرح کا اظہار ہے جیسے ان کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ہے اور تثلیث کے بارے میں ان کا عقیدہ ہے۔ ①

ان (بعض شوافع) کا کہنا ہے کہ بغیر کسی تردد کے عہد نہیں ٹوٹے گا بلکہ ان کے اعلانیہ اظہار پر تعزیر لگائی جائے گی۔ رہا جو گستاخی کرے اور وہ اسے دین نہ سمجھے جیسے آپ ﷺ کے نسب نامہ میں طعن کرنا، اس آدمی کے بارے میں کہا جائے گا کہ اس کا معاہدہ ٹوٹ گیا ہے یہ صیدلانی اور ابو المعالی وغیرہ کا پسندیدہ موقف ہے۔ ②

جبکہ دلائل سے تو معلوم ہوتا ہے کہ ہر قسم کی گستاخی، خواہ وہ اسے دین

❶ تحریف العبارة في الصارم: إلى : "انهم اذا اظهروه" وإن كانوا يعتقدون فيه دينا من انه... وهو انتقال نظر من السطر الذي قبله.

❷ الصيدلانی کا تعارف پہلے گزر چکا ہے ، ابو المعالی سے مراد امام الحرمین الجوینی متوفی (۴۷۸ھ) ہیں۔

ورنہ یہ مسئلہ بغیر جزیے کے جان اور آبرو کی

(ماہنامہ ”الفاروق“ کراچی ص ۱۱-۱۲ ذیقعد ۱۴۱۳ھ)

رونما ڈرامائی طریقہ: عورتوں کی قدر و قیمت جاتی رہی ہے: سی این این ٹیلی ویژن نے خبروں کے دوران اپنے ایک تبصرے میں کہا: بوسنیا میں صرف ہتھیاروں سے جنگ نہیں لڑی جاتی بلکہ غیر انسانی سلوک سے بھی۔ وہاں منظم طریقہ سے اور ایک خاص مقصد کے تحت عصمت دری کی جاتی ہے کیونکہ

الصبارم المسلول علی شاتم الرسول

سمجھیں یا نہ سمجھیں، یکساں ہے اور مطلق طور پر گستاخی واجب القتل قرار دیتی ہے اور جو بحث پہلے گزر چکی ہے وہ کافی ہے۔ وہ لوگ جو آپ ﷺ کی ہجو کرتے ہیں اور عیب جوئی کرتے ہیں اور آپ ﷺ سے لوگوں کو نفرت دلاتے ہیں اگرچہ وہ اس بارے میں دین کا عقیدہ رکھے تو اس کے قتل کا حکم دیا گیا ہے۔ اس فرق کی کوئی حیثیت نہیں۔^①

اسی طرح اگر ہم یہ کہیں کہ گستاخی وہی ہوگی جو ان کے دین میں نہ ہوگی۔ تو ہر آدمی کے لیے یہ عذر پیش کرنا ممکن ہوگا کہ میں اسے دین سمجھ کر کرتا ہوں۔ تو اس وقت ہم اسے کہیں گے کہ گستاخی کو بطور مثال بیان کرنا یا اس کی کیفیت بیان کرنا دل اور زبان دونوں پر ثقیل ہے اور ہم اس حوالے سے اپنے مومنوں کو کھولنا بہت بڑی جسارت سمجھتے ہیں۔ لیکن بحث اس کی متقاضی ہے لہذا ہم فرضی طور پر بغیر کسی تعین کے مطلقاً گستاخی کی اقسام بیان کیے دیتے ہیں اور فقیہ اپنے متعلقہ قول کا انتخاب کر لے۔

گستاخی کی اقسام:

گستاخی کی دو قسمیں: ① دعا۔ ② خبر دعا تو اس کی مثال یہ ہے کہ کوئی لوگوں کو کہے: ”اللہ اس پر لعنت کرے، اللہ اس کا برا کرے، اللہ اسے ذلیل کرے، اللہ اس پر رحم نہ کرے، اللہ اس سے راضی نہ ہو، اللہ نے اسے جڑ سے اکھاڑ پھینکا۔“ یہ انبیاء اور غیر انبیاء کے لیے گالی

① اصل میں اس کے بیکار ہونے کی تین وجوہات مذکور ہیں اور ”المختصر“ میں صرف تیسری ذکر کی گئی ہے۔

الصارم المسلمول علی شاتم الرسول

ہے، یا وہ کسی نبی کے بارے میں اللہ اس کا ذکر بلند نہ کرے، دنیا، دین یا آخرت میں نقصان صادر ہو تو یہ گستاخی ہے اور ہر اس کا اظہار اعلانیہ کرے گا تو وہ رہا اس کا بظاہر دعا کر معلوم ہو جائے، کہ کچھ لوگ ا پر السام علیکم (تمہیں موت آ کرے کہ وہ السلام (تم پر سلا پہلا قول: یہ گستاخی ہے کا یہودی کو اس وقت معاف کر حکم تھا، یہ مالکیہ، شافعیہ اور حنا دوسرا قول: یہ وہ گستاخ نے گستاخی اعلانیہ نہیں کی اور سلام ہی ظاہر کیا ہے اور ”لام“ سامعین سمجھ پاتے ہیں اور کبھی ہے کہ ہم ان کی تردید کریں اصحاب کی ایک جماعت کا یہی یہ نہیں کیا جائے گا کہ

① انظر: الشفا (۲/ ۴۱۵، ۴۱۶) ② الصارم (۳/ ۱۰۰۷) میں

الصبارم المسلول علی شاتم الرسول

ہے، یا وہ کسی نبی کے بارے میں کہے: ”اللہ اس پر درود نہ بھیجے اور نہ ہی سلام، اللہ اس کا ذکر بلند نہ کرے، اللہ اس کا نام مٹا دے۔“ وغیرہ ایسی دعا جس میں دنیا، دین یا آخرت میں نقصان کا تقاضا ہو، یہ سب کچھ اگر مسلمان یا معاہد سے صادر ہو تو یہ گستاخی ہے اور ہر حالت میں مسلمان قتل کیا جائے گا اور ذمی جب اس کا اظہار اعلانیہ کرے گا تو وہ بھی اس جرم کی وجہ سے قتل کیا جائے گا۔

رہا اس کا بظاہر دعا کرنا اور باطنی طور پر بد دعا کرنا جو اس کی غلطی سے معلوم ہو جائے، کہ کچھ لوگ اسے سمجھ پائیں اور کچھ نہ سمجھ پائیں، مثال کے طور پر السام علیکم (تمہیں موت آئے) جب وہ سلام کرنے کے موقع پر کہے اور باور کرائے کہ وہ السلام (تم پر سلامتی ہو) کہتا ہے تو اس میں دو اقوال ہیں:

پہلا قول: یہ گستاخی ہے جس بنا پر واجب القتل ہے اور رسول اللہ ﷺ کا یہودی کو اس وقت معاف کرنا ہے جب اسلام کمزور تھا اور آپ کو درگزر کا حکم تھا، یہ مالکیہ، شافعیہ اور حنبلیہ کا قول ہے۔

①

دوسرا قول: یہ وہ گستاخی نہیں ہے جو معاہدہ کو توڑ دیتی ہے کیونکہ انہوں نے گستاخی اعلانیہ نہیں کی اور نہ ہی اسے ظاہر کیا ہے بلکہ انہوں نے لفظاً اور حالاً سلام ہی ظاہر کیا ہے اور ”لام“ کو خفیہ انداز میں حذف کر دیتے ہیں جسے بعض سامعین سمجھ پاتے ہیں اور کبھی اس کا ادراک بھی نہیں ہوتا۔ ② لہذا ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم ان کی تردید کریں اور یہ شرعی حکم ہم میں باقی ہے، ہمارے متقدمین اصحاب کی ایک جماعت کا یہی موقف ہے۔

یہ نہیں کہا جائے گا کہ یہ موت کی دعا اور موت برحق ہے گستاخی نہیں بلکہ

• ① انظر: الشفا (٤١٥، ٤١٦) وفتح الباري (١٢ / ٢٩٣، ٢٩٤)

• ② الصارم (٣ / ١٠٠٧) میں ہے کہ ”کبھی کبھار اسے اکثر لوگ سمجھ نہیں پاتے۔“

الصبارم المسلول علی شاتم الرسول

مسلمانوں کے خلاف موت کی اور دین چھوڑنے کی بددعا کرنا بہت بڑی گستاخی ہے جیسا کہ صحت، سلامتی کی دعا باعثِ عزت ہے۔

گستاخی، دوسری قسم:

خبر دینا ہے: ہر وہ چیز جسے لوگ گستاخی، گالی یا توہین شمار کریں اس سے قتل لازم ہو جاتا ہے کیونکہ کفر گستاخی کو لازم نہیں ہے۔ اور ایک ہی بول ایک حالت میں گستاخی ہوتا ہے اور دوسری حالت میں گستاخی نہیں ہوتا، اس سے معلوم ہوا کہ یہ لوگوں، ماحول اور اقوال کے اختلاف سے مختلف ہو جاتا ہے، جب گستاخی کی لغوی اور شرعی تعریف نہ ہو تو عرف کو مد نظر رکھا جائے گا، لوگوں کے عرف میں جو گستاخی ہوگا اس پر صحابہ کرام اور علماء کے کلام کو محمول کیا جائے گا وگرنہ نہیں۔

ہم نے اس کی متعدد اقسام ذکر کی ہیں، اس لیے ہم کہتے ہیں:

بلاشبہ رسول اللہ ﷺ کی توہین اور ٹھٹھے کا برملا اظہار مسلمانوں کے ہاں گستاخی ہے، جیسے کوئی گدھے یا کتے کا نام رکھ دیتا ہے یا پھر انہیں مسکنت، ذلت، رسوائی سے موصوف قرار دیتا ہے یا وہ یہ خبر دیتا ہے کہ وہ عذاب میں مبتلا ہے اور اس پر لوگوں کے گناہوں کا بوجھ ہے، اسی طرح اس انداز سے تکذیب کرتا ہے جو مکذّب کی توہین کا باعث ہوتی ہے، مثلاً وہ آپ کو ساحر، دھوکے باز، متکبر باور کراتا ہے جو ان کی پیروی کرے گا وہ نقصان اٹھائے گا، اگر وہ ان مذمتوں کو بطور اشعار بیان کرے تو یہ انتہائی بڑی گستاخی ہوگی، اس سے تحفظ حاصل کیا جائے گا۔

رہا اس کا اپنے عقیدے کے بارے میں بغیر طعن کے خبر دینا، مثلاً اس کا کہنا کہ میں اس کا متبع نہیں ہوں میں اس کی تصدیق نہیں کرتا، میں اس سے محبت

❶ الصارم (۱۰۰۹/۳)

الصبارم المسلول علی شاتم الرسول

نہیں کرتا، میں اس سے راضی نہیں۔^① اور اس کی توہین کا کوئی قرینہ نہ ہو کیونکہ اس نے اپنے عقیدہ کے بارے میں خبر دی ہے جو اس کی جہالت، دشمنی، حسد اور اپنے اسلاف کی تقلید کی وجہ سے ہے۔

اور جب وہ کہے: وہ رسول ﷺ اور نبی نہیں ہے، یہ صراحۃً تکذیب ہے اور ہر تکذیب جو آپ ﷺ کی نسبت جھوٹ کی طرف کرے اور آپ ﷺ کو کذاب باور کرائے (یہ صراحۃً تکذیب ہے)۔

لیکن اس کا یہ کہنا ہے کہ آپ نبی نہیں اور اس کا کذاب کہنے میں فرق ہے۔ اس اعتبار سے فرق ہے یہ تکذیب ہمارے معلومات کی وساطت سے ہے گویا کہ وہ کہہ رہا ہے میں اللہ کا رسول ہوں اور جو بعض صفات کی نفی اپنے غیر سے کرے وہ اس آدمی کی طرح نہیں ہوسکتا جو ان کی اس سے نفی کرے اپنے دعویٰ میں تکذیب کی طرف نسبت کرتے ہوئے لہذا ایک معنی ہی بعض عبارات کو گالی شمار کراتا ہے اور بعض کو گستاخی شمار نہیں کرواتا۔

فصل

اللہ تعالیٰ کی گستاخی:

اگر وہ مسلمان ہو تو اس کے قتل پر اجماع ہے کیونکہ وہ کافر بلکہ اس سے بھی زیادہ برا ہے۔^②

پھر ہمارے اصحاب نے اس کی توبہ کے قبول کرنے میں اختلاف کیا ہے،

① الصبارم میں ہے: ”میں اس کے دین سے راضی نہیں۔“ ② الصبارم (۱۰۱۷/۳) ③ دیکھیے: الشفا (

میں، یہ مسلم عورتوں کی جان اور عزت لوٹی گئی (رسالہ "الفاروق" کراچی ص ۱۱-۱۲ ذیقعد ۱۴۱۳ھ) گھناؤنا طریقہ: س کی قدرو قیمت جاتی رہی ہے: ٹی ویژن نے خبروں کے دوران اپنے ایک تبصرے میں کہا: سے جنگ نہیں لڑی جاتی بلکہ غیر انسانی سلوک سے بھی۔ وہاں کی ایک خاص مقصد کے تحت عصمت دری کی جاتی ہے کیونکہ



الصارم المسلول علی شاتم الرسول یعنی مرتد کی طرح اس سے بھی توبہ کروائی جائے گی اور حکمران کے سامنے جانے کے بعد اگر وہ توبہ کر لے تو اس کا قتل ساقط ہو جائے گا؟ اس مسئلے میں دو اقوال ہیں:

پہلا قول:

پہلا قول یہ ہے کہ وہ گستاخی رسول ﷺ کی طرح ہے اس میں دو روایتیں ہیں، جس طرح گستاخ رسول ﷺ کے بارے میں دو روایتیں ہیں، یہ منہج ابو الخطاب اور ان کی اتباع میں مابعد متاخرین کا ہے۔ ① امام احمد کا کلام بھی اسی پر دلالت کرتا ہے، اہل مدینہ کا یہی مذہب ہے۔ ② اس طریقہ پر ظاہر مذہب یہ ہے کہ قدرت کے بعد توبہ سے قتل ساقط نہیں ہوگا، دوسری روایت یہ ہے کہ وہ مرتد ہوگا۔ پہلی روایت مالک، لیث اور ابن القاسم کی ہے کہ اسے قتل کیا جائے گا اور توبہ کروائی جائے گی۔ ③

دوسرا قول:

اسے توبہ کروائی جائے گی اور اس کی توبہ قبول کی جائے گی اسے مرتد کے قائم مقام قرار دیا جائے گا، یہ قاضی، الشریف، ④ ابن البناء اور ابن عقیل کا قول ہے، باوجود یہ کہ ان کا یہ قول بھی ہے کہ

گستاخ رسول ﷺ سے توبہ نہیں کروائی جائے گی، یہ اہل مدینہ کی ایک جماعت کا قول ہے، اسے اسی طرح شوافع نے بھی ذکر کیا ہے انہوں نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی گستاخی ارتداد ہے یہ ابو حنیفہ کا مذہب ہے۔ ان کا ماخذ جن کے ہاں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی گستاخی کرنے

❶ دیکھیے : الہدایۃ (۲/ ۱۱۰)

❷ دیکھیے : ما تقدم .

❸ دیکھیے : الشفا (۲/ ۴۹۱)

❹ أبو جعفر الحنبلي .

الصارم المسلول علی شاتم الرسول والے سے توبہ کروائی جائے گی انہوں اور جنہوں نے اس میں تفصہ گستاخی یہ اللہ تعالیٰ کے حق میں محض تائب سے اپنا حق ساقط کر دے اور پڑتی، بندوں کے دلوں میں اس ک جرأت اس کی حرمت کو پامال نہیں کر اسی سے اس کے اور رسول (گستاخی رسول ﷺ) آدمی کا حق رکھے ہوئے کہ وہ اللہ کا حق ہے جو حد لگانے ہی سے پورا کیا جائے شراب نوشی کے حکم میں ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کا گستاخ اگر ذمہ رسول ﷺ کے ساتھ ہوگا، امام ا مسلمان ہو یا کافر۔ ❶ اسی طرح ہ موقف ہے، اسی طرح شوافع کا مو مگر یہاں دو مسئلے قابل ذک

۱۔ پہلا مسئلہ: اللہ کی گستاخی کی ہ

❶ الصارم (۳/ ۱۰۳۱)

❷ (ص: ۹۰)

الصّارم المسلول علی شاتم الرسول

والے سے توبہ کروائی جائے گی انہوں نے کہا کہ یہ ارتداد ہے۔

اور جنہوں نے اس میں تفریق کی ہے ان کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی گستاخی یہ اللہ تعالیٰ کے حق میں محض کفر ہے اور وہ (اللہ تعالیٰ) جانتا ہے کہ وہ تائب سے اپنا حق ساقط کر دے اور اللہ تعالیٰ پر کسی مذمت اور ذلت کی زد نہیں پڑتی، بندوں کے دلوں میں اس کی حرمت اس سے کہیں بڑی ہے کہ کسی کی جرأت اس کی حرمت کو پامال نہیں کرسکتی۔

اسی سے اس کے اور رسول ﷺ کے درمیان تفریق ہو جاتی ہے اور وہ (گستاخی رسول ﷺ) آدمی کا حق ہے جو توبہ سے ساقط نہیں ہوتا۔ یہ ملحوظ خاطر رکھے ہوئے کہ وہ اللہ کا حق ہے جو اس کی حرمت پامال کرے گا تو اس کا نقصان حد لگانے ہی سے پورا کیا جائے گا، اس اعتبار سے یہ زنا، چوری چکاری اور شراب نوشی کے حکم میں ہوگا۔

فصل 1

اللہ تعالیٰ کا گستاخ اگر ذمی ہو اس کے ساتھ وہی ہوگا جو ذمی گستاخ رسول ﷺ کے ساتھ ہوگا، امام احمد نے فرمایا اسے قتل کیا جائے گا، خواہ وہ مسلمان ہو یا کافر۔ ② اسی طرح ہمارے اصحاب، امام مالک اور مالکی علماء کا یہی موقف ہے، اسی طرح شوافع کا موقف ہے۔

مگر یہاں دو مسئلے قابل ذکر ہیں:

۱۔ پہلا مسئلہ: اللہ کی گستاخی کی دو قسمیں ہیں۔

① الصّارم (۳/ ۱۰۳۱)

② (ص: ۹۰)

مے۔ مستشرق مارشل بیجز کے بیان اور انٹرویو کی ماہنامہ ”الفاروق“ کراچی ص ۱۱-۱۲ (ذیقعد ۱۴۱۳ھ) گھناؤنا طریقہ: اس کی قدر و قیمت جاتی رہی ہے: ٹیلی ویژن نے خبروں کے دوران اپنے ایک تبصرے میں کہا: سے جنگ نہیں لڑی جاتی بلکہ غیر انسانی سلوک سے بھی۔ وہاں کی ایک خاص مقصد کے تحت عصمت دری کی جاتی ہے کیونکہ

★★★

الصارم المسلول علی شاتم الرسول

پہلی قسم: ایسی گستاخی جس کے بارے میں یہ تصور نہیں کیا جا سکتا کہ وہ بطور دین یہ کرتا ہے بلکہ وہ متکلم وغیرہ کے ہاں بھی توہین گردانی جاتی ہے جیسے لعنت کرنا ہے، بلاشبہ یہ گستاخی ہے۔

دوسری قسم: اس میں وہ چیزیں شامل ہیں، جنہیں بطور دین سمجھا جاتا ہے اور وہ اس کی عظمت کا عقیدہ رکھ کر یہ کام کرتا ہے، مثلاً عیسائیوں کا یہ کہنا: ”اس کا بیٹا اور بیوی ہے“ جب ذمی یہ اعلانیہ کہے تو اس میں اختلاف ہے۔

قاضی اور ابن عقیل نے کہا کہ اس کی وجہ سے اس کا عہد ٹوٹ جائے گا امام مالک اور شافعی کا کہنا ہے کہ اگر وہ اس سے دین داری کا اظہار کرے تو یہ گستاخی نہیں ہے، امام احمد کے کلام کا ظاہر بھی یہی ہے اور یہ اس وجہ سے کہ کافر یہ بطور گستاخی نہیں بلکہ یہ تو اس کی عظمت کے پیش نظر کرتا ہے۔

۲۔ دوسرا مسئلہ: ذمی سے توبہ کروانا۔

ہمارے جمہور اصحاب کا یہ قول ہے کہ اس کی توبہ قبول کی جائے گی امام شافعی کا معروف مذہب یہی ہے، مالکیہ میں سے ابن القاسم وغیرہ کا یہی موقف ہے کہ اس سے توبہ کروائی جائے گی، امام مالک سے منصوص یہ ہے کہ اس سے توبہ نہیں کروائی جائے گی بلکہ اسے قتل کیا جائے گا، امام احمد کے کلام کا ظاہر بھی یہی ہے، بطور خلاصہ عرض ہے کہ گستاخی کے تین مراتب ہیں۔^①

پہلا مرتبہ:

جسے بطور دین کیا جائے جیسے عیسائیوں کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں قول ہے، اس کا حکم کفر کی باقی انواع کا حکم ہے، اس کے اظہار سے عہد کے ٹوٹ جانے کے بارے میں ہم نے اختلاف ذکر کر دیا ہے، جب کہا جائے کہ

① کذا بالاصل

الصارم المسلول علی شاتم الرسول

اس سے عہد ٹوٹ جائے گا تو اس توجہ ہے، یہ جمہور کا قول ہے۔^②

دوسرا مرتبہ:

وہ ایسی چیز کرے جو کرے لیے گستاخی ہو جیسے یہود عیسائی کا فیصلہ کرے لیے حضور یا وہ احکام اللہ سے رسول ﷺ کا حکم ہوگا اور اس ”وہ اللہ اور اس کی ربا اسلام قبول کر کی طرح ہے۔

تیسرا مرتبہ:

وہ ایسی چیز سے میں بھی حرام ہے، جیسے فرق ہے، بلکہ کبھی کبھار حرمت کے عقیدہ کی تجدد وہ زنا کرے، یا قتل کرے تو جب ہم کہتے ہی جائے گی تو ذمی کی توبہ

❶ تقدم قريباً

❷ تقدم (ص: ٩٠)

الصبارم المسلمول علی شاتم الرسول

اس سے عہد ٹوٹ جائے گا تو اسلام قبول کرنے سے اس کا قتل ساقط ہو جانا قابل توجہ ہے، یہ جمہور کا قول ہے۔ ①

دوسرا مرتبہ:

وہ ایسی چیز کرے جو ان کے دین میں موجود ہو اور وہ مسلمانوں کے دین کے لیے گستاخی ہو جیسے یہودی کسی مؤذن کو کہے تو نے جھوٹ بولا ہے، جیسے ایک عیسائی کا فیصلہ کرے لیے حضرت عمرؓ کے پاس آنا۔ ②

یا وہ احکام اللہ سے کسی چیز کی تنقیص کرے، عہد شکنی میں اس کا حکم گستاخ رسول ﷺ کا حکم ہوگا اور اسی بات کو فقہانے اس عبارت سے تعبیر کیا ہے: ”وہ اللہ اور اس کی کتاب کو توہین آمیز انداز میں ذکر کرتا ہے۔“ رہا اسلام قبول کرنے کی وجہ سے اس کا قتل ساقط ہونا تو یہ گستاخ رسول کی طرح ہے۔

تیسرا مرتبہ:

وہ ایسی چیز سے گستاخی کرتا ہے جو وہ دین نہیں سمجھتا بلکہ اس کے دین میں بھی حرام ہے، جیسے لعنت کرنا اس کے مابین اور مسلمان کی گستاخی کے مابین فرق ہے، بلکہ کبھی کبھار یہ انتہائی سنگین بھی ہو جاتی ہے، اس کا اسلام اس کی حرمت کے عقیدہ کی تجدید نہیں کرتا بلکہ وہ اس مسئلہ میں ذمی کی طرح ہے جب وہ زنا کرے، یا قتل کرے یا چوری کرے پھر اسلام قبول کرے۔

تو جب ہم کہتے مسلمان جب اللہ کو گالی دے تو اس کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی تو ذمی کی توبہ قبول نہ کرنا بالاولیٰ ہے، رسول اللہ ﷺ کی گستاخی کے

① تقدم قريباً

② تقدم (ص: ۹۰)

الصبارم المسلول علی شاتم الرسول

برخلاف اور اسے مسلمان عورت سے زنا کرنے سے تشبیہ دی ہے، ① اس قسم میں فقہاء کے تین اقوال ہیں:

پہلا قول:

ذمی سے توبہ کروائی جائے گی جیسے مسلمان سے کروائی جائے گی، دوسرا قول اس سے توبہ نہیں کروائی جائے گی اگر وہ اسلام قبول کرے تو اسے قتل نہیں کیا جائے گا، یہ امام شافعی کا قول ہے امام احمد سے ایک روایت ہے اور ابن القاسم کا قول ہے۔

دوسرا قول:

اس سے توبہ نہیں کروائی جائے گی اور اگر وہ اسلام قبول کرے تو اسے قتل نہیں کیا جائے گا، یہ امام شافعی کا قول ہے، امام احمد سے ایک روایت ہے اور ابن القاسم کا قول ہے۔

تیسرا قول:

ہر حالت میں اسے قتل کیا جائے گا، امام مالک، امام احمد کے کلام سے بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے، جیسے ہمارا یہ قول ہے کہ اس پر زنا اور چوری کی حد لگائی جائے گی۔

وہ اس کے دین اور مسلمانوں کے ہاں حرام ہے اور بے شمار دلائل اس کی تائید کرتے ہیں۔ ②

① کیونکہ بدکاری ان کے دین میں بھی حرام ہے، مسلمانوں کے لیے نقصان دہ ہے، اگر وہ اسلام قبول کر لے تو اس سے ساقط نہیں ہوگی۔

② کذا بالاصل، والمعنی ظاہر۔

فصل

اگر وہ کسی وصف یا کسی نام سے موصوف کر کے کسی کی گستاخی کرے اور وہ درحقیقت اللہ تعالیٰ یا اس کے بعض رسولوں کی گستاخی کرے مگر اس سے ظاہر یہ ہو کہ اس نے اس کا قصد نہیں کیا، ایسا قول اور اس جیسے دوسرے اقوال فی الجملہ حرام ہیں، اس کے مرتکب سے توبہ کروائی جائے گی اگر اسے اس کی حرمت کا علم نہیں ہے اور اگر اسے علم ہے تو اسے زبردست تعزیر لگائی جائے گی، مگر اسے کافر قرار نہیں دیا جائے گا اور نہ اسے قتل کیا جائے گا۔

اسے اس مثال سے سمجھیے کہ جو شخص زمانہ کو گالی دے اس میں اور دیگر مسبوبوں میں فرق کرے اور وہ یہ عقیدہ رکھے کہ اس کا فاعل وہ دھر (زمانہ) ہے اور اس کے حقیقی فاعل اللہ تعالیٰ ہیں تو اس کے بدون قصد وہ گالی اللہ تعالیٰ کو جائے گی اور اسی طرف رسول اللہ ﷺ نے اشارہ فرمایا ہے:

”زمانہ کو گالی مت دو، کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی زمانہ ہے۔“ ②

اسی طرح جو کسی آدمی کو گالی دے اور کہے اے فلاں بن فلاں بن فلاں ... کرتا کرتا حضرت آدم تک چلا جائے تو یقیناً اس نے بڑے گناہ کا ارتکاب کیا باوجود یہ کہ اس میں حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ادریس علیہ السلام اور شیث علیہ السلام وغیرہ دیگر انبیاء شامل ہیں اور اس حال میں اس عموم میں انبیاء کا قصد نہیں کیا جاتا۔

اسی طرح ابن زید نے کہا ہے: جو شخص کہے اللہ عرب، بنی اسرائیل اور بنی آدم پر لعنت کرے، اس نے اس عبارت سے انبیاء کا قصد نہیں کیا بلکہ ان

② رواہ مسلم، رقم (۲۲۴۶) من حدیث أبي هريرة رضي الله عنه.

الصبارم المسلول علی شاتم الرسول

میں سے جو ظالم ہیں وہ مراد لیے ہیں، حاکم کے اجتہاد کے مطابق اسے ادب سکھلایا جائے گا۔^①

کچھ لوگوں کا رجحان اس کے قتل کی جانب ہے، الکرمانی کا یہی مسلک ہے۔ ہمارے اصحاب دو سمتوں میں سے ایک سمت کا قیاس یہ ہے کہ جو یہ کہے: میں نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی ہے، ہر چیز میں جو اس نے مجھے حکم دیا ہے۔^②

فصل ③

سبھی انبیاء کی گستاخی کا حکم وہی ہے جو ہمارے نبی ﷺ کی گستاخی کا ہے، کسی نے بھی یہ تفریق نہیں کی کہ نبی اور نبی میں فرق کیا جائے گا، بلاشبہ آپ ﷺ کی گستاخی کا جرم دوسرے انبیاء ﷺ کی گستاخی سے زیادہ ہے۔

فصل ④

رہا وہ شخص جو رسول اللہ ﷺ کی بیویوں کی گستاخی کرتا ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اللہ رب العزت کی طرف سے براءت کے بعد بھی تہمت لگاتا ہے یقیناً اس نے کفر کیا ہے اس پر متعدد علماء نے اجماع نقل کیا ہے۔^⑤

رہا وہ شخص جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ دیگر ازواج النبی ﷺ پر تہمت بازی کرتا ہے تو اس میں دو قول ہیں:

① دیکھیے: الشفا (۲/ ۴۳۷)

② دیکھیے: الصبارم (۳/ ۱۰۴۵) و المغنی (۱۳/ ۴۶۴)

③ الصارم (۱۰۴۸/۳) و الشفا (۵۴۵/۲) و ما بعدھا

④ الصارم (۱۰۵۰/۳) و الشفا (۵۵۴/۲) و ما بعدھا

⑤ الصارم میں : اسماعیل بن اسحاق کا بھی ذکر موجود ہے۔

الصبارم المسلول علی شاتم الرسول

۱۔ وہ صحابہ کی گستاخی کی مانند ہے۔

۲۔ یہی صحیح ہے کہ امہات المؤمنین میں سے کسی ایک پر تہمت لگانے کا وہی حکم

ہے جو حضرت عائشہؓ پر لگانے کا ہے۔ ❶

فصل

گستاخ صحابہ کی سزا:

رہا وہ شخص جو کسی صحابی کی گستاخی کرے تو امام احمد نے مطلق طور پر یہ کہا ہے کہ اسے سخت ترین سزا دی جائے گی اور اس کے کفر اور قتل سے توقف کیا جائے گا، بلکہ یہ بھی کہا: اسے سزا دی جائے گی اور کوڑے لگائے جائیں گے اور اسے اتنی دیر قید کیا جائے گا جتنی دیر تک وہ مر نہیں جاتا یا اس سے رجوع نہیں کر لیتا، امام مالک کا مشہور مذہب یہی ہے۔

امام ابن المنذر فرماتے ہیں:

مجھے معلوم نہیں کہ کسی نے بھی ایسے آدمی کو واجب القتل قرار دیا ہو۔ ❷

قاضی ابو یعلیٰ فرماتے ہیں:

جو صحابہ کرام کی گستاخی حلال سمجھ کر کرے وہ کافر ہے وگرنہ فاسق ہے، چاہے ان کی تکفیر کرے یا ان کے دین میں عیب جوئی کرے، فقہاء کا بھی یہی موقف ہے، فقہاء کی ایک جماعت کا یہ خیال بھی ہے کہ صحابہ کی گستاخی کرنے والا بھی قتل کیا جائے گا، انہوں نے رافضیوں کو کافر قرار دیا ہے، متعدد ہمارے اصحاب نے اس کی صراحت فرمائی ہے۔

❶ انظر ما تقدم.

❷ الصارم (١٠٥٥ / ٣) والشفاف (٥٥٤ / ٢)

❸ الأشراف على مذاهب أهل العلم (٢٤٥ / ٢)

الصبارم المسلول علی شاتم الرسول

ابوبکر عبدالعزیز ”المقنع“ میں رافضی کی بابت فرماتے ہیں: ①

”اگر وہ گستاخی کرے تو یقیناً وہ کافر ہو گیا اس سے نکاح نہ کیا جائے۔“

بعض نے یہ کہا کہ ان کی گستاخی ایسی ہے جو ان کے دین اور ان کی عدالت کو مجروح کرتی ہے لہذا یہ کفر ہے، قاضی نے اس موقف کی تائید کی ہے۔

کچھ ایسی بھی گستاخی ہے جو باعث جرح نہیں ہے مثلاً وہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے آباء و اجداد کو گالی دے یا وہ گستاخی سے اسے غیظ و غضب میں مبتلا کرنا چاہے تو وہ کافر نہیں ہوگا۔

امام احمد نے ایک ایسے آدمی کو زندیق کہا جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو گالیاں بکتا تھا، ایک روایت یوں بھی ہے، جسے حنبل نے روایت کیا ہے:

”جو کسی صحابی رضی اللہ عنہ کو گالی دے میرا خیال نہیں ہے کہ وہ اسلام پر ہو۔“ ②

قاضی فرماتے ہیں:

امام احمد کا قول مطلق طور پر یہ ہے کہ کسی ایک صحابی کی گستاخی سے وہ کافر ہو جائے گا، امام عبداللہ، امام ابو طالب کی روایت میں ہے کہ اس کے قتل میں توقف کیا ہے، مکمل حد کا لگانا اور تعزیر کا موجب قرار دینا اس کا متقاضی ہے کہ اس پر کفر کا حکم نہیں لگایا جائے گا۔

مزید فرمایا، امام احمد کا قول:

”میں اسے مسلمان خیال نہیں کرتا۔“

اس پر محمول کیا جائے جو ان کی گستاخی کو حلال سمجھتا ہے وہ تو بغیر اختلاف

• ① ابو یعلیٰ نے انہیں ذکر کر کے ان کی تعریف کی ہے اور کہا ہے کہ المقنع سواجزاء پر مشتمل

ہے، جیسا کہ تاریخ بغداد (۱۰/۴۵۹) والمدخل المفصل (۲/۸۰۸) میں ہے۔

• ② الخلال فی السنة (۳/۴۹۳، رقم: ۷۸۱)

الصبارم المسلول علی شاتم الرسول

کے کافر ہے، قتل کا ساقط ہونا اس آدمی پر محمول کیا جائے گا جو اسے حلال نہیں سمجھتا۔ اس میں بھی احتمال ہے کہ اسے اس آدمی پر محمول کیا جائے جو ان کی عدالت میں طعن کرتا ہے تو اسے قتل کیا جائے گا اور جو گستاخی کرے، تکفیر نہیں کرے تو وہ قتل نہیں کیا جائے گا، جیسا وہ یہ کہے کہ وہ (صحابہ) قلیل العلم تھے، سیاست اور شجاعت سے نا آشنا تھے، ان میں بخیلی اور دنیا کی محبت تھی وغیرہ۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ اس کے کلام کو ظاہر پر محمول کیا جائے گا اس لیے ان کی گستاخی کے بارے میں دو روایتیں ہیں: ”پہلی روایت یہ ہے کہ اسے کافر قرار دیا جائے، دوسری روایت یہ ہے کہ اسے فاسق قرار دیا جائے۔“

شیخ الاسلام فرماتے ہیں: قاضی کا قول اسی پر ٹھہرتا ہے، ان کے علاوہ اس کی تکفیر میں دو روایتیں بیان کی ہیں۔

قاضی فرماتے ہیں: جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگائے باوجود یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اسے بری کر دیا ہے وہ بغیر کسی اختلاف کے کافر ہوگا۔

شیخ الاسلام فرماتے ہیں: ہم کلام کو دو فصلوں پر مرتب کریں گے۔ پہلی فصل: ان کی مطلق طور پر گستاخی کے بارے میں ہے۔ دوسری فصل: گستاخ کے احکام کی تفصیل کے بارے میں ہے۔ دوسری پہلی فصل تو صحابہ کی گستاخی قرآن و سنت کی روشنی میں حرام ہے۔

قرآن مجید سے دلائل:

اولاً یہ غیبت ہے اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

الصَّارِمِ الْمَسْلُوبِ عَلَى شَاتِمِ الرَّسُولِ

﴿وَلَا يَغْتَبِ بَعْضُكُم بَعْضًا﴾ [الحجرات: ۱۲] ”اور بعض تمہارا بعض کی غیبت نہ کرے۔“

اسی طرح فرمایا: ﴿وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بَغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدْ احْتَمَلُوا بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُّبِينًا﴾ [الأحزاب: ۵۸] ”وہ لوگ جو مومن مردوں اور مومن عورتوں کو اذیت پہنچاتے ہیں بغیر اس کے جو انہوں نے کمایا یقیناً انہوں نے بہتان تراشا اور کھلم کھلا گناہ کیا، اسی طرح فرمایا:

﴿لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ﴾ [الفتح: ۱۸] ”البتہ تحقیق اللہ مومنوں سے راضی ہو گیا جب وہ آپ ﷺ کی بیعت کر رہے تھے درخت کے نیچے۔“

اور صحیح (مسلم) سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے درخت کے نیچے بیعت کی ان میں سے کوئی بھی آگ میں داخل نہیں ہوگا۔“

﴿لَقَدْ تَابَ اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ ...﴾

[التوبة: ۱۱۷]

”اللہ تعالیٰ نے توجہ فرمائی نبی ﷺ ، مہاجرین اور انصار پر۔“

اسی طرح ارشاد فرمایا: ﴿وَالَّذِينَ جَاءُوا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا

الصبارم المسلول علی شاتم الرسول

غُلًّا لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ ﴿١٠﴾ [الحشر: ١٠] ”وہ لوگ جو ان کے بعد ایمان لائے وہ کہتے ہیں: اے ہمارے رب! ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ایمان میں ہم سے پہلے سبقت لے گئے اور تو نہ ڈال کینہ ان لوگوں کے بارے میں جو ایمان لائے، اے ہمارے رب! یقیناً آپ رؤف و رحیم ہے۔“

اس سے معلوم ہوا کہ ان کے لیے استغفار کرنا اور خیانت سے دل کو پاکیزگی دینا ایسا معاملہ ہے جسے اللہ تعالیٰ پسند فرماتے ہیں اور اس کے فاعل کی تعریف کرتے ہیں، پھر اسی حوالے سے متعدد آیات ذکر کی ہیں۔

احادیث سے دلائل:

بخاری و مسلم میں آپ ﷺ کا ارشاد مروی ہے: ”تم میرے صحابہ کو گالی مت دو، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اگر تم میں سے کوئی احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرے تو وہ ان کے ایک مدّ یا نصف مدّ کے خرچ کرنے کے ثواب کو نہیں پہنچ سکتے۔“^①

امام برقانی نے روایت کیا ہے: ”تم میرے صحابہ کو گالی مت دو، میرے لیے میرے صحابہ کو چھوڑ دو۔“^②

① صحیح البخاری، رقم (۳۶۷۳) و صحیح مسلم، رقم (۲۵۴۰) عن أبي سعيد رضي الله عنه.

② حافظ ابن حجر فتح الباري (۳۴ / ۷) میں فرماتے ہیں کہ برقانی نے المصافحه میں اسے بیان کیا ہے اور اسے حسن قرار دیا ہے۔ حافظ ابن حجر نے بھی۔ دیکھیے: جزء لا تسبوا أصحابي (ص: ۶۰) لابن حجر.

فاروقی گستاخی ص ۱۱-۱۲ (مطبوعہ ۱۳۱۴ھ) مارنے کا طریقہ: اتنی قدر قیمت جاتی رہی ہے: انہوں نے خبروں کے دوران اپنے ایک تبصرے میں کہا جنگ نہیں لڑی جاتی بلکہ غیر انسانی سلوک سے بھی۔ وہاں ایک خاص مقصد کے تحت عصمت دری کی جاتی ہے کیونکہ

الصارم المسلول علی شاتم الرسول نیز فرمایا: ”یقیناً میرا انتخاب میرے صحابہ کا انتخاب اللہ تعالیٰ نے کیا ہے، ان میں سے میرے لیے وزراء، انصار، سسرالی رشتہ داروں کو بنایا، پس جو انہیں گالی دے اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت، فرشتوں اور سبھی لوگوں کی لعنت ہے اس سے قیامت کے دن کسی قسم کا فدیہ معاوضہ قبول نہیں کرے گا۔“ ❶ نیز فرمایا: ”میرے صحابہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو، میرے بعد انہیں ہدف تنقید نہ بنانا، جس نے ان سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے ان سے بغض کیا اس نے مجھ سے بغض کیا، جنہوں نے انہیں اذیت دی گویا انہوں نے مجھے اذیت دی، اور جس نے مجھے اذیت دی یقیناً اس نے اللہ کو اذیت دی اور جس نے اللہ کو

❶ اسے ابن ابی عاصم نے السنة (۲/ ۴۶۹) طبرانی نے الکبیر (۱۷/ ۱۴۰) الخلال

نے السنة (۳/ ۵۱۵، رقم: ۸۳۴) والحاکم (۳/ ۶۳۲) وغیرہ سبھی نے محمد بن طلحہ المدنی از عبدالرحمن بن سالم بن عتبہ بن عویم بن ساعدة عن ایہ عن جدہ۔ امام حاکم نے اسے صحیح کہا ہے، ذہبی نے موافقت کی ہے، شیخ الاسلام نے فرمایا: ”یہ حدیث اس سند سے محفوظ ہے۔“ البانی نے تخریج السنة میں عبدالرحمن بن سالم کی جہالت کی وجہ سے ضعیف قرار دیا ہے۔ اور محمد بن طلحہ کے سوئے حفظ کی وجہ سے بھی، حضرت انس کی حدیث اس کی شاہد ہے، جسے خطیب نے تاریخ (۲/ ۹۹) اور حضرت جابر کی حدیث کو بزار نے الکشف (۳/ ۲۸۸) میں روایت کیا ہے۔ ہیشمی فرماتے ہیں ”اس کے راوی ثقہ ہیں بعض میں اختلاف ہے۔“ مجمع الزوائد (۱۰/ ۱۶)

الصبارم المسلول علی اذیت دی عنقری ابن البناء نے ”جس نے میرے جس نے میری زبیری روایت ”جو میرے صحابہ بے شمار احادیث اگر ان کی گستاخ ہم فقہائے کرام، صحابہ

• ① حدیث (۳۸۶۲)

• ② امام احمد نے المسند

السنة (۲/ ۴۶۵) اور مغفل کی حدیث بیان

• ③ جیسا کہ ابن تیمیہ

حضرت معاذ بن جبل سند سے اور اس کی ”اصبہانی“ کا بھی

• ④ از محمد بن خالد

الترمذی، حدیث (۲/ ۴۳۴) لل حدیث (۷) حضر ہے، امام ترمذی فرما سے، اس حدیث

الصبارم المسلول علی شاتم الرسول اذیت دی عنقریب اللہ اسے پکڑے گا۔“ ترمذی وغیرہ^① ابن البناء نے ان الفاظ سے روایت کیا ہے: ”جس نے میرے صحابہ کو گالی دی یقیناً اس نے مجھے گالی دی اور جس نے میری گستاخی کی یقیناً اس نے اللہ کی گستاخی کی۔“^② زبیری روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: ”جو میرے صحابہ کو گالی دے اس پر لعنت ہو۔“^③ بے شمار احادیث سے یہ بات ثابت ہے۔ اگر ان کی گستاخی کی نوعیت یہی ہے تو کم از کم اس میں تعزیر ہے اور اس میں ہم فقہائے کرام، صحابہ کرام اور تابعین عظام سے کوئی اختلاف نہیں پاتے، باقی اہل

① حدیث (۳۸۶۲) اور فرمایا: ”یہ حدیث غریب ہے، ہم اسے اسی سند سے پہچانتے ہیں۔“^② امام احمد نے المسند (۸۷/۴) و فضائل الصحابة (۴۹/۱) ابن ابی عاصم نے السنة (۴۶۵/۲) ابن حبان (۲۴۴/۱۶ - الاحسان-) وغیرہ نے حضرت عبداللہ بن مغفل کی حدیث بیان کی ہے۔ مگر اس کی سند ضعیف ہے۔^③ جیسا کہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فرمایا: ابن عدی نے الکامل (۲۱۰/۴) میں اسی طرح حضرت معاذ بن جبل کی حدیث بیان کیا ہے، مگر عبداللہ بن خراش از عوام بن حوشب کی سند سے اور اس کی اس (عوام) سے عام احادیث منکر ہے اور ”اصحابی“ کے بعد ”اصہاری“ کا بھی اضافہ کیا، اصہاری کا معنی: سسرالی رشتہ ہیں۔^④ از محمد بن خالد از عطاء بن ابی رباح مرسلًا، رواہ لالکائی (۱۲۴۸/۷) و سنن الترمذی، حدیث (۳۹۵۸) بزار فی الکشف (۲۹۳/۳، ۲۹۴) طبرانی فی الکبیر (۴۳۴/۱۲) لالکائی (۱۲۴۸/۷) الضیاء فی النہی عن سب الأصحاب، حدیث (۷) حضرت ابن عمر سے مرفوعاً بیان کیا ہے۔ یہ سیف بن عمر کی مفارید میں سے ہے۔ امام ترمذی فرماتے ہیں: ”یہ حدیث منکر ہے۔“ یعنی ابن عمر کی مرفوع حدیث کی سند سے، اس حدیث کے دو شاہد حضرت انس اور حضرت ابو ہریرہ کی حدیث ہے۔

الصبارم المسلول علی شاتم الرسول

سنت کا بھی اس پر اجماع ہے کہ ان کی مدح ثنائی واجب ہے ان کے لیے استغفار کرنا، رحم کی دعا کرنا، ان سے رضا مندی کا اظہار ان سے محبت اور مودت رکھنا اور جو ان کے بارے میں زبان طعن دراز کرے ان سے لڑائی کرنا واجب ہے۔

جس آدمی کا یہ قول ہے کہ ان کی گستاخی کی وجہ سے انہیں قتل نہیں کیا جائے گا کیونکہ آپ ﷺ کا فرمان ہے: ”کسی مسلمان کا خون اتنی دیر تک حلال نہیں ہے جب وہ تین چیزوں میں سے ایک کا ارتکاب کرے۔“^① کیونکہ بعض کو دشنام دیتا ہے لہذا اس وجہ سے اسے کافر قرار نہیں دیا جائے گا۔

اور جس کا یہ قول ہے: گستاخ قتل کیا جائے گا یا اسے کافر قرار دیا جائے، انہوں نے متعدد دلائل سے دلیل لی ہے جن میں یہ فرمانا بھی ہے: ﴿مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ...﴾ [الفتح: ۲۹] ”محمد ﷺ اللہ کے سچے رسول ہے اور وہ ان کے ہمراہ ہیں...“ جو ان پر غیظ و غضب کا اظہار کرے گا وہ ان کفار میں شامل ہو گیا جنہیں اللہ تعالیٰ نے ذلیل کر دیا، انہیں رسوا کر دیا اور انہیں برباد کر دیا۔ جو کفار سے شراکت کرے گا اس چیز سے جس کی بدولت وہ ہلاک کیے گئے تو یہ بھی ان جیسا کافر ہو، کیونکہ مومن کفر کے بدلے میں ہلاک نہیں کیا جاتا۔

اس کی مزید توضیح یہ ہے کہ حکم کو ایسی صفت سے معلق کیا جو مشتق اور

① صحیح البخاری، رقم (۶۸۷۸) و مسلم، رقم (۱۶۷۶) من حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ، وجاء من حدیث جماعة الصحابة.

الصبارم المسلول علی شاتم الرسول

مناسب ہے، کیونکہ کفر مناسب ہے کہ اس کے مرتکب کو غصہ دلایا جائے، جب وہ موجب ہے کہ اس کا مرتکب صحابہ کرام کے بارے میں کینہ رکھتا ہے اور جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ منع فرمائیں اور وہ کوئی آدمی کرے وہ ایک کام کو واجب قرار دے گا اور وہ کفر ہے۔

امام احمد کے قول ”میں اسے اسلام پر خیال نہیں کرتا“ کا یہی معنی ہے، یعنی رافضی کے بارے میں اس طرح یہ قول بھی ہے۔^①

”جس نے ان سے بغض رکھا یقیناً اس نے مجھ سے بغض رکھا اور جس نے انہیں اذیت دی گویا اس نے مجھے اذیت دی اور جو انہیں گالی دے گا اس پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور سبھی لوگوں کی لعنت ہے اس سے کسی قسم کا کوئی فدیہ قبول نہیں کیا جائے گا۔“^②

اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اذیت کفر ہے، اس سے فرق واضح ہو جاتا ہے کہ جو انہیں شرف صحابیت سے پہلے اذیت پہنچاتا ہے اور جو باقی مسلمانوں کو اذیت پہنچاتا ہے جو صحابی آپ ﷺ کی صحبت میں رہا اور اسی پر وفات ہوئی اسے اذیت دینا شرف صحبت کو اذیت دینے کے مترادف ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”لوگوں کو ان کے گہرے دوستوں سے پرکھو۔“^③

جیسا کہ ایک شعر بھی ہے:

①۔ کما تقدم (ص: ۱۱۸)

②۔ مضی تخریجہ (ص: ۱۲۰)

• 3 ابن بطہ نے الابانۃ (۲ / ۴۳۹، تحقیق رضا نعلسان) میں روایت کیا ہے۔

الصبارم المسلول علی شاتم الرسول

عن المرء لا تسأل وسلّ عن قرينه

فكل قرين بالمقارن يقتدي

آدمی کے بارے میں سوال نہ کر اس کے دوست کے بارے میں پوچھ

ہر دوست اپنے ہم راز کی پیروی کرتا ہے ❶

امام مالک فرماتے ہیں:

”یہ لوگ رسول اللہ ﷺ پر تنقید کرنا چاہتے تھے مگر ان کے لیے ناممکن تھا اس لیے انہوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر طعن کیا، تاکہ کہا جا سکے برے آدمی کے برے دوست ہوتے ہیں۔“

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

”تم محمد ﷺ کے ساتھیوں کو دشنام نہ دو، ان میں سے کسی ایک کا مقام تمہاری زندگی کے سبھی اعمال سے بہتر ہے۔“ ❷

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے عہد فرمایا:

”کہ تجھ سے صرف مؤمن محبت کرے گا اور تجھ سے صرف منافق بغض رکھے گا۔“ اسے امام مسلم نے بیان کیا ہے۔ ❸

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہے:

”ایمان کی نشانی انصار سے محبت ہے اور نفاق کی نشانی انصار سے بغض ہے۔“ ❹

❶ یہ شعر عدی بن زید العبادی کا ہے، دیکھیے: عیون الأخبار (3/ 79) وبهجة المجالس (1/ 705)

❷ ابن ماجہ نے سنن کے مقدمہ رقم (162) امام احمد نے فضائل (1/ 57) اور ابن ابی عاصم نے السنۃ (2/ 470، رقم: 1006) میں بیان کیا ہے۔ اس کی سند صحیح ہے۔

❸ رقم (78)

❹ البخاری، رقم (17) و مسلم، رقم (74) من حدیث انس رضی اللہ عنہ۔

الصبار المسلمون على شاتم الرسول

اسی طرح ان دونوں میں ہے: ① ”انصار سے محبت صرف مؤمن کریں گے اور ان سے بغض صرف منافق رکھیں گے، جو ان سے محبت کریں گے اللہ ان سے محبت کرے گا اور جو ان سے بغض رکھیں گے اللہ تعالیٰ ان سے بغض رکھے گا۔“ ② لہذا جو ان کی گستاخی کرے گا یقیناً وہ ان کے بغض میں مزید آگے بڑھ جائے گا ضروری ہے کہ وہ منافق ہو، اور اس کے لیے انصار کو خاص کیا، جنہوں نے مہاجرین کو اپنے گھروں میں ٹھہرایا اور ایمان کو جگہ دی، رسول اللہ ﷺ کو پناہ دی، آپ کی مدد کی، اور دشمنوں سے آپ ﷺ کو محفوظ رکھا، دین کی استقامت کے لیے اپنی جانوں اور اموال کی قربانی دی، رسول اللہ ﷺ کی خاطر ہر سرخ و سیاہ دشمنی مول لی، مہاجرین کو اپنے اموال میں شریک کیا، مہاجرین تھوڑے سے، اجنبی فقیر اور انتہائی کمزور تھے، آپ ﷺ نے یہ فرما کر ارادہ کیا کہ لوگوں انصار کی قدر و منزلت متعارف کروائی جائے، کیونکہ آپ ﷺ جانتے تھے کہ لوگ بڑھتے جائیں گے اور انصار گھٹتے جائیں گے اور معاملہ عنقریب مہاجرین میں آجائے گا، اس لیے جس نے بھی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نصرت میں حتی الامکان مشارکت کی وہ درحقیقت ان کے ساتھ شریک ہے۔

جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے بغض رکھے نفاق ہے اس میں وہ سبھی صحابہ کرام داخل ہیں جنہوں نے آپ ﷺ کی اعانت فرمائی اور ان سے بغض

① البخاری، رقم (۳۷۸۳) و مسلم، رقم (۷۵) من حدیث البراء رضی اللہ عنہ. ② فی الاصل آية الايمان

حب الانصار وآية النفاق بغضهم...“ وهو تکرار للحديث السابق والتصويب من ”الصبارم“ و ”الصحيح“

الصبارم المسلول علی شاتم الرسول

رکھنے والا منافق کافر ہے۔

طلحہ بن مصرف نے فرمایا:

”کہا جاتا کہ بنو ہاشم سے بغض رکھنا نفاق ہے، ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما سے بغض رکھنا نفاق

ہے، ابوبکر رضی اللہ عنہ میں شک کرنا گویا سنت میں شک کرنا ہے۔“^①

حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”زمانہ کے آخر میں میری امت میں ایسے لوگ آجائیں گے جنہیں رافضی کہا جائے گا وہ اسلام کو

روندیں گے۔“^②

سنن میں اسے عبداللہ بن احمد نے مسند میں کثیر النواء از ابراہیم ابن الحسن از ایہ از جدہ از علی بیان

کیا ہے،^③ اس کی متعدد اسانید ہیں۔^④ کثیر (راوی) کو ضعیف قرار دیا جاتا ہے۔^⑤

ابو یحییٰ الحمانی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم نے ارشاد فرمایا:

اے علی رضی اللہ عنہ! تو اور تیری جماعت جنت میں جائے گی، ان میں سے کچھ لوگ ایسے ہوں

گے جو بد اخلاق ہوں گے جنہیں رافضی کہا جائے گا، اگر تو انہیں پالے تو انہیں قتل کرنا وہ مشرک

ہیں۔“

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

• ① امام احمد نے فضائل (۲/ ۹۶۸) لالکائی (۷/ ۱۲۶۶) الخلال نے السنة (۱/

۲۹۰، رقم: ۳۵۳) اسی طرح محارب بن دثار نے بیان کیا ہے۔

• ② (۱۰۳ / ۱) یہ زوائد مسند سے ہے۔ الشیخ احمد شاکر نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ رقم (۸۰۸)

• ③ عبداللہ بن احمد نے السنۃ (۲ / ۵۴۶) وابن ابی عاصم (۲ / ۴۶۰) میں بھی بیان کیا ہے۔

• ④ غیر بینۃ فی الأصل، وفي الصارم ”السنۃ“

• ⑤ انظر: تهذيب التهذيب (۸ / ۴۱۱)

الصبارم المسلول علی شاتم الرسول

”اہل بیت سے محبت کا لبادہ اوڑھے رکھیں گے حالانکہ وہ ہوں گے نہیں اور اس کی نشانی یہ ہے کہ وہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کو گالیاں دیں گے۔“ اسے عبداللہ بن احمد نے روایت کیا ہے۔^①

بعض کے الفاظ ہیں:

”ہمارے بعد کچھ ایسے لوگ آئیں گے جو ہم سے محبت کے دعوے کریں گے اور وہ ہم پر جھوٹ بولیں گے، دین سے نکلنے والے ہوں گے، اس کی نشانی یہ ہوگی کہ وہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کو گالی دیں گے۔“^②

اسے امام بغوی نے باین الفاظ ذکر کیا ہے:

”اگر تو انہیں پالے انہیں قتل کرنا، یہ مشرک ہیں۔“^③

حضرت علیؓ سے یہ موقوفاً اور مرفوعاً دونوں طرح سے مروی ہے۔^④

ابن بطہ نے حضرت انسؓ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ^⑤

”اللہ تعالیٰ نے مجھے منتخب کیا، میرے لیے میرے صحابہ کا انتخاب کیا اور انہیں میرا مددگار اور میرے سسرالی رشتہ دار بنایا، عنقریب زمانہ

① السنۃ میں (۲/ ۵۴۷ - ۵۴۸) ابن عدی نے الکامل (۷/ ۲۱۳) میں یہ ابو جناب الکلبی کی منکرات میں سے ہے۔

② اسے لالکائی نے بیان کیا ہے۔ (۸/ ۱۴۵۴)

③ جیسا کہ شیخ الاسلام نے ذکر کیا ہے، اسے لالکائی، ایضاً (۸ / ۱۴۵۶) نے بھی بیان کیا ہے، اس میں جو ضعف ہے وہ پہلے گزر چکا ہے۔

④ دیکھیے: لالکائی (۸ / ۱۴۵۶)

⑤ الابانۃ میں یہ روایت نہیں ہے۔

الصبارم المسلول علی شاتم الرسول

کے آخر میں کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو ان کی تحقیر کریں گے، خبردار! ان کے ساتھ مت کھاؤ اور مت پیو، خبردار! ان سے مت رشتے قائم کرو، خبردار! ان کے ساتھ نمازیں مت پڑھو، اور نہ ان کی نماز جنازہ پڑھو، ان پر لعنت حلال ہو چکی ہے۔ ①

اس میں نظر ہے، اس سے زیادہ کمزور حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے مگر یہ صحابہ کرامؓ سے منقول ہے۔ ②

حضرت علیؓ کو یہ بات پہنچی کہ عبداللہ بن السوداء نے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کی تنقیص کی تو حضرت علیؓ نے اسے قتل کرنے کی ٹھان لی۔ ③

یہ ابو الاحوص سے محفوظ ہے، اسے النجاد، ابن بطہ اور لالکائی وغیرہ نے روایت کیا ہے۔ ④ اور ابراہیمؓ (النخعی) کی مراسیل عمدہ ہیں، حضرت علیؓ نے یہ ظاہر نہیں کیا وہ آدمی کو قتل کرنا چاہتے ہیں مگر یہ کہ وہ ان کے ہاں ایسا شخص تھا جس کا قتل کرنا حلال تھا، مگر فتنے سے بچنے کے لیے اسے چھوڑ دیا جس طرح رسول اللہ ﷺ نے بعض منافقوں کو قتل کرنے سے توقف کیا۔

حضرت عبدالرحمن بن ابزی فرماتے ہیں: ”اگر میں کسی آدمی کو حضرت عمرؓ کی گستاخی کرتے ہوئے سن لوں

① الخلال نے السنة (۲ / ۴۸۳) عقیلی نے الضعفاء (۱ / ۱۲۶) ابن حبان نے المجروحین (۱ / ۱۸۷) میں اسے روایت کیا ہے۔ یہ باطل خبر ہے، جیسا کہ ابن حبان نے فرمایا ہے۔

② ابن البناء نے اسے ان الفاظ سے بیان کیا ہے: ”تم صحابہ کو برا بھلا نہ کہو، اس کا کفارہ قتل ہے۔“ الصبارم (۳ / ۱۰۹۹)

③ لالکائی نے اسے بیان کیا ہے۔ (۷ / ۱۲۶۴)

④ تحرفت في الاصل إلى : اللاكي.

الصبارم المسلمول علی شاتم الرسول

تو میں اس کی گردن تن سے جدا کر دوں گا۔“ ❶

حضرت عبدالرحمن مشہور صحابی ہیں، جو مکہ کے عامل تھے اور حضرت علیؓ نے انہیں خراسان کا عامل مقرر کر دیا۔ ❷

حضرت علیؓ ارشاد فرماتے ہیں:

”مجھے کوئی حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ پر فوقیت نہ دے وگرنہ میں اسے بہتان تراشی کے جرم میں کوڑے لگاؤں گا، رسول اللہ ﷺ کے بعد لوگوں میں سے سب سے بہترین حضرت ابوبکرؓ پھر حضرت عمرؓ ہیں۔“ ❸

اسے امام عبداللہ بن احمد اور ابن بطہ وغیرہ نے بیان کیا ہے، اس بارے میں بہت سارے آثار مروی ہیں۔

امام احمد نے ابن ابی لیلیٰ سے صحیح سند سے روایت کیا ہے ❹ کہ انہوں نے

❶ الخلال نے اسی طرح السنة (۱/ ۲۵۵) میں بیان کیا ہے۔

❷ یعنی حضرت عمر بن خطاب کی طرف سے۔

❸ حضرت علیؓ کے ان دو آثاروں کو مؤلف نے ایک سیاق میں جمع کر دیا ہے، پہلا اثر ”المفتی“

(بہتان تراش) تک مکمل ہو جاتا ہے، اسے امام احمد نے الفضائل (۱/ ۸۳) اور عبداللہ بن احمد السنة (

۲/ ۵۶۲) میں بیان کیا ہے۔ دوسرا اثر: ”مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ بعض لوگ مجھے ابوبکر اور عمر

پر فوقیت دیتے ہیں اور اگر میں نے یہ اقدام نہ کیا ہوتا تو میں اس بارے میں مؤاخذہ کرتا، لیکن تقدم

(برتری) کی وجہ سے میں سزا ناپسند سمجھتا ہوں اور جو اس حوالے سے کچھ کہے وہ بہتان تراش

ہے اس پر وہی مؤاخذہ ہوگا جو بہتان تراش کا ہوگا۔ لوگوں میں بہترین...“ اسے احمد نے فضائل (۱/۳۳۶) عبد اللہ نے السنة (۲/۵۸۸) وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

④ الفضائل (۱/۳۰۰) ان کے بیٹے عبد اللہ السنة (۲/۵۷۹)

الصبارم المسلول علی شاتم الرسول

فرمایا: تم ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما میں شک کرتے ہو، ایک آدمی کہنے لگا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے افضل ہیں۔ الجارود فرمانے لگے: بلکہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ان سے افضل ہیں۔ ① یہ بات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو انہوں نے اس کو کوڑے سے اس طرح پٹائی کی کہ اس کے پاؤں میں لرزہ پیدا ہو گیا۔ پھر الجارود کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا: میرے پاس سے دور رہو، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اس چیز میں بہترین ہیں، پھر فرمایا: جو اس کے علاوہ کہے گا ہم اس پر جھوٹ باندھنے والے کی حد لگائیں گے۔

جب دونوں خلیفہ راشد حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما ان کو کوڑے لگا رہے ہیں جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما پر فوقیت دیتے ہیں یا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پر فوقیت دیتے ہیں اور اس میں گالی بھی نہیں ہے تو معلوم ہوا کہ ان دونوں کے نزدیک گستاخی کی سزا کہیں زیادہ ہے۔

فصل ②

خلاصہ کلام یہ ہے:

جو گستاخی کے ساتھ یہ دعویٰ کرتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ معبود ہے یا وہ نبی ہے اور جبریل نے غلطی کی ہے اس کے کفر میں کوئی شک نہیں ہے، بلکہ جو اسے کافر قرار دینے میں توقف کرے اس کے کفر میں کوئی شک نہیں ہے۔ اسی طرح

❶ الجارود بن المعلی، عبدالقیس کے سردار ہیں، عام الوفود کو اسلام قبول کیا۔ نہاوند کے معرکہ میں شہید ہوئے۔ دیکھیے: الاصابة (۲۱۶/۱)

❷ الصارم (۱۱۰۷/۳)

الصبارم المسلول علی شاتم الرسول

جس کا یہ تصور رہے کہ قرآن سے کوئی چیز کم ہو گئی ہے یا چھپا لی گئی ہے یا اس کے ہاں پوشیدہ تاویلات ہیں جو مشروع اعمال کو ساقط کر دیتی ہیں وغیرہ۔

جیسا کہ یہ قول قرامطہ، باطنیہ اور بعض تناسخیہ کا ہے، ان سب لوگوں کے کفر میں کوئی شک نہیں۔

رہا وہ شخص جو انہیں ایسی گالی دیتا ہے جو ان کی عدالت اور دین میں باعث قدح نہیں ہے جیسے انہیں کنجوسی، بزدلی، قلة علم، زہد کی عدم موجودگی وغیرہ کے ساتھ گستاخی کرتا ہے تو اس کے مرتکب کو ادب سکھلایا جائے گا اور تعزیر لگائی جائے گی، کافر قرار نہیں دیا جائے گا، اور اسی پر ان علماء کا کلام محمول کیا جائے گا جن کی علما نے تکفیر نہیں کی۔

اور رہا وہ شخص جو لعنت کرتا ہے اور مطلق طور پر برا بھلا کہتا ہے تو اس کے بارے میں اختلاف ہے، کیونکہ لعن الغیظ اور لعن الاعتقاد کے مابین تردد ہے۔

اور رہا وہ شخص جو اس سے تجاوز کرتے ہوئے یہ خیال کرے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے بعد مرتد ہو گئے تھے، چند لوگوں کے علاوہ جن کی تعداد دس سے کچھ اوپر ہے یا پھر وہ فاسق بن گئے تو اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ اس کا قائل کافر ہے، بلکہ جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

یہ وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اس جرم کی پاداش میں عبرت ناک سزاؤں سے دوچار کیا اور یہ بات بھی تواتر سے ثابت ہے کہ ان کے چہرے ان کی زندگی یا موت کے وقت مسخ کر کے خنزیروں جیسے بنا دیے گئے۔^①

خلاصہ کلام یہ ہے کہ گستاخی کی کچھ اقسام ایسی ہیں جن کے کفر میں کوئی شک نہیں اور بعض علماء ان پر کفر کا حکم نہیں لگاتے اور بعض متردد ہیں، یہ مقام ان

❶ شیخ الاسلام نے منہاج السنۃ (۱ / ۴۸۵) میں ذکر کیا ہے اس کی مراجعت کیجیے۔

میں سفر کر آئی ہے نے بیان اور تبصرہ کیا الفاروق" کراچی ص ۱۱-۱۲ ذیقعدہ ۱۴۱۳ھ) رندانہ طریقہ:
 کی قدر و قیمت جاتی رہی ہے: لی ویژن نے خبروں کے دوران اپنے ایک تبصرے میں کہا سے جنگ
 نہیں لڑی جاتی بلکہ غیر انسانی سلوک سے بھی۔ وہاں اور ایک خاص مقصد کے تحت عصمت دری
 کی جاتی ہے کیونکہ

الصبارم المسلول علی شاتم الرسول

اقوال کے استیعاب کا متحمل نہیں ہو سکتا اور اگر ہم اس کا استیعاب کریں تو یہ بہت طویل ہو جائے
 گا۔ ضرورت کے مطابق ہم نے یہاں بیان کر دیا ہے۔ واللہ اعلم۔

اس کتاب کو اس کے کاتب محمد بن علی بن محمد نے ذوالحجہ ۷۳۰ھ میں مختصر کیا ہے۔
 ﴿حسبنا اللہ ونعم الوکیل﴾ ”ہمیں اللہ ہی کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے۔“ یہاں مختصر الصبارم
 المسلول کا ذوالقعدہ ۷۳۰ھ کو اختتام ہوا۔

امام ابن تیمیہ کی مشہور زمانہ کتاب

الصبارم المسلول علی شاتم الرسول

کا

اختصار اور اس کا اردو ترجمہ

اختصار

محمد بن علی بن محمد البعلی الحنبلی

مترجم محمد خیب احمد

گستاخِ رسول کی سزا

”الصبارم المسلول“ میں موجود تمام آیات و احادیث، اجماع، آثار

صحابہ

اور ان سے استدلال و اجتہاد کو حسن ترتیب کے ساتھ چُن لیا گیا ہے

جس سے استفادہ کرنا ہر خاص و عام کیلئے آسان ہو گیا ہے